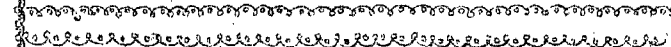


بِجَوِّ صَنَائِعِ زُورِ مَا فَضَّلَ خَلْقَ مِثْلِ مَكَانِ
بِزَمَنِ سَمْعِ عَيْنِ نَازِ نَازِ عَيْنِ وَ

که سینه از بار غم از جند و ستدی ایامین معانی دل پسند مجروحه فصاحت گسری از بار غمت مری می

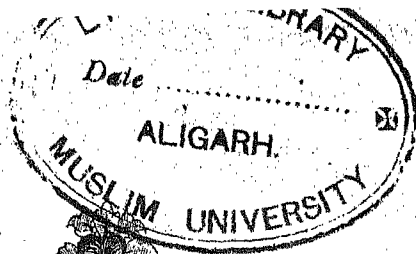


تیر طبع حسودان از من بنام لوی سید محمد فخر الدین حسن بک در تخلص من اوی مرثیه این مصنف مودع



سَطَبِ نَازِ مَشْرِی فَوْکِ شَوِیدِ مِیْنِ مَطْلُوعِ اَهْلِ سَخِیْوَا

نسخه خطی



احمد الله سبحانه وتعالى الذي رفع لشعراء العالمين كنز الهداية ارشد بهم ببلوغ مقاصد
في البداية واصلی واسلم علی نبیه الاکرم ورسوله الاطهر سیدنا و مولانا محمد صلی الله علیه و سلم
علی آله واصحابه الذین یخوفونهم العناية و یخوفونهم العناية اما بعد این گدسته بخون جگر گدازیده
ارمغان ست از سید محمد فتح الدین حسین سخن جگر خسته بحضرات دیدہ و دان رموز نشان
و منتر از استخوان برآمدگان دانش ابناس تانیر گفتار این تیره سر انجام قلم و تحریر طبعان
نگاه قبول فر فرغ اندوز و خویش خامه برق کردار من خرمین زندگانی عدو بسوزد و اولین
تصنیف من موسوم به سرودش سخن نشریت اردو مسیح که علی الرغم خورده بنیان تصانیف
اسلاف دہلی بحسب ادراک و مذاق ایشان رنگ تحریر گرفت و شیرازہ بندی آن اگر چه
غلط گیر چند بار بواسطه گرامی نهاد مبارک نفس سرخوشی الفت را با دہ تند و پر زور فرخ گهر

والا نظر نشی نول کشور صاحب صورت بست و مین تصنیف من الشتر به تهذیب النفوس
تشریست ماری در اخلاق که بایرام و خواش نور دیده سعادت قره باصره رشادت فرزند
ارجمند تخت بگور بصر سعد دارین بر خور دار خواجہ سید محمد محی الدین حسین حفظہ اللہ
عن الآفات والشین والبقاۃ واعطاءہ اللہ علما نافعاً وفہما کالکما تحب وترضاه سمیت تسطیر
پذیرفت و نقش آن پیکر دل فریب در لوح البطایع مطبع شمرند درست نشست فاما
این نظم پریشان کہ جزو اول از دیوان فقیر است بسکہ حقیر است چگونه گویم کہ و پذیرست ہر چند
درین ہنگام انچہ از قسم گفتار بزر بامم و دیابد تیاری خامہ بر اوراق مرقوم گرد و گہا مے
پرمردہ شبانہ از روی بساط بر چیدہ تصویرین باید چہ ہر گاہ دلکش کناش نیست شوخا
نمائش انکجا آید گہا پیش ہشت سال است کہ خود را در بند خدمت سرکار ملکہ معظمہ قصر سند دام
شوکتہا زوادہ ام و در صوبہ بہار بالفصال خصومات و محکجات بخت شاقہ ورافتادہ
ولیکن چون مطہم انظار توجہات حضرت اوستادی نواب مرزا نوشہ صاحب التخلص بہ غالب
بودہ چندے درک صحبت حضرت ایشان نمودہ ام اینہمہ سخن گستری فیض تجلیات بہان مہر
پہر سخنور است کہ دیرین شیوہاے گفتار را طرازی جدت و نوئی بخشیدہ باز تازگی داد چون نام
نامی واسم گرامی آن شہنشاہ ملک معانی اسدالتہدیر بآید سخن آفرین تخلص را نیز بہ
غالب بلند آوازگی داد و کلام رفاص او در بنان بحر امش تدر و ست و بہ را مشع سیتار
بہ جلوہ عطا و بس است و بہ نغمہ ہزار طم

بنار اسے ہمایون زمان سخن	کہ جانیافتی پیش شاہ دین
--------------------------	-------------------------

نوش افتاد گشت نامور	ز غالب به شفقت به تو یک نظر
باو عشق دارد کمال سخن	با و ناز دارد جمال سخن
وزد شاعری رنگ دیگر گرفت	ازو علم و فن رونق دیگر گرفت
بایران و روم وری و صفتان	بلندست زو نام هندوستان
بسیه سروران برآورده نام	بسیه شاعران بلاغت نظام
نهادند سر الفبایان او	شدند ازل و جان بقربان او
به فیضش من از ذره ختر شدم	بهریکه او را ستایش کردم
که بالقد جانم خریدار او	چنان داده ام دل بگفتار او

باجمله این چند اشعار را که هر یک از ان جگر گوشه خاطر غم پالاست بمن ست و شتر برگ جان
عاشقان تواند بود بخاطر یاران و دوستان ترتیب دادم و شتر ریخته کلهک جادو نگار حضرت
ممدوح را که یادگارشان رونق دیوان مابود عنوان این صحیفه گردانیده دیوان سخن نام نهادم
یارب این گهرهای گرانمایه را هر کس بنظر قبول طالب باد و غالب نامور چنانکه در سخن سنجی برینان
غالب بود و کلامش در جهان جاودان و روح پر فتوحش داخل روضه رضوان و او بقرب
یزدان بر سر مقربان غالب باد و بجا و محمد و آله الا محض و ربنا تقبل من آتیک انت السميع
الله عابر حجت یا ارحم الراحمین



۱۵۳۳

۸۹۱۶۵۳۱
۱۵۱۲۰
س ۲۰

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U15140

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نثر ریختہ ملک معجز نگار حضرت نجم الدولہ و سیر الملک نواب اسد اللہ خان بہادر
نظام جنگ عرف مرزا نوشہ المتخلص بن غالب مرحوم

نام خدا سلطان قلم و سخن دیوان خاص میں رونق افزا ہوا ہے اور نگاہ رو بہر بادشاہ
سلامت کا شور ہر طرف برپا ہوا ہے اہل نظر بادشاہ کا حسن و جمال اور بارگاہ کی عزت و شان
دیکھیں سنو رن کے ہزاروں دیوان دیکھتے ہوئے اب سخن کا خاص دیوان دیکھیں رہے
شاعر کیا و نامی کہ جسکا پیارا نام سخن ہے یعنی ہمت تن سخن اور تمام سخن ہو قرۃ العین خواجہ
سید محمد فخر الدین حسین کو اگر سخنو بیع دے کہوں تو بجا ہے کیونکہ اسکا حسن کلام
میر نے دعویٰ پر دلیل اقویٰ ہے اس سحر کار جادو نگار نے پری زار دان معنی کو الفاظ کے
شیشون میں اس طرح اوتا رہا ہے جیسے آگینے مے سے رنگ و لفظ آئے لفظ سے جملہ معنی شکار ہوا

مین مغلوب دہر غالب نام جو باز از ہستی مین متاع کاسد ہون بحسب اصطلاح فقہاء اس
 سیدزادہ قدسی نہاد کا بد فاسد ہون چشم بد و سنہوز آغاز جوانی اور نو بہار باغ زندگانی ہر
 عمر کے لیے دفتر قضا و قدر میں حکم دوام لکھا گیا ہے پس اگر یہی جودت فکر اور طبیعت کی
 روانی ہو اغلب کہ ذوق شعر اور شغل تحریر اشعار ہمیشہ چلا جائیگا پھر تو یہ دیوان
 اوراق افلاک مین نہ سمائیگا۔





عقیدت راست کردن با حضرت باری تعالی اعتداسمہ و التجا
نمودن بدرگاہ او تعالی شانہ و عمنوالہ و اعظم برہانہ

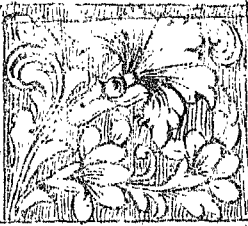
<p>لاکے کھلائے ز اہد اقلب بر شہ سہک کی جو دعائے وصل یا حالت اضطراب میں دیکھ کے اُس پری کو یوں رنگت مارا نکھر گیا خصت نالہ و فغان مجھ کو ملی ہو یا ر سے ایک مین ہم کہ عشق میں سر پہ لیے مین کوہِ غم وجد مین لایسگی ضرور عاشق و لفکار کو کچھ بھی نہیں ہو معصیت رحمت حق کے سنا</p>	<p>مجھ کو ہر شغل و کشی لیل و نہار بے گزرک بہوئی ہستی تجاب وہ مجھے ملا وہ یک بیک مست شرابِ ناب کے جیسے بدن میں ہو دمک رعد کی یہ نہیں گرج برق کی یہ نہیں چمک ایک تھاری ناز کی جس سے کمر میں ہو لچک کوئی صدائے ساز ہو بائیں کی ہو کہیں گمک مین نہ سنو نگا ز اہد مجھے نہ تو زیادہ باک</p>
---	---

لکے سے بوالہوس کی عقل سوچا نہ کچھ آں کار
راہ میں بیکشون کو آج شیخ کہیں جو مل گئے
خضر ہر بہمن جا بجا ملتے مجھے تو چھپتا
مجلس و عطر ہیواں آج قریب سیکدہ
اُسکے مریض عشق سکتے بہن یہ طیب سے
شونی و دلیری سے ہر رونق حسن ہوشاں
سینہ پہ میرے چڑھ کے کیا بادہ پلا نا فرض تھا
سیرا تو نہا ہر وہ غیر سے کیا غرض مجھے

شکوہ یا رب پہ دل جو کہیں گیا اُنک
ایک نے ایک سے کہا دڑکے لے قدم ہیک
اُسکا بھی کچھ پتا نہ آتا آپ ہی یا گے ہٹک
دل کا یہی ہر شورہ تو بھی ومان پہ جاوہر
فصد لے لینی کہا ہوا دور ہوا آج جا سرک
کچھ بھی نہیں وہ نازنین جسمیں نہو یک چھپک
یوں ہو دباو تم مجھے چولی نہ جا کیوں سکت
شل تھین مجھے نہ اب زیادہ بک



ہو گئی تلخ یار سے مان ہم عرض حال تو
شعر چھو وہ لے سخن جسکی صفت کریں ملک



اے بہنائے وصف تو قوت درک نہماک
صانع لم یزل قدیم حافظ و باسط و کریم
تجھ کو سزا ہی دہری جان ہر عاشقوں کی تو
نوح و قلم ازل سے ہیں تمہیں ہی حکم کے مطیع
تیرا اگر نہیں ہر عشق راہ غلط و دست کو
راہ و حسن و عشق میں تو نے دیا ہر اے خدا
نسل نہو اگر ترا شامل حال بندگان

واہر و لا شریک لک باز بجلوہ مشرک
تیرے ہی حکم کن سے ہر جوڑے ماسے تاسک
تجھہ خدا جان و دل جن پہری بشر ملک
ثبت وہ ہر جوڑے چاہے کرے پھر اسکو جو چک
نہ ہر اسکا بے مزہ جیسے طعام بے نمک
ہو گئے دونوں ایک جزو کیا کرے کوئی اُنکو فک
دایہ ملائے کب بھلا غفل کو یوں تھک تھک

تیرے خیال کے سوا چھائی ہر چہ بخودی
 ڈھونڈے نیا وہ آسمان تیرا شریک جو تباہ
 جسمین ہر شان عبادت ہر وہی کامل اعیان
 پھول کی ایک پنکٹری کوئی بنائے کیا جمال
 باغ جہان کی سیر کو چاہیے کچھ مشام جان
 آنکھ سے ہر نہان مگر دیکھتے ہیں کسی سے سب
 پہلے بھی تھا تو تھی تھا کچھ بھی نہ تھا تیرے سوا
 جسے مقابل کیا تجھے ذلیل ہو گیا
 تیری طرف سے بیگمان انکے دلون پہ پھر ہی
 دشمن دین حق کو یاں تیری طرف سے ہون ہی
 موخر ضعیف سے سوا تیرا حریف ناسزا
 ہوتا ہی جو جہان میں حکم سے تیرے ہر وہ سب
 مطلع بے بدل پڑھوں اور بھی اس زمین میں

اُسکو ملے گا پھر کبھی اپنا پتہ نہ حشر تک
 چھوڑوے وہ تری زمین تجھ میں ذرا جو لاشک
 کہتے ہیں جسکو بندگی تیری رضا کی ہر محک
 فرض کیا اگر کرے ایک کی دوسرا الگ
 در نہ ہو گل میں تیری بو غنچہ میں تیری ہر محک
 یون ہی تو ہم میں جس طرح نور میان مردک
 جیسے نہیں شمار میں ہندسہ کوئی قبل یک
 صاحب فیل کو کیا تو نے نہ کھسٹ منہ لک
 ہو گئی در نہ کس لیے ملحد و فلسفہ کو جھاک
 قہر ہی اُسے یون ترا فیل پہ جیسے ہو کجک
 پشہ ناتوان سے کم تیرا عدو سے منہ لک
 شہ کا کہیں جلوس ہو راج کا ہو کہیں تہلک
 سنکے جسے بصدق دل صل علی کہیں ملک

مطلع

تابِ نظر نہیں کبھی میں ہی ہر آج تک
 جو نگہ کارم کبھی کچھ بھی نہیں وہ گوہر
 مخزنِ سرچشمن یہ انہیں بھی کوئی عیب ہی
 شل کلیم غش نہون دیکھوں اگر تری جھلک
 شام و دمشق وری حلب کو فہ و مظہر ملک
 چٹک رہا بوز گاہ میں ستارہ دلی چٹک

تیری الویت کے ہیں سب یہ گواہ تیرے
حکم سے تیرے ہیں دان خلق سے تیرے ہیں بھر
تو ہی جہان مطاع ہے تیرے ہی حکم کے مطیع
قدرت بے نیاز کے تیرے نشان ہیں یہ نمود
حکم سے تیرے تا فانیوں ہی سہینکے برقرار
تیرے ہی معرفت کا ہو دفتر بے بدل ہر ایک
تیرے ہی اختیار میں خلق کی جملہ کائنات
تیرے جمال پاک سے ہیں یہ ہمیشہ مقبوس
صنعت بے نظیر تیرے کی ہے ہر ایک جا
عضو بدن بنائے ہیں تو نے ہر ایک ہیشال
تو نے دیا لباس بھی اپنے کرم سے بے نظیر
وصف دیے ہیں تو نے کیا نفس بشر میں لا جواب
باعث لطف زندگی ہیں یہ حواس ظاہری
تو نے دیے ہیں اسوہ کیا ہی قواسے باطنی
ایک مضمض اگر دیا لاکھ دوائیں خصلت کین
تو نے بنا کے ماہوش دی ہیں انھیں نعمتیں
تیرے کو شے میں یہ سب کیونکہ نہیں بشر کا دل

شمس و قمر نجوم کل زہرہ و اکاشان فلک
بحر محیط و فلزم و نہر و خلیج اسفک
ابر و ہوا و رعد و برق مطر و فراش فلق و منک
آتش و آب و خاک و باد و ارض و سما و الجہک
لیل و نہار و روز و شب صبح و سہا سحر حاک
برگ و ثمر و شجر و درخت و گیاہ اسپرک
موت و حیات و زندگی نشو و نما فرج و فنا
ضوء و صفا و نار و نور و لمعہ و برق و آرنجک
روح و روان و آتش و پیکر و قدر و مشترک
ساعہ و کتف و دست و پائی و چشم و مردانک
شال و سمور و پر نیان قائم و اطلس و فنک
قمر و غضب و تم کرم و ہوش و خرد گمان و شک
نطق و شام و ذوق و لمس و سمع و بصر و کھنک
وہم و خیال و مدرکہ و حافظہ حس مشترک
صبر و سنا و خاکشی و زور و ہفت و خشک
حسن و شباب و دولہ و ناز و ادا و چاک و مک
دزد و حمار و ہوشان و سرخی و فتنہ و کھنک

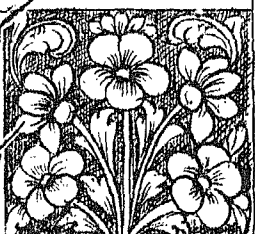
کچھ نہ کسی سے بن پڑی سب یہ بنا کے چل رہے
 جھکو ہر زیب عجزیت تجھ کو الوہیت سزا
 میرے نصیب کا جو ہر جھکو لیک کا وہ ضرور
 رہتا ہوں بسکہ رات دن اپنی خطائے متفعل
 تیری مدد کی ہو امید اس سے دم مقابلہ
 امت احمدی ہوں میں اشک مرچ جائیگی
 ہونے لگے گناہگار جب عرصہ حشر میں طلب
 کس کا حساب کیسا حشر تیرے کرم کے سائے
 امت مذنبہ کو ہر تجھے امید مغفرت
 تو نے پڑھائی آبرو مجھ سے ذلیل و غوار کی
 زخم بے ہیں پھوٹ کر عاشق نامراد کے
 تیرے کرم کا ہی مقدر جسم پہ میرے بال بال
 جلوہ دکھائے خلد میں جان حزن کو فہرور
 یونہی رہوں فرقت تیرے رسول پاک پر
 سو دن کبھی نہ چھین سے عشق نبی میں ات دن

تخت داریکہ و مکان قصر و منازل و کشک
 مجھے گناہ سرسبز تجھے ہی عفو یک بیک
 فکر کرے مری بلا ہر ستاع مژدگ
 درم میرے دل میں یوں جانیں کی چسپہ کھٹک
 لطف نہیں جو غیر سے آنکھ مری گئی جھپک
 کہدے کوئی جہیم سے چاہے تو جہد رد ہاک
 مایعین خلد کیا حورین نینگی وان چھڑک
 خلد میں ہم تو جائیگی گھر کی طرح سے بیدھڑک
 زمرہ عاصیان میں ہوں اسلیے میں بھی نسلک
 حشر میں سب کے سامنے ہونے کہیں مری تھک
 تیرے غم فراق سے سینہ و دل میں ہین شک
 شکر گزار ہیں تیرے قلب و لسان ذوالخنک
 اپنے جمال پاک سے قلب کو میرے کڑخک
 گرمی عشق سے رہے قلب میں بددم بھڑک
 بھول کے بھی لگے ناب میری پلاستے یان پک



کچھ نہ سخن کو یاد آئے وقت ہوا سکا جب اخیر

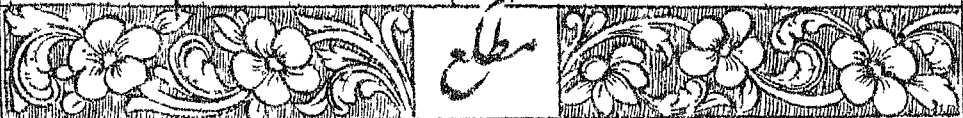
کلمتہ طیبہ مکر آئے زبان پہ یک بیک



زمر مہ سنجی عند لب قلم و نعت حضرت سیدنا خواجہ عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم

<p>جہان سے جبکہ شب تار ہو گئی کا فور موذنوں نے اذان مسجدوں میں دی آکر نیم صبح نے گلشن کو تازگی بخشی طرب فرما ہوا گلشن میں نغمہ بلب روش پہ سبزہ فحشہ لہلہاتا تھا نواے طوطی شکر نشان طرب انگیز چمن چمن گل و غنچہ شکنہ خندان صبانے آکے ادب سے جگا دیا مجھ کو زمین سے تابہ سپہا اور سپہر سے تا عرش نظر جو کی سر بالین تو دیکھتا کیا ہوں غضب کا حسن قیامت کا قد بلا کی ادا وہ مانگ نور سے جسکے ہو کمیشان نا دم جبین وہ مطلع نور شید حسن و زیبائی بھون پہ اسکے کمان کا نوکمان کیونکہ وہ اسکی ترچھی نگاہیں پھری ہوئی چتون</p>	<p>سحر نے جلوہ دکھایا فلک پہ پھیلا نور صلوٰۃ خیر من النوم کو کیا مشہور صبانے فیض سے عالم کو کر دیا معہور گلون کی خندہ زنی تھی کہ تھا وہ شور شور چمن میں تاک پہ تھا مست خوشہ انگور سماع و رقص میں ہر شاخ پر ہجوم طہور جہان جہان دل و دیدہ منور و سرور میں آنکھیں ملتا ہوا خواب سے اٹھا مخمور سڑانے میرے نظر آیا ایک لکھ نور کھڑی ہی ہاتھ میں ساغر لیے ہوئے اک حور ستم کا بانگین آفت کا انکھڑوین سرور وہ زلف جس سے کہ ہو متقل شب و بخور کہ جس سے صبح قیامت کا رنگ ہو کا فور کہ جسکے تیر مژدہ دلیں کرتے ہوں ناسور وہ لب گزان تبسم بدیدہ مخمور</p>
--	--

<p>جو دیکھے عارض گلگون اُسکے وقت سرور بجا ہو کہیے اگر اسکو رشک شعلہ طور تو قصد جسم کرے روح خشکان قبور الم سے گریہ کرے چشم جو ہر سالور کہ جیسے جام بلورین مین یا دہ انگور باس ایسا کہ بچہ دیکھے کوئی کیا مقدر ادا سے چین چین اپنے حسن پر مغرور مجھے جمال سے اُسکے ہوا جنون کا و فور خدا کے لطف کا دل سے ہوا فقیر شکو غزل یہ پڑھنے لگا جھوم کر بذوق حنؤ</p>	<p>یقین ہو بلبل شیدا کا دم پھٹک جائے وہ بھی جب کہ خود بینی اسکو زیب ہو ہلائے گریب جان بخش فاتحہ کے لیے وہ اسکی تیغ تبسم کہ جسکے کشتون پر گلو صاف مین یون پان کی عیاں کنجی جو اہر ایسے کہ تعریف کیجے کیا امکان بصد کرشمہ و انداز و عشوہ و غم کھڑی رہی وہ بہت دیر تک مگر خاموش مشابہت جو بہت پائی یار سے اپنے خیال یار نے قیاب کر دیا مجھ کو</p>
--	---



<p>حرام ہو مجھے بے یار یہ شراب مہور کہ اُسکے ہاتھ نے پیتے کبھی مگر انگور بجا ہو کہیے اگر اسکو خانا زہور کہ جوش کرے یہ سہو چشم رشک فار تنور جسے نہ رحم نہ کچھ پاس خاطر رنجور خیال ہو کہ نہو جان اسکی جان ہو دور</p>	<p>پیونگامین نہ کبھی ہاتھ سے ترے اوچور یہ آرزو ہی مرے دلین رہی افسوس دام رہتی ہو سینے میں نیش غم سے خلش وہ التهابِ دل تا صبور کا عالم وہ شوخ بے سبب آزار پگیا پیچھے وہ بدگمان مرے مرنے پہ بھی نہیں راضی</p>
---	--

یہ ضدئی ہر ملو تم تو غیر سے لیکن
 ہزار پردوں میں ہو وہ پری تو کیا غم ہو
 جو دل کو دے کے طلبگار ہوں انھیں دم دے
 خدا کے واسطے ظالم ذرا تو کرا انصاف
 کسی کیچ میں آؤں نہیں وہ دیوانہ
 وصال غیر کے طغون سے ہو گئے ہیں خجل
 تنگ گریہ میں اویزون کمان جائیں
 ذرا ہی ہر قیامت سے حق کی ستاری
 ہم اور بزم سے ناکام یوں چلے جائیں
 تم اور کشمکش طعن افسر یا افسوس
 کسی کو بیچ کے دریافت تو کرد احوال
 مری تو غرہ کی جو کچھ کہو کروں تسلیم
 سبب طلال کا سمجھ ہماری جانب سے
 اتنی کس بت بے داد گر سے کام پڑا
 بتوں کے باب میں احوال عجب تکرار
 کمال علم و ہنر اٹھ گیا زمانہ سے
 غزل نشی تو بعد ناز اُس نے فرمایا

ہمارا ملنا کسی سے تمہیں نہ منظور
 مری نگاہیں ہر جگہ اُسی کا ظہور
 مجھے معاف کہ عادت سے اپنی ہوں مجبور
 کہ توجہ کرے اور میں وفا پہ ہوں مجبور
 پنہائے بیڑیاں مجھ کو جنوں کا کیا مقدر
 کر نیکی آج سزا میری کچھ نہ کچھ وہ ضرور
 کہ روزِ ہجر ہی برسات کی شبِ دیخور
 ستم ہو کر نہ گھلین اُسکے جو رر روز نشور
 یہ سب ندامت عاشق تمہیں ہی خود منظور
 تمہاری شرم نے مجھ کو بھی کر دیا مجبور
 نہ آو بہ عیادت بخائے رنجور
 شکستِ عہد و وفا کا نہ کیجئے مذکور
 گمان بستے کیا ہو تمہارے دلیں منظور
 کہ جسکو لطف و کرم جو ر و ظلم سب سے نفور
 تمہاری آنکھ پہ پردے ہیں عقل میں ہی فقور
 سخنور دن کو بھی ہو شاعری سے اب تو نفور
 سخن شاربِ محبت سے کس کے ہی مخمور

کہان اوڑانی ہو طالم شراب عشق مجاز
 میں امر ب ہون کہ ساقی ہوں آج تیرے لیے
 یہ دولت ابدی اُنکے ہو نصیبوں میں
 مگر محبت محبوب کبریا پی لے
 یہ سُنکے فرط مسرت سے میں ہوا بیہوش
 کھلی جو آنکھ تو پایا نہ پھر نشان اُسکا
 پلائی امر خداے جلیل نے وہ چینہ
 مجھے بھی ناز ہوا اپنے عشق کامل پر
 وہ شاہ حسن ہوا مہربان کہ جسکے لیے
 وہ با وقار مٹائے ہیں جسکی ہیبت نے
 وہ فہر اوج جلالت کہ جسکے پر تو سے
 وہ ماہ برج نبوت کہ جسکا نور قدم
 وہ شمع انجمنِ حُصرت کہ جس سے ہوا
 وہ عبدِ خاص خداوند ذوالجلال کہ ہو
 وہ با وفا صنم حق شناس و عزیز نوش
 وہ بانی سازِ برگا و خالقِ اکبر
 وہ جسکے نام سے پیدا نماز کی صورت

چھپانہ مجھ سے کہ ظاہر ہی صاف اُسکا سرور
 کیا ہو حق نے اسی واسطے مجھے مامور
 کہ خشکی لوحِ جبین پر ازل سے ہو مسطور
 کہ جس سے صبح قیامت تلک رہے مسرور
 چمک کے کچھ مرے اوپر چلی گئی وہ حور
 نظر کے سامنے دم بھر میں ہو گئی کافور
 کہ جسکو جانتا ہی خود وہ قادر و غفور
 کہ تھا بجز حقیقت سے ہو گیا معور
 تپان ہو شوق سے ہر دم مراد دل مجبور
 جہان سے کفر و ضلالت کے نامور مشہور
 بلا ہی آدمِ خاکی کو ایسا خلعتِ نور
 ہوا ہو باعثِ تکوینِ عالمِ معسور
 طلوعِ غیرِ اسلام و موجِ جہل و کفور
 رحیم است عاصیِ مثالِ رب غفور
 کہ جسکے وعدہ کار و جہنم اپہ ہوں مغفور
 کہ جسکا نام مری لوحِ دل پہ ہو مسطور
 قیام و سجدہ رکوع و قعود و جہلِ امور

وہ جسکا نام ہر نام خدا بہت مشہور شفیع ہر دوسرا قاسم نعیم و قصور مطاع عالم و آدم طبع رب غفور محمد عربی عین ذات رب غفور ہو المقدس بدر الشجی ابو المنصور برآمد آیت طوبیٰ الیک از لب حور کہ جسکے سننے سے ہوسامعین کو وجد و سرور	وہ جسکا نام ہر نام خدا کے ساتھ قسم شہ سریر رسالت محیط فضل و کمال رحیم و نسیع لطف و کرم شفیع امم وہ کون احمد بیسم صاحب لولاک ہو المنور شمس الضحیٰ ابی القاسم لفکر رحمت او چون ز خوشن فترسم در و دژم کے وہ پڑھتا ہوں طلع روشن
---	---

مطلع

کلمہ کو بھی وہ رتبہ ملانہ بر سر بطور دلیل ہو یہ محبت کی عشق کا ہر طور تراغب رکن پا ہو کھل دیدہ خور سفید رخ خاقان و سدرہ غفور تراغب ہو جب پر وہ ہو گیا مقہور تمام حور و ملک جن و انس و حش و طہور اسی سبب سے ہو اکبرہ قبلہ جمہور کہ سرکہ ہو گئی میخانے میں مژگانور کہ ہوشون کی بھی آنکھوں میں بیدار سرور	جو قرب تجسکو تیر ہوا خدا کے حضور خدا کہے ارنی جو کہا تھا موسیٰ نے تراجمال ہو نور نگاہ جن و بشر ترمی غلامی کی عطمت سے کرد راہ بلال تراکرم ہو جب پر وہ ہو گیا مرحوم ازل سے تیرے ثنا خوان رہینگے تابہ ابد ظہور تیرا ہو منظور تھا خدا کو دمان یہ احتساب ترا مانع شراب ہوا وہ نہی بارہ گلگون نے رنگ دکھلایا
--	--

سنا و عید کبار جو تجھ سے لوگوں نے
 اشارہ سر انگشت سے دو نیم ہوا
 یہ رحم قتل عدوین کہ دم شکستن تک
 ترا وہ رعب کہ ہل جائے نام کو سنکر
 مخالفوں کو ترے گردان جنم ہی
 وہ تیری بخشش کی زد ہی حساب میں آئے
 کسی کو تیری جگہ تھی جلوس کی نہ مجال
 کروں میں کیونکہ شمار فضائل اقدس
 خدا ہی تیرا شاہوان تو مرتبے کو ترے
 شفیع امت عاصی ہر ذات بابرکات
 دعائیں ہی کہ دنیا میں ہیں ہوں جب تک
 وصال ہو تو ترا ہی وصال ہو مجھ کو
 ترے ہی عشق میں ہو خاتمہ بخیر مرا
 ترے خیال میں سوتا ہوں جب میں سوتا ہوں
 جَاکَلْتُ اِلٰہَیْ فِی الْمَسَامِیْ یَا صَمِیعی
 صبا مدینے میں جا آج میری خاطر سے
 پھر ہے جو دوان سے قولانا ضرور میرے لیے

غریب وعدہ سے بھی ہو گیا بتوں کو نفور
 جو آیا ہر سر و غایت را دشمن مقہور
 کیا ہی آب دم تیغ سے بھلق و جوہر
 سر عیلمت سلطان و قیصر و فغفور
 جلا ہی ہی بیان بھی تو آنکو تابش ہو
 زبان پہ گنج دراوان کا جسد مذکور
 اسی سبب سے مقدم ترا ہوا نہ طور
 کہ میری فکر ہی عاجز نہ مرا قلم نہ دور
 کرے جو فہم یہ ادراک کا نہیں مقدور
 فقیر کا بھی رہے حشر میں خیال ضرور
 تری شراب محبت سے دل ہے سرور
 مروں تو قبر بھی ہو تیرے نور سے مہمور
 تھے ہی امت ناجی کے ساتھ ہوں مجبور
 نہ چین دیگا تہ خاک بھی یہ ذوق حضور
 وَ بِالْوِصَالِ اَزَلْ حَزَنَ ذَا الْکَلْبِ الْبُحُورِ
 جو ہو سکے تو کراں شاہ سے مرا مذکور
 بنی کے روضہ اقدس کی کچھ شمیم بخور

<p>سخن تمام کرو نعمت صاحب لولاک بس اب دعا میں ہو سرگرم زمزمہ سنجی خدا کے علم میں جب تک ہے جہان کو قرار فروغ نیر اسلام میں ترقی ہو وہ آل پاک ترے اور وہ صاحب کبار ہمیشہ اُنہ خدا کا رہے درود و سلام فَاَتَجِبُ لِلَّهِ عَائِي وَرَبِّي اَغْفِرْ لِي دعا کے وقت جو اغفر زبان سے نکلا</p>	<p>خیال قصر ہے وصف میں ادب ضرور کہ ہی اجابت خالق کو بھی یہی منظور خدا کے نور سے جب تک رہے ابد محمود ہونے پائے کبھی کفر کی شب و بجور کہ جنکے وصف میں قرآن میں ہر جگہ مسطور محب جو اُنکے ہوں بختے انھیں خدا غفور بجاء الحمد مرسل بحق آیہ نور تو اس قصیدے کی تالیف ہو گئی مسطور</p>
--	--

بیعت معافی بر دست مداح راسخ الاعتقاد بعزم ثبوت ولایت
حضرت مرشد طریقت لازال شمس افادتم الیوم التباد

<p>کیا جو ایک چمن میں سیر کو تنہا نسیم ناز سے چلتی تھی ہر روش پہ وہاں دم سحر تھی وہ دلکش فضا سے سیر چمن بہار و باغ دل لالہ لایع بہ گفت عروں باغ تھی سرگرم جلوہ افروزی سمن کی فراطراکت سے ایسی صورت تھی ہر ایک زکس سرست اپنی شوخی سے</p>	<p>تو نکمت گل و غنچہ سے لطف غلہ ملا بیان شاہد بدست و شوخ بے پروا کہ بلبیل دل نالان پکارا صل علی صدائے خندہ گل شود بلبیل شیدا بغل میں سب کے تھانو شو شہانا اک جوڑا کہ جس طرح کسی گھر و کا ہو رخ زیب خیاں مردک چشم عاشق شیدا</p>
---	--

جو سیم سے گلِ شببو کو دیکھے شبیہ
نمڑے وان کے درختوں کے بیوہ نیست
تو کیسے کیوں گلِ صبرِ بک کو نہ مثلِ طلا
شجر تھے اس چمنستان کے کہ سرِ طویلا
بہار و سیرِ چین بجا لگی جو آنکھوں میں
تو بیٹھے بیٹھے غزل یہ لکھی قلم کو اٹھا

مطلع

نغمہ فراق سے پہونچا یہ حال زار مرا
کسی صنم کی جواب دیکھوں میں زلفِ دو تا
وہ نقش ہوں کہ مٹائے سے میں نگارِ بن
جمالِ یار سے آیا جو غمش کبھی پہلو
مجھے ہو گیا کہ میں اپنی وفا سے درگزر دن
چھوڑا یا مجھے مرا یا رکھیں بہانے سے
لیے نہیں بوسے تو ہنستے تھاری زلفوں کے
میں بیچتا ہوں اسے لوگے ایک سہ پر
سرورِ خوب ہو دیکھو گر سہ ہی جاتے ہو
تھارے ظلم سہنگے رقیب بعد مرے
غزل لکھی تھی بیان تک کہ سمتِ مغرب سے
جو میں نے شوق سے گھبرا کے دیکھا سو لکے
کہ اے اسیرِ بلا نقشِ جویریا کے الم

کہ مجھ کو دیکھ کے ہر ایک یار روئے لگا
تو پڑھ کے دم کروں ہر دم دعا سے ترو بلا
وہ قطرہ ہوں کہ اگر ہوں فنا تو ہوں دریا
گلابِ باغِ جنان لا کے حور نے چھڑکا
بلا سے گروہ ستمِ پیشہ کر رہا ہر جنب
ترا یہ طرزِ ستمِ آسمان پسند آیا
سزا چاہا کہ وہ ہو گئی یہ ہمسے خطا
خریدے تو ابھی خیسِ دل کا ہو سودا
کہ حریچلے ہوا دھراؤ میرے حورِ وفا
کہان سے لاؤ گے صاحبِ سخن کو برِ خبا
صدائے عمدہ و پاکیزہ اک ہوتی پیا
تو آتی مہمِ غیبی سے پھر یہ جس کو ندا
غریبِ دل سے غمِ قبلاتِ حرم و ہوا

قتیل خنجر ابرو سے موشان جہان	فداے روسے حینان شیدنا زاد ادا
ستم رسیدہ گردون جو ہی ترا دشمن	فریب خوردہ دینا کہ جبکہ ہی شیدا
تو کس خیال میں رہتا ہر رات دن غافل	جہان یہ خواب ہی ہرگز نہیں ہی اسکو بقا
ثبات ہستی ناپائدار اک دم ہی	سوائے ذات خدا سبکے واسطے ہی فتن
کلید عقل سے گنجینہ مراد کو کھول	خמוש کیا ہی کہ تہہ میں نہیں زبان گویا
بور و کلمہ توحید مع کر اوسکی	کہ جو جہان میں مشہور ہی ولی خدا
مگر بچا یو اپنے سمند خامہ کو	سمجھ کے یان کے نشیب و فراز سے ہر جا
یہ سنکے لایا قلم شاخ نخل طوبی سے	سوا دمرد مک چشم حور کر اک جا
لکھا یہ مطلع برجستہ میں نے از رہ شوق	کہ ہو قبول بدرگاہ سرور والا

مطلع

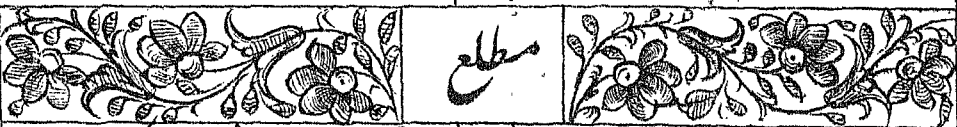
شہا ازل سے یہ مرقوم ہی بکلمک قضا	ترا خطاب حبیب خدا شہ والا
معین دین محمد کفیل آمرزش	سراج بزم یقین نور شمع صدق و صفا
فلک جناب زمین مسکن و بشر پیکر	ملک نصال و پرپوش حبیل و حور لقا
حبیب خاص خدا نائب رسول کریم	بتون شرع و قرع آب گوہر تقویٰ
چراغ دو دہشتی و قادریہ طریق	فقیہ اکمل و شب زندہ دار پیر ہی
بتون کعبہ اسلام و عرش اعظم علم	گل بہشت کمالات و خضر را و صفا
وہ کون حضرت شا و جہان قیام اصدق	کہ جسکے زیر کف پا ہی جنت الما و

اور اس کے بعد یہ لکھا تھا مصرع موزون
 مرے بیان نے جو بوسے مرے دہن کے لیے
 بہار باغ معانی میں فیض اقدس سے
 غلام اس شہ والا کلیم پوش کا ہون
 شہا تو مہر و خشان میں ذرہ ناچینہ
 ترا لعاب دہن خضر وار اگر ہو نصیب
 ہوا ہوں جسے میں داخل تر غلاموں میں
 ترے جلال کے باعث ترے کرم کے سبب
 شہان ذہر تری بارگاہ والا میں
 زیادہ طول کہانتک سخن مریض ہو تم
 پس از صلوة و وظائف بخند شوع و خضوع
 یہ مہر طو کرے جب تک منازلِ فسلکی
 کلیم و خرقہ ہو جب تک فقیر و ن کی پوش
 نماز تاکہ جماعت سے ہو مساجد میں
 غذاے روح مرید و ن کو تیرا حسن ملیج
 یہ سایہ قدم پاک تا قیامت ہو

غلام خاص تر افزدین قصیدہ سرا
 الہی نام یہ کس کا زبان پر آیا
 دکھا رہی ہو عجب لطف اپنی طبع رسا
 کہ جس کے شوق میں ہن بیان ہزار جا بے قبا
 کبھی تو میری بھی جانب نگاہ لطف و عطا
 تو مجھ کو پھر نہ ہے آرزوے آب بقا
 نہ مجھ کو ہو غم امرو ز نے غم فردا
 گذرتی ہو مری ہر دم میان خوف ورجا
 سنبھتے خاک کو ہیں فرشِ اطلس و دیبا
 و فور ضعف سے بھی فکر کا نہیں یارا
 یہی دعا ہو خدا سے ہماری صبح و مسا
 یہ ماہ اس سے کرے جب تلک کہ کسب ضیا
 لباسِ اہل تنقہم ہو اطلس و دیبا
 زبان و دل کو رہے تاکہ ورنہ نام خدا
 دواے درد دل بیکان ہو نام ترا
 بفرق جہلہ مریدان خصوص بے سرا

قصیدہ سراپا سوز و گداز رو بروئے معشوق پر دغا سرست ناز

جوش پر ایک جنون خیز وہ آئی ہو بہار ابر کے فیض سے خالی نہیں ذرہ بھی کہیں گل تو گل سبزہ نو خیز یہ اک جو بن رہی مست و مدہوش اُدھر کو چمن سے عاشق لحن مرغان نواسنج سے ہر دل کو سرور اک پری رونق گلشن ہو بصد ناز کہ گر وہ جنم اپنے لیے آپ بنا ہو ساقی نشہ صبا میں تو بہا ہو بھری شیشے میں کشتی میں لب جوہن کباب ماہی بزم محو دیکھ کے گلزار میں اس لطف کے ساتھ حکم سے ساقی موش تو کرین بادہ کشی نہ سہی یہ تو اجازت ہو غزل پڑھنے کی	نکست گل سے ہوا نشہ جام سرشار مثل نخل ہو زمین شکل ز مرقہ کسار پتے پتے پہ عجب لطف سے آئی ہو بہار یا گل میں ہو اُدھر نالہ کنان بلبل زار صحن بستان فرح خیز سے ہر جان کو قرار دیکھئے اُسکو تو ہو جاے جنون سر پہ سوار بزم عشرت عجب انداز سے کی ہو تیار صاف شیشے میں ہو محو میں نہیں گرد و غبار ناز و انداز سے ہوتا ہو بطر محو کا شکار روح حبشید تڑپتی ہو پڑی زیر مزار اذن سے دلبر بدخو تو کرین بوس و کنا کہ کسی طرح نکالیں تو ذرا دل کا خار
---	--



تو جو ساقی ہو مراے مہ خورشید عذار بلبلے شورش تری اسے جوش جنون ش میں آ جوہر پر آنکھ نہ ڈالوں جو نظر آئے مجھے	رہن بیخا نہ کروں شیخ زمیں کی دستار کہ مری حیب میں رہنے نہ یا ایک بھی تار شوخ و طراز ہو میرا بھی بت گلزار
---	--

ہوئی نفرت وہ ہون سے کہ خدا شاہد ہے
 شک مجھے ہوتا ہے واعظ تھے سمجھانے پر
 کیونہیں عاشق بے زر کو بھی ہر لذت عشق
 راز دل کس سے کہوں ہے اسی فکر میں ہوں
 آدمی ہیں کہ ملک کیونکہ نہ بے چین ہیں
 میں تو وارفتگی دل پہ فدا ہوں اپنی
 دوزر رکھا مجھے اُس دشمن جان سے تو نے
 ہائے اک روز معین ہے قیامت کا مگر
 ہم بجز عشق مقلد کسی مذہب کے نہیں
 واعظ علم ہی کچھ اور یقین ہی کچھ اور
 دیکھیے ہوتا ہے کیا اسکا نتیجہ آخر
 روز بدتج کو مرے صبر نے یہ دکھلایا
 ہائے افسوس تم اور غیر کے دم میں آؤ
 پھول تو لاؤ گے کیا خاک مری تربت پر
 مہربان ہو کے بھی تم دیکھ لو حسرت نہ ہے
 ہجر میں کیون نہ ملے عشق حقیقی کا مزا
 نیندا آتی ہے جو بے وقت سبب مجھے سنو

چھو لیں وہ بیخ تو خند سے میں ہن لڑن زنا
 سچ بتاتا تو بھی کہیں یار کا ہے عاشق زار
 ہے سر زلف صنم کو نہ ملے مشک تار
 بدگمانی سے سمجھتا ہوں میں سب کو اغیار
 اے صنم تابہ کجا حسرت آغوش و کنار
 رشک دشمن سے غرض مجھ کو نہ تھے سروکار
 آسمان تیری عنایات کا ہوں شکر گزار
 میری تقدیر کی جو شب ہے وہ ہر روز شمار
 رکھی سچ نہ پہنا کبھی ہنسنے ز سنا
 مرے اعراض ہی کہتے ہو خدا ہی غفار
 دل لگا اُس سے جو ہر ہمہ دل جانے شمار
 آ رہا اور پرپوش ترے زیر دیوار
 سادگی تھی کہ سمجھتا تھا میں تم کو عیار
 گل تو کر جانا ذرا آ کے مری شمع مزار
 مجھ کو اس آئینگی الفت نہ تمھاری زہار
 جب ہوا حشر پہ موقوف تمھارا دیدار
 بزم اغیار میں شب کو جو رہے ہو بیدار

بدگمان ہو گئے میں نے جو کہا تو تمہیں
 ہم بھی اب اور کہیں چارہ آزار کریں
 نقد جان دے کے بھی ہم اسکو نفیت سمجھیں
 چھڑکی بات تو ہوا اور مگر غیبر کا ذکر
 ہم کو دم دے کے چلے جاتے ہو اچھا ہم بھی
 ہاں زبان روک سخن ہرزہ در اعفلیت میں
 شادی وصل صنم تجکو مبارک کہ ہوے
 تجکو کیا غم جو ندے ساقی مہوش ساغر
 ہر تری فکر بلند اوج دہ معنی و لفظ
 تجھ کو شاہنشہ اقلیم سخن کہتے ہیں
 گل سے لے دام اگر ہاتھ نہ آئے تجھے مل
 بیٹھ جا سائے اس شوخ کے سرست ادا
 کہ نہ چینی دے اسے ایک بھی توجہ نہ ہو
 شعر وہ پڑھ کہ سنے ہوں نہ کبھی ساقی نے
 دل گذر گا خیال سخن آرائی ہو
 وہ پڑھوں مطلع رنگین کہ نہ ہوش آنے کبھی

کس قدر وہم ہو لاجول ولا استغفار
 تم تو کرتے ہو مری چارہ گری سے انکار
 روز محشر بھی جو حاصل ہو تمہارا دیدار
 مجھے ہرگز نہ کرو میں نے کہا ہو ستو بار
 زندگی ہو تو سمجھ لینگے کبھی ادیب سار
 راز دل یوں کوئی کرتا ہی توں سے اظہار
 یاس و حسرت الم و درد نصیب اغیار
 تجکو کیا فکر اگر آئے گلستان میں ہر بار
 ہو ترا ذہن رسا واقف رمز اشعار
 تیری باتوں پہ فصاحت بھی ہو جانے ستار
 گردش جام سمجھ گردش چرخ و وار
 بادۂ ناب سخن سے ہو یہاں تک سرشار
 سن لے جب تک کہ نہ دو چار وہ تیرے شعار
 کام وہ کر کہ محبت کا تری ہو اظہار
 اک نئے رنگ سے دکھلاؤن طبیعت کی ہمار
 سنکے بے ہوش گلستان میں جو ہو بلبل زار



مطلع

اے پری رو تم ایجا و جان کے عیار
 رونق گلشن فردوس تر نقش قدم
 تیری طاعت کے سبب ہو مہ کنان بیدل
 تیرے عشاق ہیں وہ جنبہ فانیہ معشوق
 تیری ہر بات میں جو صورت اعجاز سج
 تجھ کو آسان ہو دشوار کا آسان کرنا
 لطف سے تیرے ہر معرکہ عالم خن شی
 جس نے وہ ہو کہ ہر پارہ دم بھی نہ خوب دار
 ناز و دھڑن کہ اٹھا نہ زمین ہر اک کوشش
 تیرا اسے تیرے نور کا عالم پیست دار
 مانگ تیری علم افزہ روزہ غلام نہ خیر
 موتی اس مانگتے خفا کہ کہ دل پر عالم
 چین پیشانی پر پامار نہ تیرے ہر قدم
 پانچ ارے زمین ہم نہ کیستہ کیا ہر قدم
 حلقہ گوش ہر یا ہر دم نہ تیرے ہر حسن
 موتی بالی کے ہیں یا حسن ہو نہ تیرے گوش

دل تجھے کیونکہ ندون تو ہر جان کا دلدار
 سہرہ چشم کو اکب ترے تو سن کا غبار
 تیری الفت میں ہو یوسف سے زلیخا بزار
 تیرے شہا ہیں دل و جان سبتان فخر
 تیرے ہر فعل میں جو دولت ہر حکم جبار
 تجھے دشوار ہو دشوار کا یہنا دشوار
 خالق سے تیرے ہر عشاق کا دل بانع و ہمار
 رنگ نہ ہو کہ کہ زمین نہ وہ رنگت نہ ہمار
 جو وہ ہیں کہ سے با تیرے کیا استغفار
 تیرا بال سے تیرے تیرے تیرے تیرے تیرے
 زانہ تیری ستم سوز چنکاری مار
 تیرے ہر قدم کے ذرا اکبر بھی آیا ہر قدم
 جو جسے دینا کہ ہو ایتھ نہ ہمار
 یہ وہ تو تیرے کم و نہ تیرے یا بھی نہ ہمار
 نہ تیرے گوش ہر یا ہر دم نہ تیرے ہمار
 بجلیاں کانوں میں یا برق و خشان کی ہمار

<p> تسخ ابرو ہر تری چاک جگر میں مشاق چشم قنات تیری ہر لیک کو شام امید ڈورے آنکھوں کے ترے دام تو آنکھیں صبا پر سر پہ چشم ہی آیا آہ رسا کا ہو دھواں تو ہر سرشار کر گڑے سے ظالم تیری روسیہ روشن چتر سے ہنرہ یہ بیکار نہیں خال نہ پہا نہ سمجھ روئے غلط پہ کہ ہر تیری مٹی گلی شہتوں سے لطافت میں زیاد ہو بلوں میں وہ نہایت کہ کسی میں بھی نہیں تاب دندان ہو کہ ہو تیر شہاب تاب قب وہ دہن ہو کہ جہان بات بنائے نہ بنے سیک تیرے زرخ کی ہو مناسب تشبیہ گول بازو ہیں تیرے نور کے سانچے میں ٹھیلے قیمتے نور کے ہیں یا ہیں حباب دریا ثبات گرداب ہو دریا سے لطافت ہو شکم بچنے کا ہو جوانی میں کمر پہ جو بن گفتگو کیجیے عکس دہن تنگ میں کیا </p>	<p> نوک مژگان ہر تری بخیہ گری کوتاہ روئے خندان ترا عشاق کو ہر صبح بہار دل وارفتہ اسی جال سے بہتے ہیں شکار یہ ہر خاک دل سوختہ کا یہ سے غبار چشم قنات نگہ ناز میں دونوں ہر شیا خط عارض جو ہو آئینہ ہو پے رنگار عندلیب جگر افکار میں ان گلزار لطف شب امین تو انہیں ہر مزا دل نثار بلبلوں میں ہر ہم گل سے اسی پر تکرار نوک مژگان ہو کہ ہر چہ جگر و دل کہے ہو پار وہ سخن ہو کہ جہان تاب سخن ہو دشوار حسن سے گردن مینا میں ہو کچھ اور بہار دست پہ لہجہ ترے حور کی ہر جان نثار سینہ صاف چو کچھ کہ ہیں تیرے آثار مراکم موج ہو آغوش ہو دریا کا کتار نہ ہو معدوم نہ ہو بال سے باریک نہ تار ہر حیا آپ کی خود مانع طرز گفتار </p>
---	---

پاؤں وہ جب پہن سحر عاشق نشا
 پاسے نازک پہن تھے اور نہ خورشید عذار
 کون ہو کس کی نظر ترے گلے کی ہوتی ہار
 اور ہم دور سے کھاتے ہیں بل صورتِ ناز
 اور بے جام کہ جوڑے ہی ہر دم سرشار
 وہ ہم لے دی طالم ترے جوہن کی بہا
 غیر کے نام پہ کیوں ہوتے ہوتا نابزار
 ہم شبِ غم میں ترپتے رہیں تنہا بیکار
 قتل کو میرے عدو نہ جو تھکے دی تلوار
 رشک سے ہو گیا وان غیر کا جینا دشوار
 چاہتا ہی ترے قدموں پہ وہ ہو جائے تار
 در بدر محب کو لیے پھرتا ہی ہر شہر و دیار
 چہاں ڈالے ہیں اسی واسطے ہیں کج کسار
 ہم کہیں حالتِ تم بھی کروستفسار
 اس طرح سے کہ ترقی پہ ہو شوق دیدار
 تم جو کہ لو اسے زانو پہ تو آباے قہار
 میری فوج میں رہو جان سے اپنی بھرا

ران وہ دیکھنے کا جسکے نظر کو ارمان
 رشک یہ ہو کہ خاکس نے لگائی ہوگی
 رشک یہ ہو کہ تجھے کس نے پنچائے تعویذ
 رشک یہ ہو کہ پڑے ہوں ترے گیسوؤں پر
 رشک یہ ہو کہ نہ لیں ہم تو لبوں کے پوسے
 رشک یہ ہو کہ ترے سانسے ہو آئینہ
 رشک یہ ہو کہ تضرکا ہو اکسا باعث
 رشک یہ ہو کہ ہوں تکیے تو ترے ہم پہلو
 رشک یہ ہو کہ تجھے ہو گئی کیوں ل سے پسند
 رشک یہ ہو کہ تم آئے جو عیادت کو مری
 رشک یہ ہو کہ مراد دل بھی ہو امیر ارقیب
 رشک یہ ہو کہ جنوں بھی ہوا الفت کا شریک
 آرزو ہو کہ جنوں سے ہو فراغت حاصل
 آرزو ہو کہ بلا لوبہ را پچھو احوال
 آرزو ہو کہ دکھا دو ہمیں صورتِ اپنی
 آرزو ہو کہ جو ہو دروہ ہمارے سر میں
 آرزو ہو کہ تمہیں چین نہ آئے دم بہر

آرزو ہو کہ نہ دوشل کسی غیر کو تم
 آرزو ہو کہ جتانے کو وفا مجھے کرو
 آرزو ہو کہ نہ کھا جاوے سر کی قسم
 آرزو ہو کہ کسی سے تو کرو وعدہ وفا
 آرزو ہو کہ پینے دین تجھے موجب تک
 آرزو ہو کہ کچھ انصاف سے بھی غور کرو
 ایک تم ہو کہ تمھیں عیش و مسرت ہی مدام
 ایک تم ہو کہ تمھیں مسرت لقا کہتے ہیں
 ایک تم ہو کہ ہو غیروں کے جگانے والے
 ایک تم ہو کہ وصال سے ہی تفریق کو
 ایک تم ہو کہ لب بام نہ دوا اختیار کے ساتھ
 ایک تم ہو کہ چاہتے ہو توبہ کی جیسے
 ایک تم ہو کہ کوئی بات بنانی نہ دے
 ایک تم ہو کہ تمھیں چاہے کے ارمان ہو
 ایک تم ہو کہ تمھیں قتل ہی آسان نہیں
 ایک تم ہو کہ تمھیں غیبت سے بیز نہیں
 ایک تم ہو کہ تمھیں ہمے نہیں کچھ مطلب
 ہوتا نا بھی دم قتل ہمارے زنا
 شکوہ جو عزیزان و فریب اغیار
 حرف مطلب کے ادا ہوتے ہی کر کے انکار
 تاکہ ہو سیت نہ عشاق کو چندان دشوار
 آپ ہو جائیں نہ ہم تیرے بونے شرار
 حال میرا کہ نہیں جس سے تمھیں بھی انکار
 ایک ہم ہیں کہ ہمیں غم سے ہر دم سرکار
 ایک ہم ہیں کہ ہمیں ذرہ بھی توین ہی قتل
 ایک ہم ہیں کہ ہوے اپنے نہ طالع بیدار
 ایک ہم ہیں کہ ہر الفت میں ہی اپنا شمار
 ایک ہم ہیں کہ پڑے رہتے ہیں زیر دیوار
 ایک ہم ہیں کہ ہوتے جاتے ہیں قیونہ شمار
 ایک ہم ہیں کہ ہمیں کچھ نہیں آسین نکار
 ایک ہم ہیں کہ ہوے نام سے اس کا بیزار
 ایک ہم ہیں کہ ہمیں مرگ ہی اپنی دشوار
 ایک ہم ہیں کہ اسی غم میں ہمیشہ حیار
 ایک ہم ہیں کہ ہمیں تم سے فقط ہی سرکار

یہ بھی کچھ جو رہیں غالم جو تجھے ہیں مرغوب
 یہ بھی کچھ طور ہو عاشق کی دل آزاری کا
 یہ بھی کچھ خلق ہو جب تکو لکھا خط ہنسنے
 یہ بھی کچھ حسن ہو باتوں میں ہل جاتے ہو
 یہ بھی کچھ شوق ہو تعریف کیا کرتے ہو
 یہ بھی کچھ لطف ہو ہر روز خواہوتے ہو
 یہ بھی کچھ ناز ہو رکھتے ہو قدم سینہ پہ
 یہ بھی کچھ رمز ہو کرتے ہو اشارہ ہمسے
 یہ بھی کچھ عذر ہو پانوں میں لگائی مندی
 یہ بھی کچھ بات ہو ہر روز جلانے کو مرے
 یہ بھی کچھ خمیر ہو بے وجہ بھڑا دیتے ہو
 کیا ہو گر ہلکو کوئی چاہنے والا بلجائے
 کیا ہو گر اپنا بھی ہو جائے مقدر ہر
 کیا ہو گر اس سے مزاج اپنا موافق ہو جائے
 کیا ہو گر اس کی عنایت کے رہیں ہم منون
 کیا ہو گر حسن میں وہ منتخب عالم ہو
 کیا ہو گر دیکھ کے اسکو تجھے سکنا ہو جائے

یوں بھی دیتا ہو کسی کو کوئی دلبر آزار
 کیا سبب ہو جو راکرتے ہو ہر دم خوشخو
 نامہ برزندہ نہ چھپ کر کبھی آیا زہار
 کی جہان بنے خوشاد ہوئے اسکے تم پار
 عاشقانہ کوئی پڑھتا ہو جو اگر اشعار
 ہم سناتے ہیں تو ہو جاتے ہو جسے نیاز
 رکھتے رکھتے وہیں پھر لیتے ہو جلدی اوتار
 اسطرح سے کہ سمجھ جاتے ہیں اسکو اغیار
 ہمکو آنے کی اجازت نہیں دیتے اکبار
 بے سبب تیتے ہو دشنام عدد کو دو چار
 بیخودی میں مجھے اغیار سے ہو کر شرار
 ہر خوش غنچہ دہن ماہلق گلزار
 ہاتھ آجائے کوئی صاحب الفت و لدار
 جان فدا اسپر ہو میری وہ رہے مجھ پریشا
 با وفا عشق کی اپنی اسے دکھلا میں بہار
 سب جینان جہان جان سے اسپر ہوں نشا
 حسن اسکا ہو ترے مرآت رخ کا رنگار

کیا ہو کر اسکی وفا عام ہو ہر ایک کے ساتھ
 کیا ہو کر اس کے تتم خاص ہوں سیر ہی لیے
 کیا ہو کر تیرے علی الرغم وہ پیکر صہبا
 کیا ہو کر آفت جان اسکی ہو ہر ایک ادا
 کیا ہو کر تم پہ بھی اسکا کہیں سایہ پڑ جا
 ایسے معشوق کا لقا تو بہت ہی آسان
 تم اگر چاہو تو جسے بھی وہی ہو امید
 پھر یو دل کو ہمارے اگر آجا کہیں
 ہاے افسوس مری قد نہ جانی تے
 میں نے رو رو کے اسی عشق میں یوں تہر
 دل سے بڑھ کر نہیں انسان کو کوئی چیز عزیز
 رشک دشمن بھی سے میں نے تری خاطر سے
 سیر گلشن سے نہ ہلا دل شہید اپنا
 تیرے در پہ بھی تو رہنے کے روادا نہیں
 دل لگی ہستو سمجھتے تھے محبت تیری
 جس پر تیری تنہا لقا میں گذری
 مرجعِ تپ کی شاید کوئی تدبیر نہیں

کہیں باقی نہ رہے نام کو رسمِ آزار
 غیر کو اسکی جنا سے نہ ہو مطلق سروکار
 دل جلانے ترا اور ہے کرے بوس و کنار
 فتنہ گر چشم قیامت کا منہ نہ رفتار
 دفعہ ہو ستم و جو روجھا سے بغیر
 مخلصی تہ سے نظر آتی ہو لیکن دشوار
 تم نہ چاہو تو کمان عشق کمان کا دلدار
 روک دو اسکو جو ہم پر کوئی مائل ہو نگار
 مجھ سا پاؤ گے نہ دنیا میں کوئی عاشق ترا
 اپنے اشکوں کے کیہ میں در شاو اب نشان
 اسکو بھی میں نے تصدق کیا تم پر اسے یار
 بے حیا تو نے کس مجھ کو اگرچہ ستوار
 خاک سمجھے تری فرقت میں فتنائے گلزار
 ہو گئے دشمن جان ایسے مرے اہل دیار
 زندگی ہو گئی اس کھیل میں ہسکودنوار
 چاہتے ہم تو خدا کا ہین ہوتا دیدار
 سوچتا ہوں نظر آتا نہیں کچھ پارہ کار

تھم بھی معذور ہو جیسا کہ تین تین ہم ہیں ناچار
 روز روشن کو جیسا کہ مریب کہنا شب تار
 مرگ کے بعد بھی باقی نہ رہے نام مزار
 کسی سنا ہو کسی فکرت نہ بجا رہا
 دیکھ ہو جیسے کہین بادۂ الفت کا خار
 نور انجسم سے رہے تاکہ منور شب تار
 دل عاشق کو قلع اور دل دابر کو قرار
 الفت سے تری میں ہوں اہر دم سحر

کیا کرے کوئی جو تقدیر الہی یوں ہو
 بخت کو میرے مناسب ہو جو گردا بکھین
 جو افلاک سے یہ ہم کو یقین ہوتا ہو
 اس سخن شک کو بجا سے کہو کیا حاصل
 ختم کر نظم دل آشوب کہ ہر وقت یہی
 نور خورشید سے جھلک کہ رہے دیکھو ضیا
 تار ہے گردش افلاک سے اس عالم میں
 تو سلامت رہے دنیا میں بعد ناز و ادا

تجدید بیعت مضامین رنگین بر دست مرید عقیقت آئین
 باطنہا احوال تردد و قرین حضرت مرشد پاک حامی دین متین مدظلہ

کہ آب سبزہ بنا اپنے پاؤں کی خمیر
 بنی ہی تو قس قسج ابر کی ہر ایک لکیر
 گرج ہو عین جس طرح نالہ شہگیر
 مثال آنسیم سحر میں ہو تاثیر
 وہ موج ہو کہ سمندر بھی ہو ذلیل و حقیر
 شفق فلک زمین پر ہو لالہ بے توقیر
 فصاین ہو گیا یہ ملک غیرت کشمیر

ہو امین ایک برس ای جنون یہ ہو تاثیر
 محیط ابر ہی ہو سو فضا سے سدا رہی
 ٹرپ ہو برق میں جیسے مرادل قیاب
 لسان اشک ہو ہر دم تقاطع انظار
 جہان میں بھج ہو بے کنار و ساحل ہو
 بہار سبزہ کی کیساں ہو کوہ و صحرائیں
 ہو این چلتی ہیں سن سن گشتا پیران

بہار سبز خط مو شون کس رخ پر
 غبار خا طرد لہار کا تو ذکر نہیں
 درخت جموتے ہیں مت میکشون کی طرح
 کہیں پیپے کی پیہو کہیں ہو مور کا شور
 کسی جگہ ہر چین میں پریشون کا ہجوم
 کوئی فریقہ محبوب سبزہ رنگ پہ ہو
 کوئی ہوشیفہ حسن چرخ مینائی
 کوئی ہو محو تماشاے جلوہ دلدار
 کوئی ہو بادۂ گلگون سے والدہ سرشار
 پڑے ہے ہین و لیکن ہم یسے جنگل میں
 بجائے سبزہ جہان کا نسق آدم ہو
 ہوا سے بحر میں طوفان کبھی جو آتا ہو
 ہوا کا زور دلاتا ہو یا دھر صر عدا
 نظر کے سامنے میدان لق و دق وہ ہو
 پتا شجر کے بھی سایہ کا یا نہیں کو سون
 شغال و گرگ ہیں بے حد و بے شمار بیان
 خیال میں بھی نہیں اپنے صورت آدم

مثال آنہ ہو سبز جو ہر شمشیر
 و گرنہ خاک بھی اب ہر جگہ کی ہو اکسیر
 چمن میں شور عناد لہ نہالہ و لکیر
 کہیں ہر برق و ریشاں کہیں ہوا بریطیر
 کسی جگہ ہو وہیں عاشقون کا جسم غصیر
 کوئی ہو مائل معشوق رشک بد زبیر
 کوئی ہو منتظر جلوہ گاہ مہر شیر
 کوئی ہو سنبل زلف پری و شانکا اسیر
 کوئی ہو مست و وحدت خدائے قدیر
 خرابیوں کو نہیں جسکی حاجت تحریر
 بجائے ابر فلک کے ہیں حالتیں تغیر
 تو ہستی پھرتی ہو پانی بہ بیان کی تعبیر
 کنا حرب کا طوفان نوح کا ہو نظیر
 کہ نہرہ آب ہو رستم کا رنگ ہو تغیر
 نہ صید گاہ کوئی اور نہ کوئی ہو پنجیر
 یانگ گوشتے ہیں جا بجا ہیں شیر شریہ
 نہ دیکھی خواب میں انسان کی کبھی تصویر

خجور کئے ہیں جالے حضور سب عمال
وکیل کئے ہیں ہجرت گواہ ساجر ہر
اگر کی جاوہ اگر بولتے ہیں سب جنگلی
خدا گواہ کہ دم ناک میں ہو وحشت سے
پڑے ہیں آکے عجیبے ح کے بیابان میں
اثر ہے صحبت جہاں کے یہ حالت ہر
بیان کیجے کہاں تک خرابیاں یا نکلی
سناؤں اور بھی میں حسب حال وہ مطلع

بجائے شیر کے وہ بولتے ہیں سکر و سیر
یہ کا ندہ ہر یہ کانوں ہر یہ ہر تکر یہ
عجیب صورتیں آنکی ہیں اور عجیب تقریر
نہ کوئی بات کے قابل نہ لائق تفسیر
نہ کوئی نوس و ہدم نہ کوئی اپنا شیر
کہ مجھ سے دور ہو مضمون مراد تم تحریر
غرض جان میں ہر یہ ضلع بے عدیل و نطیر
کہ جسکا مطلع خورشید خاوری ہو نطیر

مطلع

نہ سو و منہ ہوئی ہا سے اپنی کچھ تدبیر
بہان میں لطف ہر بہات کا یہ موسم ہر
بیان ہر سب کو تپ حرّہ کا خوف دمام
ہو و کیجیے تو ہر اک کی عجیب حالت ہر
نہرا کا شکر ہر میں تندرست ہوں اب تک
خدا نے چاہا تو محفوظین رہو نگا دمام
وہ جسکی صورت و سیرت نبی سے ملتی ہو
اسی کا اسم گرامی و لطیف ہو میرا

آئی لانی کہاں سے کہاں مری تقیر
سرور عیش سے شادان ہر ہر صغیر و کبیر
جو آئین بوعلی اُنکا بھی حال ہو تفسیر
کسی کو دست ہیں جاری کسی کو تفسیر
ہوئے مجھ پہ نہیں کی ہو اپنی کچھ تفسیر
کہ ہوں غلام غلامان شاہ عرش سریر
کلام جسکا کلام خدا کی ہو تفسیر
اسی کا نام ہو یان قوت دل لکیر

اسی کا آبِ ہن میرے حق میں آبِ حیات
 اسی کا دست مبارک ہو میرا پشت پناہ
 جو اسکا حکم ہو حکمِ خدایہ میرے لیے
 گلابِ ناب سے کر کے وضو بعدِ آداب
 غلامِ خواجہ بندِ اولی عطاے رسول
 قیامِ اصدقِ حقیقی و صادقِ مخفی
 شہا ہوا ہون میں عرضِ کلامِ مینِ گستاخ
 بنی کا لاڈ لاہندِ اولی کا پیارا ہو
 وزیر بھی ہو شہنشاہِ عارفان بھی ہو
 لکھون وہ مطلعِ بادِ اہلِ ہمسُغدی
 تو وہ ولی خدا اور وہ شاہِ عرشِ سیر
 غلامِ تیرے جو سندنشین ہیں دنیا میں
 رواج تو نے دیا ہے کہ ولایت کو
 جس سے عمر آ تو توں غلام ہو جائے
 عوام یہ لاکھوں طرح کے جوین ہیں
 گیسو سیری اگر دیکھ لیں کیسے ہم اللہ
 اتنی کہ نہ کہ رہوں زیرِ سایہِ موسیٰ

اسیکا ماتھ مرے سر پہ اخترِ توقیر
 اسی کے روئے منور کی ہو میانِ تنویر
 جو اسکا اذن ہو وہ اذنِ حق ہو بے تاخیر
 در و در پہرے کے کروں نامِ پاک کو تحریر
 حبیبِ وقت در بارِ گاہِ رقبہ سیر
 یہ نامِ حق میں ہمارے ہو آیہِ تطہیر
 امیدوار کہ سیدی معاف ہو تقصیر
 جو بادشاہِ محبتِ البنی تو تو ہو وزیر
 کیا ہو کلکِ قضا نے یہ لوحِ تحریر
 کہ جس کو سنکے کہے مرجا ہر ایک ویر
 کہ دو جہان میں غلاموں کی تیرے ہو جاگیر
 مرین تو خلد میں ہو انکی عزت و توقیر
 نہیں ہو فیض سے خالی تھے صغیر و کبیر
 چھوٹے جو خاک تو ہو جاے وہ ابھی کبیر
 تری عبادتِ تقدس کے لاکھوں ہیں دیر
 تو یاد آئے انہیں کو وہ طور کی تنویر
 اتنی کب یہ برائیگی آرزو سے فقیر

بہت دنوں سے قدموں کی تہاں ہی
 مدام مہر و کرم کی نظر رہے مجھ پر
 برائے احمد مرسل برائے آل عبا
 برائے خواجہ ہندالوی غریب نواز
 برائے خواجہ مود و وجہ تالانجہ
 برائے خواجہ فرزند من محبت بی
 بیمارین مجھے بلوایے پورنیہ سے
 و فور جن و الم سے ہر صدمہ دہی
 اٹھائے سچ علات کے ہر مان میر
 مجھے جو ایسے بیابان میں لائی ہو قسمت
 وسیلہ ذات مبارک کا ہر برائے نجات
 کبھی تو حال پہ شتاق کے کرم ہوئے
 وطن سے دور پڑا ہو غریب فخر الدین
 سخن دعا پہ کلام اپنا ختم کرتا ہو
 سبحان فلک جب تک کہ میں شاغل
 یہ مہر پیخ پہ تار و شناس عالم ہو
 مرا وہ غیرت شمس و سہر و آباد

بلایے مجھے یا شاہ صاحب التوقیر
 کہ ذرہ ذرہ ہی میرا تجھی سے نقش ہدیہ
 برائے حضرت غوث زمان ایسے کبر
 برائے حضرت محبوب خاص رہت بید
 برائے گنج شکر قطب بے عدیل و یار
 برائے صادق اصدق شہر شیر و نذیر
 نہ کیجئے مرے ہادی اب اس میں کچھ تیار
 بدن مرا نہیں پہلے بدن کا عشر شیر
 نیچے ہوئے جوہن انکی ہیں جالتین تفسیر
 اتنی ہی مرے کون خواب کی تعبیر
 نہ چھوڑے مجھے جنگل میں ان لیل و حیر
 دکھا دو خواب میں آکر وہ چاندنی تصویر
 حضور بندہ نوازی میں کیوں ہوئی تاخیر
 بیان حال کیا اس نے مختصر تحریر
 فرشتے تاکہ میں مصروف نہ یاد رہت قدیر
 ہے جہان میں شب گرد تاکہ بد نشہ
 سبب سے جسکے ہو کونین میں ہین توقیر

جو معتقد ہیں وہ دونوں جان میں خرم و شاد
 جو سکرین ہوں کوئین میں ذلیل و حقیر
 نتیجہ افکار گہر بار و بیان رموز اخلاق با برام احباب
 وار باب وفاق

فراق یار میں دل ہو بخار غم سے فگار
 ز لبکہ پوچھا ہوں رخ سے جہاں اشک غبار
 لگا ئے آگ فرشتوں کے پر لگین جلنے
 خیال ستیا ہو دہر کی زلفت شکر نکا
 لکھی ہو میں نے الف لام میم کی تفسیر
 ہماری آد سے جلی بھی اب جھپکتی ہو
 پڑے ہی رہتے ہیں ہر وقت آنکھوں میں
 سبک اگر چہ زمانے کی ہوں گاہوں میں
 فنا و گی مری کام آئی بعد مرنے کے
 ستاروں اور بھی ہیں اس زمین میں اک مطلع
 مری نگاہ میں بدتر خزان سے ہی یہ بہار
 غبار سے مراد اسن ہو واسن کسار
 فلک پہ جاوے اگر سیزی آہ آتش بار
 یہ دن ہو آنکھوں میں میری نزلتج ازشت بار
 کیا ہو مینی وزلفت و دہن کا وصف ای بار
 نخل ہو دیدہ گریان سے ابرو دریا بار
 تہوں کے عشق میں ہوں جبکہ اہل نہ تار
 صنم کے ہوں دل ہارک پہ لکین اتک بار
 ہوا آزار نہ سسکی خاک میرا نشست غبار
 کہ جب کوئین کے کہیں مر جاتا مجھے حصار



کبھی دکھائے ہو اپنا دھڑو سے پرانواں
 ہلال عید ہو ابرو تو رخ ہو ہر منہ سیر
 یہ وقت ہو ہر ایک طالب دیدار
 یہ وقت شام غریبان جبین ہو صبح بہار
 وہ مٹھن ہوں کہ ہر دل بیار دوست بکار
 ہزار طرح کے اشغال ہوں نہ گھبراؤں

یہ شور ہی مرے نالوں سے بحر دلبر میں
 مرین تو کو کن جلائیگا شمع تربت پر
 سمنہ خامہ غزل کی روش پہ خوب پھرا
 بس اب عنان قلم روک لو کہ وقت نہیں
 سخن بخدمت ارباب انجمن چلکر
 کہ اوشہبانِ اقالیم علم و دانش و خلق
 ربوزردان سخن فاضل البسیل فحسیم
 ہوئی گذشتہ کٹی مین یہ خطا مجھے
 کیا تھا وعدہ تحریر ہو سکا نہ وفا
 اگر سزا ہو مری مین قبول کرتا ہوں
 سخن کی فکر نہیں اندون مجھے مطلق
 خدا گواہ کہ دل آج کل پریشان ہو
 کسے دماغ کہ ہونشر مین گہرا نشان
 ہزار شکر مری انجمن کے سب ممبر
 فضائل انکے مفصل اگر لکھے جائیں
 کوئی ہو علم کا شائق کوئی ہو مائل فن
 کوئی پڑھاتا ہو منطق کوئی حدیث و فقہ
 کہ تنگ تھے مین سب ساکنانِ قربِ جوا
 ہمارا داغ جگر ہو تو ہو چراغِ مزار
 بنایا نقش قدم سے زمین کو آنسے نگار
 کمان کا وصل کمان کا فراق کیسا پار
 باعتراف قصور آنسے ہو یہ عرض گزار
 ضیاءِ مردک دیدہ اولی الالبصار
 باوج مرتبہ علم منزلت آثار
 کہ مین نہ آیا بخدمات صاحبانِ کبار
 صحیح تھا اگر اس روز ہو گیا بیمار
 کرو معاف تو یہ بھی نہیں ہو کچھ دشوار
 سبھی لیا کہ مشقت ہو اس مین سب بیکار
 ہجوم یاس ہو اب مجھ کو باعثِ انکار
 کمان خیال کہ ہو لطم مین زبانِ دربار
 ہر ایک علم مین فایق مین اور واقف کار
 تو ایک دفتر عالی جہان مین ہوتا رہا
 کسی کو اسکی اشاعت کی فکر لیل و نہار
 کوئی ہو علم معانی مین واقف اسرار

کوئی علوم تواریخ و طب میں کامل ہو
 کوئی مبلغ و ادب دان کوئی عروضی ہو
 کوئی بیان و معانی میں خوب واقف ہو
 کسی کو علم قیافہ میں ایسا ہو اور اک
 حساب دان کوئی ایسا کہ ضرب و قسمة
 و جمع و کسر کوئی ہو بخط و تعلق
 غرض علوم میں جتنے وہ سب سے ماہرین
 مقابل ایسے بزرگوں کے میں کم استعداد
 مگر بخاطر اجاب و نسیب حسب الحکم
 قبول ہوں تو رہے افتخار و عز و شرف
 یہاں سے ہوتا ہے اخلاق کا بیان آغاز
 و بسکہ ذکر میں اخلاق کے طوالت ہو
 کہ خلق جزو ہے اجزائے علم حکمت کا
 اسی کو کہتے ہیں حکمت کہ علم شیا ہو
 اور اسکی قسمیں ہیں دو ایک علم ایک عمل
 یہ معنی علم کے ہیں ہو تصور اور تصدیق
 کمال جہن کہ علم و عمل کا حاصل ہو

کوئی ریاضی و حکمت سے رکھتا ہو سرکار
 کوئی ہونا ظم بے مثل کوئی ہو نشان
 کوئی ریل کا ہو مشاق کوئی ہو جفتار
 کہ ایک شکل سے بتلائے خصلتیں وہ نہرا
 منہ سون کو دکھاتا ہو شکل اور مقار
 کوئی ہو نسخ میں فائق کوئی بخاطر
 فنون جتنے کہ میں سب سے ہیں وہ واقف کا
 بیان کرونگا جب لایا علوم کے اسرار
 بعد نیاز و ادب نذر میں یہ چند اشعار
 جو رد کرین تو ہیں ارباب انجمن مختار
 سمجھنا چاہیے شے نمونہ از خبر فرار
 کروں مقدمہ علم اولاً اظہار
 شین ہی کہ جوینجی لباس سے واقف کار
 قیام ہی اسے لازم ہو ہر زمان ہر بار
 یہاں پہ ہوتا ہے وصف انکا مختصر اظہار
 عمل کہ ہو حرکت اور ہو مہارت کار
 وہی ہو فاضل و انا حکیم خوش کردار

اب آگے بحث مطول ہو علم حکمت میں
 پھر اسکے بعد لکھی جائے حکمت عملی
 اصول علم کی بھی شرح پھر تو لازم ہے
 بیان حقیقت اخلاق ہو مناسب ہے
 علوم سے نہیں حاصل مگر عمل کا صلہ
 چنانچہ جملہ صناعات میں مقرر ہے
 ضرور سوچنیکا پہلے وہ علت غائی
 اسی طرح سے ہر انسان کو فکر لازم ہے
 یہاں میں خیر و سعادت نتیجہ اخلاق
 بیان خیر کا کرتا ہوں مختصر تحریر
 لکھا ہے بعض نے میں چند قسم خیرات
 شریف خیر وہ ہے جسمین ہر شرف ذاتی
 دوم قسمت خیرات خیر ہر ممدوح
 سوم ہے خیر بقوت کہ جیسی استعداد
 وہ چوتھی خیر جو نافع طریق خیر میں ہے
 ارسطو کہتا ہے ایک خیر با غایت
 اسی کی نوع میں داخل ہے خیر بے غایت

کہ حکمت نظری کا بھی چاہیے اہلکار
 ریاضی اور طبیعی کا بھی ہو آسمان شناس
 کہ جسکا ذکر بھی اس مختصر میں ہی بیکار
 اور اسکے پہلے نتائج کا اسکے ہواظہار
 فنون سے نہیں مقصد مگر شیبہ کار
 کہ پہلے فعل کے ہوتی ہے فکر آخر کار
 کسی کا تخت بنائے اگر کوئی نجسار
 مال کا رجو سمجھے وہی ہے خوش اطوار
 کمال نفس بشر کے یہی ہیں حاصل کار
 جو شرح ہو تو یہ ہو جائے دستِ بطور
 سلف کے تھا حکما کا اسی پہ دار و مدار
 وہ کون حکمت و عقل اسکا نفع ہو بسیار
 کہ جسمین ہوتا ہے ہر دم فضیلتوں کا شمار
 اسی سے علم کی ہوتی ہے گرمی بازار
 اسی میں ثروت و کمکت ہے جاد و عز و وقار
 اگر ہو تمام سعادت جو عکس ہو تو یار
 کہ جس طرح سے ریاضت علاج ہر بیماریار

جو خیر کف ہے ہر وہ تو حظ نفسانی
یہ خیر وضع ہے عینے تناسب اجزا
اسی طرح سے پھر اک خیر باضافت ہے
یہی ہر خیر متی ہو زمانہ حسب مراد
بیان سے ہوتی ہے توضیح اسعاد کی
کتب میں ہے کہ سعادت ہے نفس انسان میں
حکیم جنس فضائل بھی اُسکو کہتے ہیں
وہ کون حکمت و عفت و کرشمات عدل
و فضائل بنی کی نہیں ہے کچھ حاجت
کہا ہے بعض نے جو جسم کو بھی اس شرف
کہ اک سعادت جسمی ہے ایک نفسانی
نظر جو کی حکمانے خلاف مردم میں
فقیر اپنی سعادت سمجھتا ہے اس میں
حلیص کی ہے سعادت کہ تکنت ہو اسے
وقار و جاہ و چشم ہے سعادت کتنا
نگاہ لطف جو ہو ہے سعادت عاشق
اسی طرح سے بہت اختلاف جب پایا

جو خیر کم ہے وہ مقدار اور عہد و کاشنا
یہ خیر این ہے جیسے مکان ہو ہموار
ریاست اور صداقت اسی کے ہیں آثار
بیان ہو چکا خیرات کا زر وے شمار
بسک نظم مسلسل ہیں یہ دُر شہوار
بدن سے اُسکو بھی مطلقاً نہیں سروکار
فلاسفہ نے بیان کی ہیں اسکی قسمیں چار
یہ چار قسمیں ہوں ہر وہ سعید بے تکرار
انہیں کے فیض سے انسان تے ہیں ابراہ
یہ جنکا قول ہے کرتے ہیں اس طرح گفتار
محققوں کا اسی پر ہے اتفاق و مدار
کہ ایک وضع پہ سکونین جہان میں قرار
کہ اُسکو مال ہو ثروت ہو اور ہونہر دار
ہو اسے نفس کا مغلوب ہو وہ بدکردار
شفامرض سے ہو یہ ہے سعادت بیمار
وصال یا رکمان اور کیسا بوس و کنار
تو ہر صنف کے مراتب کا کر دیا اظہار

موافق آنکه سعادت کی پنج قسمین کین
بدن صحیح بجا هوش و اعتدال مزاج
دوم ای مالی و دود اهل خیر کی هر دم
سوم حدیث حسن و حیاتین یا بسند
چهارم اهل ارادت کا هر حصول مرام
عسیر تر هر حصول سعادت و شجسیم
و دیکھا کہ راستین جودت هوا و رحمت کر
نظام ہے پاک عیتیت ہو گل بندارون بین
علی الخیر حسن عیتیت امور و فی فی بین
سعادتین پیر غریب شریں ہوں مہرود
سید ہر وازل سے مہر ہی سید ہوا
شرین فعل رضامہ ہوں ہو اگر نہ سعید
بیان نظم بین یہ ہو چکا اب آیت
سخن کلام کو اسب ختم کر کے کتا ہر
مرام خیر و سعادت سے کما یا سید ہرین
بحر ختم رسل کرو عاری بتول

بیان آنکامین کرتا ہوں ای اولی الالبصا
سعادت اسمین ہر دیکھا کہ کو ایز و غفار
کہ جس سے روح کا ہر مستحق و دینک اطوار
مرام حسن و ثنا اسکی ہومیان بنار
سعادت اسمین ہر حاصل اگر ہونہار
کہ اس سے ہوتا ہر انسان عاقل و دیندار
ہو اسب ہر بقیام اسکا شہر سے بین ہر بار
ہر شہر اس سے کو شہر و جنت و فیہار
ہر شہر اس سے کو شہر و جنت و فیہار
ہر شہر اس سے کو شہر و جنت و فیہار
ہر شہر اس سے کو شہر و جنت و فیہار
ہر شہر اس سے کو شہر و جنت و فیہار
ہر شہر اس سے کو شہر و جنت و فیہار
ہر شہر اس سے کو شہر و جنت و فیہار
ہر شہر اس سے کو شہر و جنت و فیہار

قصیدہ در صنعت تشبیح کہ از اول ہر وقت مصرعہ اسے اولی جبار

فارسی مع نام مدوح و از مصرعہ ثانی عبارت انگریزی پیدائشود

<p>عیان ہو دہ پستہ عدلت گستر اکابران جهان کو یہی مناسب ہو لکھن میں کیا صفت ملک و مملکت کہ جان یہیں سلطنت لاکھ عطا ہو جو حق پسند ہیں حق بین ہیں وہ سمجھتے ہیں نگاہ غور سے دیکھو تو شرق سے تا غرب و اسے شکر شہنشاہ واجبات سے ہو بیان کیجیے او صاف دل کو کتا ہو انہی سے مجھے وہ فکر اور وہ قاصد سلیم نثار کیوں کروں جو منت میں سوڑ مضمون رکھا ہی آج تلک آسمان سے سرگردان بسیر کی ہوں پوزیر میں جیسے تین برس لیاقت اور شفقت میں کم کسی سے نہیں یونہی میں نہیں خالی گناہگار نہیں بہرہ باز آمد تھا جو تیرست رہتے تھے یہیں نہ رنگ کا ٹھونکر ہو اس جگہ کہ جان</p>	<p>ہنر شناسی ملکات جہان داور زبان و دل سے کرین شکر خالق اکبر ہنر سے علم سے شایستہ ہو ہر ایک لشیر انہی رکھتے اسے پائندہ توجہ کر دہ فر نہیں ہوشاہ کوئی اسے بدل میں ہتر سو سے بدل و کرم اور کچھ نہ اسے نظر اگر نہ ہو تو جو مسلم اپنے ہی را و پر تو اسے کیجیے جان پہل کے اسے قدیم ہی پر یہی ہون ہر شہین اس شاہ کا شاہ گستر بہارن کیوں ہر صفو چشم سے نہیں گوہر لکھا ہوا ہر جو صفت کا وہ نہو کیونکہ کچھ وہ اپنی معیت تہ کیوں ہو و فتر وہ شایستہ ہر سے ہوں تو کیا کرے و اور یہی کہ شاہ کا ادنی سامین ہی ہوں تو کہ سدا مریض ہیں اب تو پوزیر ہیں آکر سو سے بچ نہ کوئی قسین فی زاور</p>
---	---

کہے کہا تک سے کوئی انسان
 نشین یہ نفس کی باتیں تو عقل نے یہ کہا
 جو بندوبست ہر اقلیم و سلطنت کا وہاں
 کرو ہزار دل و جان سے شکر بت قدیر
 سنو وہ مژدہ جان بخش جس سے حاصل ہو
 نظام مملکت شاہ سے وہ کن کن
 خود شکم کا ہوا خستہ بار کل آنکو
 اگر کہے کوئی اوصاف ذات والا کے
 عظیم و عادل و علامہ افسح نصیحتا
 ہا بگلشن اخلاق و فیض عدل کہم
 ہمیں لطیف حق آنر بل لوئیں حکم
 ہمارے اوج شرف صاحب نبیل و فحیم
 اگر بیان ہو شرح جلالت و انصاف
 ولایتیں یاد جو یکسر سے تو اس کا رسم
 روان ہر طبع مری لے کے حکم کے نہاں
 جو اپنے سے نہ سکے جہاں مطلع نور شید

جہاں طیب نہ دار و نہ ڈاکٹر کو خستہ
 کہ تو نے کھوسے ہیں کون کے کس یہ دفتر
 سوا تمھارے ملازم ہیں اور بھی
 نہ سال باغ تہن میں اب لگیا ٹھہر
 سرور جان پہ تسکین خاطر مضطر
 کہ چکا عدل و کرم خصلت پر ہر روشن
 وہی ہمارے ہیں آقا ہم لگے ہیں تو کہ
 یقین ہر وصف کے ہو جائیں پکڑوں دفتر
 رحیم و عادل و فرزاندہ قدردان ہر
 جلیل قدر شہنشاہ عدالت گستر
 جہاں خدیو مطاع جہاں شہ کشور
 اینس یکیں و فریادیں ہند پرور
 فدا ہوں اسپہ ایمنی معنی قسلا تقیر
 و کتا ہی دے اثر آیت قسلا تہر
 یہاں میں عرض کروں ایسا مطلع خوشتر
 ہوں نہ جس سے کہے ہم سہری کی بھی غار

مطلع

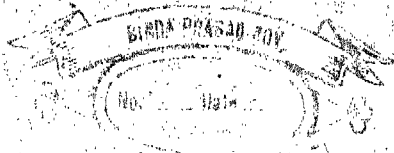
جهان میں تجسنا پیدا ہو مصلحت گستر
 اگر ہزار برس کمالے آسمان پر
 ہنوز دہن رسا ہو طلیح پہ مرا
 یہی خیال ہو دکلاؤن طبع کے جوہر
 اینجست لقب جم چشم فریدون قدر
 کریم خلق کریم نفس جان داود
 یم عنایت و احسان محیط وجود و حفا
 کمال عدل سے تیرے ہی خلق کو راحت
 وہ رعب ہو کہ اب اک گھاٹ پانی پینے میں
 رمانہ طرز مستم کوئی بھی زبانی میں
 ترقیوں پر مدارج رسد ہنگر و فزیر
 درون بین خلق کے افسانہ تو رہی حد زیاد
 اثر اسید و عاقبت سے بندہ فرمان
 سطاغ خلق ہی عالم میں تو کہہ ہی ہر دم
 اگر ذرا بھی کرم میرے حال پر مطلب
 قریب ہو کہ تبدیل ہوں عیش و راحت سے
 بہت نون سے پریشان بکال زار ہر نیا
 اسیر دام الم یعنی خواجہ غنیمت و اللہ
 لگاؤ اس میں ذرا بھی نہیں بناوٹ کا
 وہ سب الم کہ جو گذرے پورینہ میں مجھ پر
 تو پھر ہوں نہ پریشان بجا مضر خطر
 سو کی بے نہین تہا میں جو سب شتر
 سیان صدق سے تیرا ہوا شن گستر
 اثر دوان پہ ہو جسکا وہ کیوں نہ باور

ہر ایک بات کی اپنی دلیل رکھتا ہوں	بجال کیا جو لطافت سے ہو سخن بہا
وفا شعار طازم ہوں جان نثار ہوں میں	امیدوار عنایت کا ہوں میں شام و سحر
ادب سے عرض ہی دست بستہ ہر میری	نگاہ لطف جو ہو جاے جانبِ احقر
فراغِ محب کو پور نیہ کی ہو مصیبت سے	ہمارے میں بدل جاؤں اسے شو کثور
ضیاء مہر سے ہو جب تک جہان روشن	نسیم صبح کا ہو جب تک جہان میں گذر
اثرِ دعائیں رہے عصر کی دعا جب تک	گھر میں آب رہے آب میں رہے گوہر
بقائے دوست سے دل شاد تو رہے ہر دم	انیس ویکس و مظلوم کا رہے یا ور
ہزار سال سلامت رہے تو دنیا میں	لگے خدنگ جگر دوزیرے دشمن پہ





سابقہ تاریخ



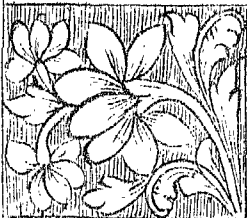
عاشق ہوں میں تو اُس صنم سے بدیل کا
عالم تمام آئینہ خانہ اُسی کا ہو
جلوہ دکھا کے طور کو سر مہ بنا دیا
پھونکا فراق نے مجھے اُس بے نیاز کے
گلو کہ نہ رُخ شفق آسمان ہوا
میں تو نہیں شمار میں اپنے تو پھر تجھے
تجھ پر چس گیا ہوں اسی کا ہوں بتلا
تیری نگاہ لطف رہے خاکسار پر
سنم کہی نہ کہبتہ دل کو گراے تو

آج نہ میں جو راہ نہ تھا خلیل کا
پر تو نکلن جال ہی میرے چس کا
منظور تھا کہ عشق ہو چشم کھیل کا
ہر داغ دل بنا ہو گلستان خلیل کا
خون تک گرا زمین پہ نہ تیرے قاتل کا
کیا دون حساب جرم کثیر و قلیل کا
شیدائیں ہوں میں کسی چشم کھیل کا
کچھ بس چلا نہ مجھ پہ سپہ چس کا
قصہ جو یا وہو تجھے اصحاب فیل کا

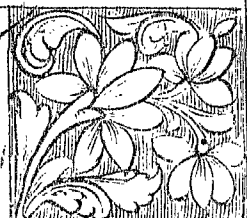
عاشق

پیا سنا نہیں ہوں آپ کی عین سلبیل کا
جس جاگڑ ہو اُنہ کبھی حبِ سبیل کا
عاجز پہان ہو ذہن رسا ہر عقل کا
خواند ان نہیں کسی سے نبوت و دلیل کا
نادان و ہشتی ہو متاعِ قلیل کا
کیا جو سلسلہ ہو بعدِ حقیر و ذلیل کا
سافط ہو تندرست کاشانیِ علیل کا
موقع نہیں ہو یا رسے کچھ قالِ قیل کا

عاشق ہوں مجھ کو شربت دیدار و تکیہ
جاتا ہو میرا طائر و ہسم و خیالِ ان
کیا دخل کوئی راز جو اس بت کا پاسکے
مختار ہو وہ چاہے جسے دے نغمہِ سدا
ازاد ہے تجھے غم و رنجِ خبیہ کثیر
اند تیرے وصف بیان مجھے ہو مبین
ہر ایک تیرے فضل کا محتاج ہو کہ تو
پھر ہو رہنمائی راز کی باتیں مگر ابھی



کیا مجھ کو خوفِ روز جزا ہو سخن کہ ہوں
سید و ارجمت ربِ حلیل کا



کہ عالمِ داغِ دل پر ہو مرے مہرِ نبوت کا
اُڑاتا ہو دھوئیں ل کے شرارہ داغِ حسرت کا
تو انگشتِ شہادت ہو گا سبزہ میری تربت کا
زبانِ دل کو میرے درد ہو کیا نامِ حضرت کا
تو چہرہ کیا خوف ہو کجستِ دشمن کی عداوت کا
سہارا اگر نہ تو آپ کی اسکو شفاعت کا
کہ سوزِ عشق سے خورشید ہو صبحِ قیامت کا

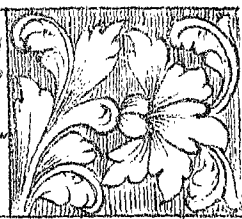
ہوا ہو عشقِ او جملِ غالی کس ماہِ طلعت کا
چمکا جاتا ہوں اسی ہم تہیہ ہو پیرِ نبوت کا
رسالت کی گواہی دیتے ہیں مری جاؤنگا
رقابت کا مزہ ملتا زوانِ تو نے کج بکریہ میں
وہم آخرِ جمالِ اپنا اگر دکھلائیے مجھ کو
معاذ اللہ پھر امت کا کیسے کیا ٹھکانا تھا
زیارت ہو تو میں کھلاؤں اپنا داغِ دلِ حضرت کا

وہاں بھی جائینگے یوں جیسے اپنے گھر میں ہیں
کسی کو دعویٰ تقویٰ کوئی ہر نہ پرنازان
جگہ بیٹھے تھوڑی سی اپنے کو بے اقدس میں
نہیں کچھ فکر سوز آفتاب روز محشر کی
سیہ کاری سے یہ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے
نبی وہ کون ہے جسے کدایہ مرتبے پائے
شجر نے از رو تعظیم پاس آکر قدم چومے
آسمان نیگے فرشتے رب سلیم کہ ہر اک کو
کھپا اگر شفاعت سے رہے خود محشر میں
متناہی کسی کی قبر میں صورت دکھانے کی
کہ اسے کوچہ احمد کی خاک پا چڑھا سائے
عجب تقدیر ہر مائتگان کو بے اقدس کی

در جنت پہ رضوان ہنہ کی گاتیری امت کا
بھروسہ ہم گنہگاروں کو ہر تیری شفاعت کا
مزا المائیکہ کا جھکودہ میں فردوس و جنت کا
گنہگاروں پہ ہو گا سایہ تیرے برحمت کا
کہ میں بھی ہوں غبارِ خاکِ حضرت کی امت کا
لقب دنیا میں مرحومہ ہوا ہے کسکی امت کا
اگر اقرا شہر نے بھی ہاتھوں پر رسالت کا
گذر ہو گا صراطِ قدوس پر جو امت کا
کہ اسے زاہد بھروسہ ہے تجھے اپنی عبادت کا
فرشتوں کو ملے موقع جو شاید مجھے جنت کا
ملا کر اسکو میں بنواؤں تعویذ اپنی تربت کا
مزا ملتا ہے گھر بیٹھے نہیں فردوس جنت کا



بوقت شمع ہون کی رو کرتے ہیں آپا کر
سخن کی بھی خیر لیجھا صدقہ اپنی امت کا

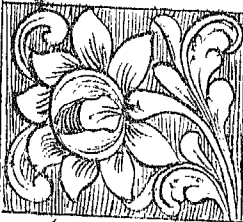


فروع و مانع دل خورشید ہو کر دون عرفان کا
فضائے لامکان گوشہ مرے چاک گریبان کا
کروں میں کس بن سے شکرا تیرے احسان کا

مرا سینہ تجلی گاہ ہو انوارِ یزدان کا
ہمارے غلام اک کا شاخون میں سیر و امان کا
ویا اوتنے مجھے اپنے کرم سے نور ایمان کا

تعلیق ہر مرے دلگوئی کی زلف پچان کا
خیال کو چہ جانان پے تفریح کیا کم ہر
زیادہ مہر و مہ سے اتہو ہر آفاق میں شہرہ
نہ نہ کھلو او سکے سامنے جلنے دو کیا حاصل
نقاب رخ اٹھا دو ہائے تم کیسے سیجا ہو
رخ رنگین سے حاصل کیوں نہ کیفیت گلشن
اشارے سے چھری کے عاشقوں جاکے تھے
کبھی گزینداتی ہر یکا یک چونکے تا ہوں
شکر جانکر بلیکے عشاق دشت میں
کبھی دکھلائیے اگر ہین اپنا رخ و گیسو
کہیں ہوتا ہوں لیکن روز انکے گھر چلتا ہوں
شبِ نعم انتظارِ یار میں آسان گذرتی ہر

کھلا ہر پر فضا سینہ میں تختہ سنبھستان کا
کہ ناحق تذکرہ کرتے رہیں گلزارِ رضوان کا
ہمارے دماغ دل کا اور بھاریے رو تابان کا
سبب تم جلتے ہو میری رنجشما ہے نہان کا
مرا و کچھ تمھیں آتا نہیں یہاں ہجران کا
تمھاری زلف اگر دکھلاے عالم سنبھستان کا
یہ گویا ایک ہی لاشی سے سبکو اپنے ہانکا
ہوا ہی کس قدر سودا تری زلف پریشان کا
نہیں باقی رہا کتنا بھی اپنے گریبان کا
کھلتے تاحال کچھ صبح و طن شام غریبان کا
اوسے رو کنا لذت فراہو انکے دربان کا
ولے دشوار ہوتا ہر گذرنا روضہ ہجران کا



سخن ملک سخن میں شاہ معنی نے کیا جلوہ
ہو آموزوں لقب یوان حاصل بل پنے دیوان کا



تھا فقط پردہ ہمارے دیدہ بیدار کا
رخسہ دل ہر مگر وزن تری دیوار کا
اک جہان ہر اندون طالبِ مری دیدار کا

بند کی آنکھیں تو دکھیا جلوہ روے یار کا
تنگانے ن اتہو عجم حسرت واران سے میں
جہدِ اشوق تھاے یار بھی کیا چہ خبر ہر

جوش گریست تصور ہر ترار شک چین
ہو جہان راحت بھی انڈا بھی پھر سک گیا کہوں
بعد مرن قبر پر میری آگے نرگس کے پھول
بندہ سو داسے زلف یار دیکھا چارے
وصل کی امید میں آخر ہوا اپنا وصال
دیدتے تیرے ہنو کیوں صحت زخم جگ
ہو گئی تسکین کہ اک دن تو مقرر ہو گیا
دیکھ کر دشمن کو کوچہ میں سے جلتا ہر جی
سو زجان حاصل ہو مجھ کو کچھ زلف کے ساتھ
تھیں جو شغل ہر اب زلف کے بنانے کا
گلہ کرینگے جہالت سے کیا ستانے کا
ہماری جان بھی جاتی تو یہ نہ تو مار بج
کو تو خیر ہر کس بات پر نہسی آئی
وہ کیا ہوے مرے احباب رند ساغر کش
ترے ستم کی تو پر وائیں مگر ظالم
شکستگی کے سوا اور کچھ نہیں مرغوب
صنم ہی تری بدنامیوں کا باعث ہر

لطف ہر جہات تجری تھتا الانسار کا
چاندنی یاد ہو پیا سایہ تری دیوار کا
دیکھنا کوئی تماشا حسرت دیدار کا
بن گیا گیسو مرے دامن کے ہر اک تار کا
کیا فریب آمیز تھا وعدہ مرے عیار کا
سبزہ خط میں اشرہ مریم رنگار کا
حشر پر پھر اجواب وعدہ ترے دیدار کا
دھوپ سے بدتر ہر اب سایہ تری دیوار کا

نالہ دلیں سخن ہر ڈھنگ ہویتا کا
بہانہ ہر یہ فقط ہے چہ چہ چہ
یہی ہر حال صنم آج کل زمانے کا
کہ جیسا غم ہو جہاں اپنے دل کے جانے کا
غضب ہر آج تو اذاز مسکرانے کا
کہ کار و بار ہر اور شراب خانے کا
عدو کی بات فوراً میں نہیں اٹھانے کا
پڑا ہوا ہر مزادل پچوٹ کھانے کا
کہ ڈھب نہیں تری آنکھوں کو دل چرانے کا

کہ ڈھنگ یہ بھی ہوا الفت کے آزمانے کا	ملا نہ ہم سے کبھی وہ سمجھ کے عاشق زار
کیا جو قصد کبھی ہمنے سر اٹھانے کا	وہ یا ضعف نے ایسا کہ دل ہی بیٹھ گیا
یہی ہر طور جو دامن اٹھا کے جانے کا	ہمیں ہر غدر ترے در کے خاک ہونے میں
ابھی ہر جوصلہ باقی ستم اٹھانے کا	دریغ ہے نہ کرنا ز پر حجب کہ ہمیں

صبا کو راہ نہ تھی گر قریب سے تو سخن
مرے پہ کیا ہے سببے ی خاک اُڑانے کا

جینا فراق یار میں دشوار ہو گیا	عاجز ہجومِ غمِ دل زار ہو گیا
سیراب کوہِ دشت میں ہر خار ہو گیا	وہ ہوں کہ سیرے آبلہ کے فیض سے
مایوس زندگی سے وہ ہمیں ہو گیا	جس پر پڑی نگاہِ تغافل تری مسج
یانِ عبد بے گناہ گنہگار ہو گیا	ثابت ہوا کہ ہر وہاں پر شش گناہ کی
وہ اور میرے در پہ آزار ہو گیا	انہما عشق سے مجھے الفت کی تھی امید
بند اس طرح مرالبِ گفتار ہو گیا	میں کہ سکانہ حشر میں کچھ اُسکو دیکھ کر
خُلد برین بھی کوچہ و لدار ہو گیا	ہوگا وہاں بھی جلوہ جاناں کبھی کبھی
اس دام ہی سے چھوٹنا دشوار ہو گیا	اُس تک پہنچے کیا کہ تھی قیدِ گرانجِ دی
وہ رسم و خیال غیر کو دیوار ہو گیا	خوش ہوں کہ بڑھ کے اتبے دلیں مرا غبار
شکوہِ سمجھ کے اسنا وہ ہزار ہو گیا	میں نے تو کی شکایت دورانِ یہ فہم ہر
کیسا سبک چاربان زار ہو گیا	منوں بخود دی ہوں کہ حسرت بھی اب نہیں

<p>مین کیا کروں جو دین تھا اظہار ہو گیا ایسا ہی ذکر تھا کہ مین ناچار ہو گیا جس نے سنا وہ طالب دیدار ہو گیا مرزا جو سہل تھا مجھے دشوار ہو گیا</p>	<p>شکوہ کی جا میں شکر قسم کر کے رہ گیا ناصح کی بات اور سنیں ہم خدا کی شان کیا کر رہی ہیں غلبہ تری کم نگاہیان کام آپڑا ہوتا تل نازک مزاج سے</p>
<p>دم بھر میں ہاے وہ تو مر لایا ہو گیا</p>	<p>انبار جسکو کہتے تھے عیار ہو سخن</p>
<p>اُس بیت کو بلا دو جو کچھ خوف خدا کا خواہان ہوں صنم میں تو فقط تیری رضا کا انجام غرض ایک ہی ہر شاہ و گدا کا بیٹھو تو ذرا کہول کے تم بند قبا کا گروں میں وہ حلقہ ہو تری زلف رسا کا سننے ہیں کبھی نام جوار باب و فا کا معلوم تھا پہلے سے اثر صہ کو دوا کا دیکھا کچھ اثر تو نے مری آدہ رسا کا پہچان سنگ دیکھ کے ہم رنگ ہوا کا چھترہ نشان پایا جو اسکے کہ نہ پکا کا آجاتا ہو جب ذکر کہیں جو روضہ کا مانی سے نہ کینچا گیا تصویر کاغذ کا</p>	<p>بیا رحمت ہوں نہ تو نام و دوا کا دورخ میں مجھے بھیج کہ جنت میں جگہ ہے ہو تخت نشین کوئی کوئی خاک نشین ہو آستہ ہی چل جاتے ہو عادت یہ بُری ہو دشت میں چلا جاؤں کہیں کیا مری قحط وہ یاد مجھے کر کے بہت روتے ہیں اب تو تسکین کو لوگوں کی یہ تدبیر تھی ورنہ بے چین کیے رکھتی ہو اب تو ترے دل کو لائی ہو صبا پیر ہن یار کی خوش خبر صدقہ تم ہو سے ار باب نظر ازہ الفت دل ڈھونڈتا ہو اس صنم عربہ جو کو اب دید کے قابل ہو ہمارا تن لاغر</p>

قائل میں ہوا یا رتری ستم و حیا کا
ہو جائیگا خونِ مفت کسی اہل وفا کا
لے ڈالا وہیں اسکو جسے دور سے تاکا

آئینہ کے بھی سامنے آنکھیں نہیں ہتھین
ہر لحظہ نہ تو متحجّہ غم زدگان ہو
کیا خوب نشانے پہ پہن قاورتری آنکھیں



ہر وقت میں ہر کام میں ہر بات میں خوش میں
ہم کو جو بھر دیا ہے سخنِ اپنے خدا کا



صورتِ مخمّر مجھے یار کا آغوشِ شوق
وہ مجھے یاد میں ہیں انکو وہاں شوق
پہنچی کیا آوازِ بزمِ اکسوس ہوا
بادِ کش میں نہوا کوئی بلاناؤ شش ہوا
فضلِ مہر دے وہ حق میں مرے گوش ہوا
عاشقوں میں کہو کہیں کا یہ تن و گوش ہوا
کہ مجھے دیکھنے جو آیا وہ بے ہوش ہوا
پھر ہمارا آئی جنوں کا مجھے پھر گوش ہوا
تیرے احسان سے ظالم نہ بکد گوش ہوا
شل ہوئی کے جو میں بھی کہیں بے ہوش ہوا
میرے ماتم میں وہ کانر جو سید ہوش ہوا

صفتِ بوسے گل اس جو میں ہوش ہوا
انکا شکوہ نہیں یہ خوبی قسمت میری
گن دیوانے میں جو صبح کا تارا دیکھیں
وہ دستان کی رہی کچھ بھی نہاب مجھ کو تیر
کیا ہوا نیش زنی کی جو مرے دشمن نے
پہلوان نہیں تھامے پوچھ تو میں لائے ہوں
یخودی نے مری یا نیک تو اثر دیکھ لایا
پھر وہی دشتِ نوردی کا ہر سودا ستر میں
سر مجھے بارگراں تھا گر افسوس کہ میں
جان ہی جائیگی اک پر تو انوار کے ساتھ
یہ ادا اسکی ہوئی باعثِ حمد گو نہ الم



بار بار اس کے خیالِ لبِ بیگون میں سخن



فرط لذت سے سین مست و سر جوش ہوا

کیا تک مزا پڑ گیا اس رد و بدل کا تعلیم کی حاجت نہ رہی سن عمل میں تم پہرہ انور سے نقاب اپنے اٹھا دو یہ شوق کہ ابھار ہی رہوں زلف بتان میں جتنا کہ ندامت سے بک ہوتا ہوں دلین جتنا کہ نہ دکھلاؤ گے وہ چاند سی صورت شانے سے کھیلین عقدہ کیسوے پری رو دزدیدہ نظریار کی بھی پڑتی ہو اس پر لوہو سے کا اب نام بھی آئیگا نہ لب پر	پھر آج بھی ہے وہی وعدہ ہوا گل کا سکھلایا ہوا تھا جو میں توفیق ازل کا جگرہ انر ہے دہر میں ہنداد ملل کا عقدہ نہ کھلا آج تک اس طول امل کا ہوتا ہی گنا ہونگا مرے بوجھ بھی ہلکا دم نکلیگا کس طرح سے مشتاق اجل کا یہ زور خدا داد تھا اس نجسہ شل کا ہر اشک مری آنکھ کا ہیرا ہی دو پلکا اس بات کا کیسے تو ابھی دون میں چلکا
---	---

غالب کے ہوشاگر و سخن کہتے ہو کیا خوب
ہر شعر میں ملتا ہی مزا ایک غزل کا

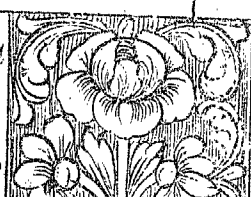
پھر بار آئی جنون سلسلہ جنیان ہوگا آج محفل میں جو نوشی کا سامان ہوگا اسکے آنے کی سرت ہر مکر فکر یہ ہو شکوہ جو رہی سنتے نہیں اب تو ہے ضربت مجھ سے ہوا چھب مجھ سے تلو سی	دجیان پھر مرے ماتھون سے گریبان ہوگا روح جہشیدہ پساتی ترا احسان ہوگا کیا کہو نگاہ مرے حال کا پرسان ہوگا وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی کوئی ارمان ہوگا میں جو کافر ہوں تو تو ضد سے مسلمان ہوگا
---	--

کشورِ دل جو شہِ عشق کے قبضہ میں رہا
 ہوگی اک روز قیامت میں قیامت برپا
 فوج کر ڈال بلا سے کہیں جب گرام ہو
 میں یہ کہتا ہوں جسے لوگ سمجھتے ہیں ہلال
 واعطوبات تو اتنی ہر طوالت کیسا ہو
 در وقت تو نکالے بھی نہ نکلیگا ترا
 تیرا کس رخ انور جوڑ لگیا ساقی
 حشر میں سینہ میں اب اس کے ستم سے افزون
 دوستوں کو نہ سمجھا بخجل ہوتا ہو
 ظالم سے اب تو مرا مال یہاں تک پہنچا

ہو کے آبا و کئی بار یہ ویران ہوگا
 صبحِ محشر جو مرا چاک گریبان ہوگا
 سخت شکل ہونے سے یہ بھی نہ آسان ہوگا
 تیری اُتر ہی ہوئی کرتی کا گریبان ہوگا
 خنجر کہتے ہیں جسے کوچہ جانان ہوگا
 اور چند سے جو رما دلین تو ارمان ہوگا
 جامِ مری مطیع خورشید و رخشان ہوگا
 آئینہ دل کا مرے دیکھ کے حیران ہوگا
 ضد پہ آئیگا تو وہ اور پشیمان ہوگا
 جو ستم کیجے گا آپ کا احسان ہوگا



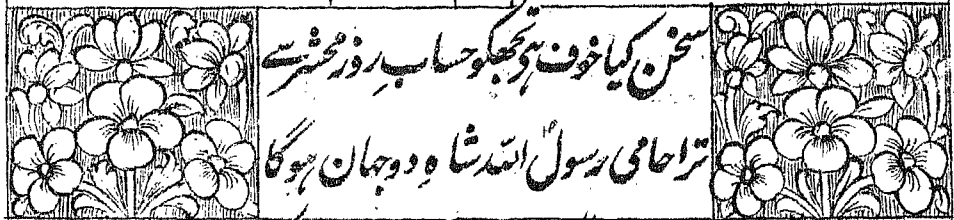
اچھن کیسے تو انصاف سے اس عالم میں
 دروہ کو نہ وہ بھی کوئی انسان ہوگا



اتنی دیکھیے کب تک وہ مجھ پر مہربان ہوگا
 مری جانب سے ہوگا جو کہ مجھ پر جان ہوگا
 نہ دیکھے تفرقہ پر داز مجھ کو چین و دم بھری
 عزیز و داغ دین جلوہ مہتاب کتنا ہوگا
 نہیں گم نام کچھ میں بھی ترا شہو عاشق ہوں

نعمِ فوقت مرا کس دن نصیبِ شہنشاہ ہوگا
 ستم تیرا نہ ہوگا اور نہ جو آسمان ہوگا
 نیک کا دوست تو میرا تو دشمن آسمان ہوگا
 کفن میرا مری آغوش میں مثلِ کتان ہوگا
 مجھے کرب نشانِ ظالم ترا نام و نشان ہوگا

<p>سنگ کا تو نہ جب تک مجھے میرے حال کو بہم ہمیں تو باندھ لو اپنی کند زلف مشکین میں خطا سے درگزر کا فرم ہی میں تو سمجھتا تھا پس گریہ نہ نکلتے کیونکہ آہ سینہ سوزان ہوا اگر ایک بھی سر ناتہ آہن گذار اپنا حرم ہو تو تکہ ہو کوئی جا ہو ہم تو عاشق ہیں وہیں پہونچینگے ہم بھی تجھے اپنا خون بہانے خوش و ناخوش بسر ہو جائیگی یہ زندگی لیکن</p>	<p>قسانہ میرا صبح تجھ کو کیونکر بربزبان ہوگا پھنسا لائے جسے تم کوئی صید نہ تو ان ہوگا کہ مجھے نام سن کر حور کا تو بد گمان ہوگا جلیگا آگ پر پانی تو آخر کو دھوان ہوگا تو پھر ہر دیدہ زنجیر سے آنسو روان ہوگا کریں گے سجدہ اس حلقہ نقشب پاتیرا جہان ہوگا بتا تو عرصہ محشر میں ظالم کو کمان ہوگا جسے آرام کہتے ہیں نہ بیان ہوگا نہ وان ہوگا</p>
---	---



<p>بوش و حشت کیا کرے اُس نہ تو ان لکیر کا کیا کھلے عقدہ پھر اُس کے رشتہ تقدیر کا گالیان وہ دے رہا ہو اور مگر لب بند ہیں ہجر جانان میں کیے وہ نالہ رشک آفرین میں تو میں تجھ کو بھی ابلا دی چارہ گر تکلیف ہو آہ کو میری نہ روکے گی تری تیغ نگاہ طائرِ رنگِ حنا سے یار نے شبیہ دی</p>	<p>صد بیابان جب کو عرصہ خانہ زنجیر کا بیس جہان چلتا ہو کچھ ناخنِ تدبیر کا یہ اثر ہی یار کی شبیہ نبیِ تقدیر کا ہو گیا قائلِ عدو بھی عشق کی تعزیر کا فائدہ قطعِ نظر و زمان بے تاثیر کا ہو بہت مشکل سنگ کا ٹٹنا اس تیر کا رنگ جب اڑتا نظر آیا مری تصویر کا</p>
--	---

زلف کافر سے دل خوشی پریشان کیوں نہو	ابتدا سے یہ نہیں خوگر کبھی زنجیر کا
کوئے قاتل میں چلے ہیں باندہ کرتیم و کفن	آزما ناہم کو بھی منظور ہو تقدیر کا
قتل کرتے ہیں بہانے آپکے شام و صال	وہم تمہارے لطف تیرے ہیں وہم شمشیر کا
پاس سیر کسوتے تم کب غیر نے دیکھا تو کیا	خوف ہو تمکو بحثِ اسخ اب کی تعبیر کا
کام ہی عجزِ بتان میں کاوش جانِ حزمین	کوہ کن کچھ بات ہو لانا بھی جوے شہ کا
وہ بھی آئے وہم بھی باپے لبون تک چکا	پھر سب کیا ہو الہی موت کی تہیہ کا

وحشتِ دل کی ہمارے اس سخن تاثیر دیکھ

رنگ بھی جتنا نہیں ناصح کی اب تقریر کا

نیرہ بستی کا مزا کچھ بھی تو حاصل ہوتا	کاشل ہو جان ترے رخسار کا میں تل ہوتا
قتل عاشق اُسے دشوار ہو آسان نہیں	سہل ہوتا تو نہ جینا مجھے مشکل ہوتا
کم سنی میں یہ آفت کہ الہی توبہ	کیا غضب ہوتا اگر وہ کسی قابل ہوتا
جوش گریہ میں اگر ضبط نہ ہوتا ہم کو	کہیں چپ کہیں دریا کہیں ساحل ہوتا
دیکھ لیتے اُسے بے پردہ ہم اس حسرتِ دل	پر وہ شرم و حیا کاش نہ حاصل ہوتا
توڑ کر پھینک دیا آپ نے کیا خوب کیا	آئینہ اس رخ انور کے مقابل ہوتا
بہر پا مال جو آتا وہ مری تربت پر	تو مری خاک کافرہ بھی ہر اک دل ہوتا
ایسا سمجھاتے کہ پھر نام نہ لیتا انکا	ایسا عت سحرِ قابو میں اگر دل ہوتا
آرزو تھی کہ نظر آپ کی پڑتی اُس پر	اشک جے آنکھ سے گرتا وہ مراد دل ہوتا

تسا دم نزع تغافل ہی تسار اہتر
کچھ مزامرک محبت کا نہ پوچھو اے خضر

تم اگر آتے تو مرنا بے شکل ہوتا
تسے کہہ دیتے اگر کہنے کے قابل ہوتا



لطف جنت مجھے دنیا میں سخن بلجاتا
سیرے پہلو میں جو وہ خور شامل ہوتا



مرے دل میں جو شوق جلوہ روئے نکو آیا
سنایا آپ کو جس نے اسی نے یار کو پایا
نہ رویا میں کہ اشکوں سے کہیں طبع فان نہو برپا
جنون میں چاک دماں سے وہ جو بن تھا کر کیا کیسے
یہی ارشاد ہے پھر ہاتھ آنا میرا مشکل ہے
غریق بحر ناکامی ہوئے جاتے ہیں و احسرت
مجھے مارا تمہاری چشم فرودیدہ کے تیور نے
دیا ہر غسل چشم غلغلہ نشان نے خون سے مجھ کو
مبارک ہو جنون میں عشق کی اپنی جگر کاوی
محبت میں جفا و رشک کے اسکے یہ حالت ہے

جدھر دیکھا اُدھر محب کو نظر اے یار تو آیا
جو خود گم ہو گیا اُس کو طریق جستجو آیا
خیال اُس بے وفا کا جب کنار آجھو آیا
گر برہم ہوئے وہ جب میں اُنکے روبرو آیا
اگر بھولے سے لب پر کوئی حرف آرزو آیا
کہ اب اب دم شمشیر تل تا کلو آیا
عجب انداز تھا جس وقت محفل میں عدو آیا
زبان پر آج شاید نام قاتل بے وضو آیا
کہ جاے اشک لب سیر سر مرگان لہو آیا
کہ وہ بھی سامنے آیا تو میں سمجھا عدو آیا



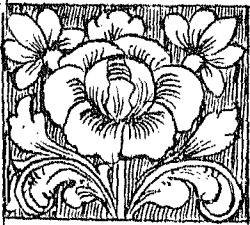
بہار آئی وضو کر لو شراب بارغوانی سے
سخن اٹھو کہ وقت بیت دست بہو آیا



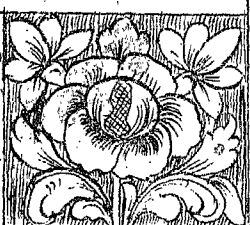
بہار آئی وضو کر لو شراب بارغوانی سے
سخن اٹھو کہ وقت بیت دست بہو آیا

ترک کچھ آسان نہیں ساتی خاک کے واسطے
 اسکو بچ بے دلی کیونکر کسی کا ہو کہ وہ
 جب اجل آئے لیکن خشت زیر سر ہو
 دون آسے دل عرش پر محمود ہو چکا مقام
 وہ کہ جسکے نور نے عالم شور کر دیا
 نامہ عشاق کی کثرت سے اب تو اسے صنم
 وصل میں کسے دماغ جان معط کر دیا
 بیخیزہ ایسی خوشامد خوش نہیں آتی مجھے
 تار ہے کچھ موئی مٹی کی نشانی ای کلال
 چار دن کے واسطے کیا کیا نہ کچھ سامان کیے
 عرض کی میں نے کہ اسو جان عشق کی امداد
 ہنسکے بولے پھر عجب کی کونسی یہ بات ہو
 دل ہمارا خوش ہو بہتر مبارک آپ کو

بادہ گز رنگ کا ٹھیک کونہ تو خوش گربنا
 لے گیا لوگوں کا دل اور مفت میں دلبر بنا
 گو عمارت تو مثال شد اسکندربنا
 واسطے جسکے لواؤ کوثر و نربنا
 جسکی خاطر چرخ با مہر و مسد و اختر بنا
 تیرے گھر گویا شکایت کا ترسی دفتر بنا
 جھشکین پر پوش طبلہ عنبر بنا
 اسقدر باتیں نہ ناصح تو مرے منہ پر بنا
 جو مرے میکش تو اسکی خاک سے سحر بنا
 کوئی یان دارا بنا اور کوئی اسکے بنا
 اک پری پیکر کی خاطر میرے دلین گھر بنا
 قدرت حق سے فلک کا گنبد بے در بنا
 اور مبارک اسکو جسکے واسطے وہ گھر بنا



مسکے لیکن نہ اٹھے کوئے جاناں سخن
 مثل نقش پا جو بیٹھے خاک پر بہتر بنا



باسے جب وہ دیکھنے آئے تو مجھ میں دم نہ تھا
 حسرت و ارمان کا پہلے دلین میں ماتم نہ تھا

مرگ ناکامی سے بھی اسکا قلق کچھ کم نہ تھا
 اب بجز افسوس کچھ دل سے نہیں آتی صدا

کون تھا محل میں جو بادیدہ پر خم نہ تھا
کیا مزے سے زندگی گنتی تھی کچھ بھی غم نہ تھا
تھی کئی ہیرے کی اوگل قطرہ شبنم نہ تھا
رونی صورت تھی مگر آنکھوں میں اُسکی خم نہ تھا
پھر جو دیکھا اُس پری کو ہنسنے وہ عالم نہ تھا
صبح جو دیکھا تو اُس میں کچھ بھی خم نہ تھا

بجھ کو جو اٹھو ادیا اسے تو میرے حال پر
وہ بھی کیا دن تھے کہ جب ہم آپ پر شیدا تھے
تو نہ آیا باغ میں اور تیری فرقت میں مجھے
مرے دم بھی اُسے عاشق سے کیا اپنے فریب
چند روزہ تھا فقط اُس یار کا حسن و شباب
زلف جانان میں عدو شاید رہا تھا شانہ کش



کیا کہوں تم سے کئی کیونکر شبِ عجبِ صنم
اے سخنِ جزبِ کیسی کوئی مرا ہمدن نہ تھا

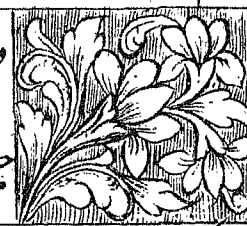


روشن چراغ خانہ ویران میں رہ گیا
طاؤس بن کے صحنِ گلستان میں رہ گیا
تا عمر آہ میں اسی ارمان میں رہ گیا

مرنے پہ داغِ دل تن بچان میں رہ گیا
اعجازِ خوشنوا می جانان سے نقش پا
جامِ شرابِ ماتھے میں پسلو میں رہ گیا



دو گام چل سکا نہ جنوں میں سخن کے ساتھ
جب تھک گیا تو قیسِ بیابان میں رہ گیا



جذبہٴ دل کا مرے کوئی اثر دیکھنا
چاکِ گریبان کوئی شہر میں گر دیکھنا
پٹکے نہ آنسو کوئی دیدہ تر دیکھنا
ہوگی نہ صحتِ ہین اسکو بھی کر دیکھنا

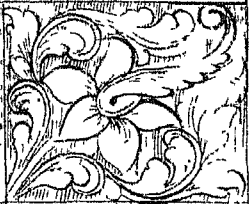
دید کے قابلِ ہواب اُنکا اور دیکھنا
جاننا اے دوستو گھر سے وہ نکلا پری
کیجئے نہ بدنام اُسے فاشِ نورازِ عشق
فکرِ بد اذاجو ہی سود نہیں ہم سو

آئینہ منگو ایسے اپنے تین دیکھے
وہ تپِ غم کا گلہ ہاے ترود ترا
ظلم یہ تازہ ہوا ہو کے ستم سے خجسل
یار نے ٹالاجھے کہ کے یہی رات بھر
بید رہی ہو تو جو چشمِ سمنگ تو ہی
تیر نظر آپ کا غیر کے اوچر پلا
ہاے یہ کیا ظلم ہو مجھ کو نہیں بھولتا
اور تو اُنکے ستم مجھ کو مسافات ہیں

آپ کو منظور ہو میرا اگر دیکھنا
پاس وہ آکر مرا ماتھے سے سر دیکھنا
کر دیا موقوف اب اسے ادھر دیکھنا
اے لو وہ آیا کوئی جانبِ در دیکھنا
کیا کہا اے جان من پھر تو ادھر دیکھنا
سینہ سپر کر دیا میرا جگر دیکھنا
ماتھے میں لیکر ترا تیغ و سپر دیکھنا
تر چھی نگہ سے ولے اُنکا ادھر دیکھنا



شغل ہی ہو سخنِ بحرِ صنم میں مرا
غور سے سوئے فلکِ دو دو پہر دیکھنا



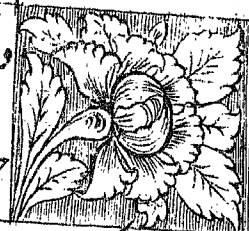
کیا کام شاخِ گل سے غرض بوستانِ سج کیا
بیرحم تجھ کو حالتِ دل کے بیان سے کیا
مر جا بیٹھے تو دفن بھی ہونگے یہیں پہ ہم
صیاد نے اڑائے مرے ہوشِ سمفیر
اے دل وہ سن رہیں مرا حال اور مجھے
لیجے حد کو مار لیا ہنسنے ٹوک کر
بیٹھا ہو کس لیے سگ جانان لیے ہو

ہوں خانانِ خراب مجھے آشیان سے کیا
تو بیوفا ہو تجھ کو مری داستان سے کیا
بیٹھے تو اب اٹھینگے ترے آستان سے کیا
کیا جانے کہ اُسے کہا باغبان سے کیا
یہ خوف ہو کہ دیکھے نکلے زبان سے کیا
کیسے غرض تھی آپ کو اس امتحان سے کیا
شعلِ نکل رہے ہیں مرے امتحان سے کیا

گردش رہی نصیب مجھے ہجر پارمین
تیری نگاہ ناز کا خوان ہوں خلدین
خوش ہیں کہ ساتھ لائیں سب کچھ وہاں ہم
دائم برنگ سبزہ پامال ہوں نسیم
بے فائدہ ہو فکر کہ نام و نشان رہے
گر شیشہ ہو وہ آب گلہ آسمان سے کیا
حور و ن سے کیا غرض مجھے باغ جہان کیا
نعم ہو ہی کہ جانتیگی لیکر بیان سے کیا
باغ جہان میں مجھ کو بہار و خزان سے کیا
جو بے نشان ہوا اُسے نام و نشان سے کیا



دل لے گیا وہ شمع جو ہونی تھی وہ ہونی
حاصل کہو سخن اب اس آہ و فغاں کیا



آرزو ہو کہ صنم وعدہ کا ایفا کرتا
عمر بھر صنعت خالق کا تماشا کرتا
یتیم قاتل کے لیے پوسے کبھی خجکے
یار آرزوہ خفا دل بھی زمانہ دشمن
عمر بھر ہمو شکایت کی نہ تھی جاتجہ سے
خطبے سے کام لیا میں نے شبِ وقت میں
صد نہ رشک عدو تلخی ہجران کے عوض
حسرت بادہ گلگون کا جو ہوتا کچھ ذکر
اپنے محبوب کی خاطر جو ہوتی منظور
پنج روزہ ہوئی دنیا میں حیاتِ انسان
چھیرتا اس کو میں اور شکوہ ہیبا کرتا
سائے میں ہوتے تم اور میں تمہیں دیکھا کرتا
یہ مثل سچ ہے کہ مرنا نہیں کیا کیا کرتا
ایسی قسمت پہ بھلا کیا میں تمنا کرتا
اپنے وعدوں سے جو تو ایک بھی پورا کرتا
نالہ کرتا تو دو عالم تہ و بالا کرتا
نہ ہر دیتے جو مجھے تم تو گو ارا کرتا
مجلس و عظیمین ہر روز میں جبا کرتا
دو جہان خالق کو نہیں نہ پیدا کرتا
اور جیتا تو خدا جانے یہ کیا کیا کرتا

دے دی جو چیز تو پھر کام کی اپنے نہ ہی	پھر گرائے دل اپنا میں اُسے کیا کرتا
ضعف سے طاقت رفتار نہیں ہو ورنہ	تنگ بین بھی تجھے دوست صحر اکرتا
مجھے سنتا جو میری بات کو وہ گوشِ گوش	اُس سے میں بھی زلف کا شکو اکرتا
اٹھ گیا وہ مرے بالین سے چلو خوب ہوا	کیا بُرا تھا جو سیما مجھے اچھا کرتا
دسترس گیسوے جاناں پہ جو ہوتا میرا	بیخودی میں نہیں معلوم میں کیسے کیا کرتا

اے سخن وصل صنم کا مجھے ہوتا جو یقین	پھر کسی شو کی نہ دینا میں تنہا کرتا
-------------------------------------	-------------------------------------

دیکھو تو اوج میرے جنون کے کمال کا	ناخن کے زخم دیتے ہیں دھوکا ہلال کا
بوسہ تو کیا جواب بھی ملتا نہیں کبھی	پھر کیونکہ وصلہ ہوتوں سے سوال کا
ہر دم ہر عشق میں بھی خدا پر نظر مری	مجھ کو نہیں ہر خوف تبوں کے ہلال کا
شعلے میں مہر و ماہ میں انجم میں برق میں	جلوہ کہاں نہیں ہر تمھارے جمال کا
شام فراق کو مری مغموم کر دیا	مژدہ دیا جو آپ نے صبح وصال کا
ایسا گلایا سوزش نہاں نے اے جنون	طوقِ گران پہ میرے گمان ہر ہلال کا
کچھ مجھے ہو خفا کہ عدو کا خیال ہی	فرمایا تو آج سبب کیا لال کا
ہر دار وے شفا مرضِ دل کے واسطے	خو امان ہوں میں تو آپ کے منہ کے اوگال کا
تو فرست گئی میں یہ بھی نہ جاتا رہے کہیں	مجھ کو بڑا خیال ہر تیرے خیال کا
نخیرن کے واسطے میں معجب نہائیاں	مارا ہوا ہوں میں تو تیری بول چال کا

دلین غبار نے کے نہ جاؤں جہان سے
لاکھوں مین او صنم دل مقنون پھنسے ہوئے
تصویر ہر پری کی مرے دل نقش ہر
پیری مین بھی شباب کی سی تاک جانا تک ہر
آغاز مین ہر امر کا انجام سوچ لے

تو وہ نہ تو بنائے مجھے گردِ ملال کا
عالم ہر تیری زلف پہ ماہی کے جال کا
مین نے بنالیا ہر مرقع خیال کا
پیکا ہو سیری آنکھوں کو کیا دیکھ جال کا
انسان کو گر خیال ہو اپنے آل کا



کنے گئے تھے دل کی حقیقت مگر سخن



موقع ملانے یار سے کچھ عرض حال کا

ساتھ غیروں کے مرا شک قمر آہی گیا
بے سبب مین بھی رقیبوں سے اور چھڑ پڑا ہوا
تیر تو آپ نے مارا سعاد کو لیس کن
بزم مین غیروں نے کیا کچھ نہ اُسے بہکایا
شام سے ضبط کیے تھانکل آئے آنسو
کر دیا تم سے بد آلف رقمہ پر دازوں نے
ہو گئے دشمن جان تم بھی ہمارے افسوس
لاکھ پر دون مین رہا یار لیس کن ہمنے
اب ہو بے فائدہ تکلیف کا دین تجھ کو
مے سے خستِ وطن راہ زنی کی تو نے

عید کا چاند تھا بدلی مین نظر آہی گیا
مجھ مین ای جان تری شوخی کا اثر آہی گیا
کشش دل سے ہماری وہ ادھر آہی گیا
پھر خیال اُس کو ہمارا بھی مگر آہی گیا
یا د جانا ترا ہنگام سحر آہی گیا
جو مفرد تھا وہ اے یار نظر آہی گیا
صحبت غیر کا آخر کو اثر آہی گیا
دیکھا جب دل کی نگاہوں سے نظر آہی گیا
قاصد اُس گل کی صبا لیکے خبر آہی گیا
یا د غربت مین بھی اپنا مجھے گھر آہی گیا

استحسان غیر کا اس کو جو ہو نڈر
سائے لے کے میں شمشیر و سپر آئی گیا



چھڑنا تھا انھیں منظور جو محل میں سخن
جس جگہ بیٹھے تھے وہ میں بھی آؤں ہی گیا

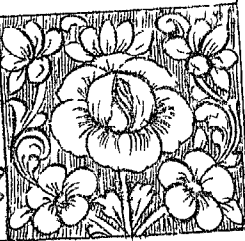


کہ ترے ظلم سے منہ تک تو کجا پہونچا
گھر سے گھبرا کے اٹھا جانب صحر پہونچا
مشک پہونچا نہ جسے عنبر سارا پہونچا
مالہ میرا جو کوئی عالم بالا پہونچا
انگلیاں ہاتھ کلائی ترا پنجا پہونچا
بھٹکوا دیکھو کہ میں قسمت سے وہاں جا پہونچا
نہ لچک جائے کہ میں ای گل رعنا پہونچا
قافلہ یاروں کا جو ملک عدم جا پہونچا
بیخبر دیکھ ترا وقت بھی اب آپہونچا
صد مہ کیا اور کوئی ای دل شیدا پہونچا
غیر کے آبلہ پا کو جو صد ما پہونچا
برم میں جب کہ ترا عاشق شیدا پہونچا

اب تو ظالم نہ مجھے اس قدر اید پہونچا
وحشت دل سے گذرتی ہر پریشانی میں
ہو تری زلف میں کافر عجب انداز کی بو
دیکھنا تم کہ اسی وقت قیامت ہوگی
کس کی تعریف کروں رہتہ میں سانچے میں چلے
طارو ہم کا جس جاتھا گذرنا دشوار
پھول تو ہاتھ میں لیتے ہو سمجھ کر لینا
اُسکے پھر آنے کی امید کسی کو بھی نہیں
زلیت ہر ایک کی ہر دم یہ خبر دیتی ہو
کیوں سکون تجھ کو بجائے طیش شوق ہوا
دشمنی کب کی تھی اے خاریا بان ہمسے
کچھ نہیں آئی رقیبوں سے تو ملنے کو اٹھے



ہند میں ہر سخن اب مضطرب الحال بہت
جلد شیر میں اُسے ای مرے مولیٰ پہونچا



چمن میں اُس گلِ رخسانے جب خرام کیا	نخلِ گلون کو کیا سر کو غلام کیا
فراقِ یار میں بہنے بڑا یہ کام کیا	کہ شب کو صبح کیا صبح کو جوشم کیا
گر ایسا خاک پہ اُنکو دکھا دیا عجز از	بتوں سے جب کہ مرے یار نے کلام کیا
پلایا خونِ جگر جاے بادہِ گلگون	فراقِ ساتی موشی نے آج کام کیا
لگا کے بیٹھ رہے دلِ تمہارے کوٹھے پر	یہ بہنے آئے بندری کا اہتمام کیا
یلے جو آج ہمیں گل جو وعظ کتے تھے	تو بہنے دور سے جھک کر انھیں سلام کیا
نہ دیکھا ظرفِ ہراک کا جو لائقِ اسرار	خدا نے مگر کو اسی واسطے حرام کیا
کسی کو ساتی کسی کو بدھائی دیتے ہو	یہ عاشقوں کا عجب تمنے انتظام کیا
روشِ روشِ چمن میں گلابیان چُن دین	بہار آتے ہی ساتی نے انتظام کیا
اب آپ جا کے کسی اور کو یہ دم دیجے	یہاں تو آپ کے وعدوں کو بس سلام کیا



بہان میں دھوم ہوئی قیس کو کہن سے زیادہ
سُخن نے سحر کہ عشق میں وہ نام کیا



ترے حُسنِ عارضی کو نہ کبھی زوال ہوتا
ترے دلمین اوپری روجو مرا خیال ہوتا
وہی آج ہو رہا ہے جوشِ وصال ہوتا
لبِ یار تک پہنچتا تو سمٹ کے خال ہوتا
کبھی تجھ پر رہتا تو کبھی وصال ہوتا

جو غورِ حُسنِ لہ جان نہ تجھے کمال ہوتا
کبھی در بدر نہ پھر تانا نہ مرا یہ حال ہوتا
یہ نئے نئے گلے ہیں یہ نئی شکایتیں ہیں
مرا وہ دہا اے دل یہ گیا ہے کیا فلک پر
یہ مزا تھا عاشقی کا کہ اٹھاتے زلفِ دونوں

مجھے غم چہرے تو یہ ہر مرا غم نہیں تجھ کو
دوئی در میان نہوتی تو میں تری شکل ہوتا

سو سخن کو تو بلاتا تو وہ سر سے اپنے آتا
ترے دلتک پہونچنا اُسے کیا محال ہوتا

جس نے اُس صاعقہ بطور کا جلوہ دکھایا
کیا کہیں سحر میں محبوب کے کیا کیا دکھایا
اچھی صورت کو چھپاتے ہو بُرا کرتے ہو
میں تو کیا فرط حیا سے کبھی اُس ظالم نے
ہو گئے تھامے سے باہر نہ راتن کا ہوش
کیون خفا ہو گئے لو جانے دو قصیر معاف
دل بہلتا ہی نہیں کو پہ جانان کے سوا
مرض چہر میں اک دم مجھے تسکین نہ ہوتی
تم کہ جاؤ گے اور میں کئی بار تھک دینا

اُس کو موسیٰ کی طرح محو تجلّٰی دیکھا
اسی سخن عشق نے جو ہلو دکھایا دیکھا
لطف کیا جب کہ تھارا نہ سراپا دیکھا
آنند لے کے نہ اپنا رخِ زیبا دیکھا
غصہ دلو ا کے اُنھیں خوب تماشا دیکھا
کیا ہوا ایک سین پہننے بھی دیکھا دیکھا
خوب سننے دل بتیاب کو بہلا دیکھا
معجزہ آپ کا اے رشکِ مسیحا دیکھا
ساتھ غیروں کے صنم برب دریا دیکھا

چہرہ آیا بت بہتر سخن دے نصیب
چہر میں یار نے فقر میں آٹھ لیا دیکھا

دشمنوں کا راز پناہ کھل گیا
آج ہے اُنکا دربان کھل گیا

نہ نہیں جیسے وہ جانان کھل گیا
لال سب اُسے کہا اب ایک کا

بہاڑا وشتین جب دستِ جنون
رو چکے ہم تلخے اب جائے
عاشقوں کو اس سے ہر دل بستگی
آہ تاشد جنون تو دیکھے
زلف سرکائی ہوا چہرہ نمود
سیرِ قاصد کو آتے دیکھ کر

چاک تک اپنا گریبان کھل گیا
اُبر بھی ای جانِ جانان کھل گیا
عقدہ گیسو سے پہچان کھل گیا
خود بخود سیدہ گریبان کھل گیا
اُبر کسکا ماہ تابان کھل گیا
آنکھ کے خط کا ہر کو عنوان کھل گیا

مست کہ جب ہو گیا ہوا سے سخن
نکرتے حالِ سخن دان کھل گیا

طبعِ عالی سے قدیار کا مضمون نکلا
سیکڑوں عاشقِ بانیار تہِ خاک ہوئے
دولِ لگانے کی نہ حاجت رہی کچھ بھی آس
میں جو رویا رخِ رنگین کے تصویر میں تھے
اوجِ کامل سے جو ٹوٹا او تر آیا دل میں

کیا ہی برجستہ مرا صبحِ موزون نکلا
حوصلہ تہو تر اگر دوشِ گردون نکلا
خود بخود شیفقتہ اپنا دلِ نستون نکلا
اشکِ چو آنکھ سے نکلا میری نگاہوں نکلا
موسے کے گیسو سے صنمِ ملازم مضمون نکلا

شاد رہتے ہیں غمِ فزنتِ جانان میں سخن
بادِ سمجھے ہم اُسے دل سے اگر خون نکلا

مدتِ بھوئی اے جانِ نظار انہیں ہوتا
تم کا لیان دیتے ہو وعدہ کو سبِ مفصل

وہ بھی نگاہوں سے اشار نہیں ہوتا
یہ سچ تو ہم کو بھی گوارا نہیں ہوتا

آتا ہو مجھے یا تو گر جاتے ہیں آنسو
 مے ہکو جنون وسعت حرا کی اجازت
 کیونکر وہ مجھے قتل کریں ناز و ادا سے
 روتا ہوں تو ہو جاتا ہے داسن مرادیا
 کیا صاف چمکتا ہے ترے کان کا بندہ
 اب سیر بھی کرنے کی اجازت نہیں ہکو
 برہم ہے طبیعت ذرا سے نہ اولجنا
 آئینہ میں اپنا رخ پر نور وہ دیکھے
 دل سے بھی زیادہ کوئی پیارا نہیں ہوتا
 زندان میں تو اب اپنا گذارا نہیں ہوتا
 مر جانا بھی میرا تو گوارا نہیں ہوتا
 دریا بھی تو وہ جکے کنار نہیں ہوتا
 ایسا تو فلک پر کوئی تارا نہیں ہوتا
 اتنا بھی مری جاؤ گوارا نہیں ہوتا
 شہر میں ہیں ضبط کا یا را نہیں ہوتا
 یہ رشک بھی نہیں ہو تو گوارا نہیں ہوتا



کیا کیجے سخن شکوہ سید اوزمان
 ہنسنے جسے چاہا وہ ہمارا نہیں ہوتا

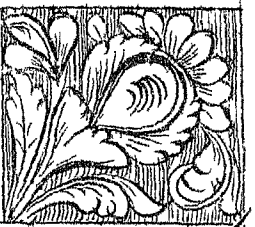


سیکہ آباد ہو اس ساقی گلغام کا
 عشق میں سودا ہو دور بادۂ گلغام کا
 پھر ہی کتا ہے دل صحرائے قیس آباد ہو
 خون دل ہو بادۂ گلگون فراق یار میں
 رنگِ عاشق داغ دل اس سے تو کم اچھا نہیں
 ہو سراسر کفر کا اطلاق تیری زلف پر
 بعدِ مرن کیا ہو لیکن آج تک تو ای فلک
 جسے ساعر بھر دیا مجھ رندِ موشام کا
 طوق ہو گردن میں اپنی عکس خطِ جام کا
 پھر ہو اسودا میں اس شمعِ لیلیٰ فام کا
 گردشِ تقدیر ہو گردش میں آنا جام کا
 صبح کا عالم ہو آسمین آسمین عالمِ شام کا
 وہ نہیں کا فر کہ بندہ جو ہو اسلام کا
 ایشہ نہیں ہو دیکھا مری تکلیف نے آرام کا

گلایوں پر ہم جو کمر ہیں تو وہ دیتے ہیں کب	لطف حاصل ہو انھیں بھی لذت و شنام کا
صبح سے بیٹھے ہوئے ہیں انتظار یار میں	عالم اپنے داغ دل پر ہر چراغ شام کا
پھاڑ ڈالا آئے غصہ سے جہیں نے یہ کہا	تبیخے یہ ہر دو ٹپہ آپ کے ہنس نام کا
اگر فلک رات کے کہتے ہیں تیرے دور میں	نام یہ شاید ہر سیر سی گردش ایام کا
کام وہ کیجیے کہ آخر کو پشیمانی نہ ہو	سوچ لینا خوب ہو آغاز میں انجام کا
عرض کی میں نے اجازت ہو تو خدمت میں ہونا	بولے وہ کیجے علاج اپنے خیال تمام کا
پانی چوکی پر تو رکھو انا بہت دشوار ہر	میں تو کتابھی کہی ہالوں تیرے نام کا

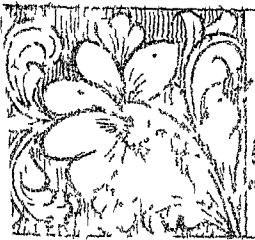


دین و دنیا کفر اور اسلام سب ہو انگ
عشق ہو جب سے سخن کو اس بت نو کام کا



وہ ہوا برہم مگر تیرے بدل کر رہ گیا
ہاتھ سے جب دل گیا میں ہاتھ نہ کر رہ گیا
مجھ کو دیکھا اور فقط زانو بدل کر رہ گیا
دو قدم مجھ بنوں مرے ہمراہ چل کر رہ گیا
موم کے مانند وہ رہ گیا میں گھل کر رہ گیا
اتنی طماعت پر وہ دو انگلی نکل کر رہ گیا

شکوہ اس کا جب کمر بند سے نکل کر رہ گیا
دل کو روکا میں نے جب نصرت ہوا وہ ناہن
غیر بیٹے تھے نہ اٹھا وہ مری عطیسم کو
کیا ہی وحشت غیر ہر صحراے الفت و خون
یہ حرارت ہو کہ بے لاشتر و یا قصا و نے
ناتوان ایسا ہوں جب پرانا گیان زور سے



جیسے باتیں کہیں سخن آئے تو دشمن کو چھکے
شعلہ شک و حسد سے دہلیز چل کر رہ گیا



نمود کا جو تجھے اے صنم خیال آیا	عدم سے دیکھئے ہر اک فل جہاں آیا
عدو کے نام پہ کیوں اتنے رطلال آیا	تھارے ولیں خدا جانے کیسا خیال آیا
جھاسے اچھے اُسے یا ستم کیا مجھ پر	مری وفا کا بھی تسکون نہ کچھ خیال آیا
فراق یار میں لوق گلوں سے دی نسبت	کبھی نکلے جو چین چرخ پر ہلال آیا
وہ زندہ ہوں کہ مرا ذکر کے گلے گل میں	فقیرت ہوے صوفیوں کو حال آیا
وہ سوئے ساتھ وے نیندا لگی میری	عدو کے خواب میں آنے کا جو خیال آیا
تھی ہوتی اسے اویہ سو مری آغوش	فلاسفہ میں خلا کس طرح محال آیا
تھارے سبز رخ پر فدا ہوئیں آنکھیں	پھنسا جو ایسے سپر اگا دین غزال آیا
ترقیان ہوئیں عاشق کی ناسیدی میں	عروج پر جو ترا حسن بے سمال آیا
کوئی ہر شاد کوئی تہلا کوئی ناخوش	مزا ج وہر میں کیسا یہ اختلال آیا
سایا حرف غلط کی طرح زمانے نے	تظہر کہین جو کوئی صاحب کمال آیا
وہ تیغ کھینچ کے آ بیٹھے میرے سینہ پر	ہزار شکر کہ اب وقت انفصال آیا



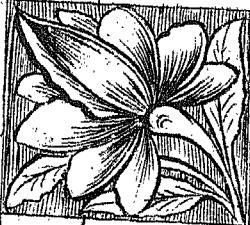
سخن تلف ہوئی کیا مفت اپنی عمر پر
نہ کچھ سہم میں آیا نہ کچھ کمال آیا



ہی خداوند دعا المرح خوان مصطفیٰ
ہی جب کعبہ کو کنت آستان مصطفیٰ
عرش سے برتر نہو کیوں آستان مصطفیٰ

کیا بشر سے ہو بیان عروشان مصطفیٰ
بے حرم ہوتا نہیں لوگوں کا شرب تک گذر
فخر اس کو ایک دن حاصل ہوا اس کو مدام

وہ بھی ہر محبوب جو محبوب کا محبوب ہو	کیون نہ محبوبِ بختِ مہون دوستانِ مصطفیٰ
ہو دماغِ جانِ تو اب بھی ہر جگہ موجود ہو	وہ شمیمِ گیسوے عنبرِ فشانِ مصطفیٰ
حبذا الطاف ورحمت اور خوشا است کہ تھا	ذکر اسکا بربابِ مجسمِ بیانِ مصطفیٰ
محلِ دل سے صدا حق نے انالیلی کی دی	ہو گیا مجنونِ بنا جو ساربانِ مصطفیٰ
ہر کوئی پابندِ دنیا بتلاے دین کوئی	قید سے آزاد ہیں دل بستگانِ مصطفیٰ
چاہتے ہیں جب کو بکواتے ہیں اپنی بزمِ مین	اور خوشا بختِ رساے مہمانِ مصطفیٰ
کون کہتا ہو کہ انکو خُسل کی ہر آرزو	طالبِ جنت نہیں ہیں طالبانِ مصطفیٰ
بھارت میں جائے جہنم خاک میں دوزخ لے	خوف کیا ہم کو کہ ہیں اندر امانِ مصطفیٰ



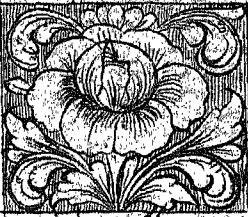
اور در کھ ہر دم سخن تو یا شفیعِ البینین
یہ ولیفہ ہر براے عاصیانِ مصطفیٰ



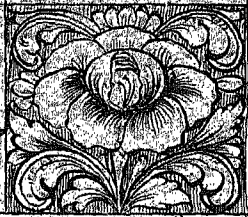
ای چارہ گر علاجِ ہمارا نہ ہو سکا	بجھے بھی دوزِ لہف کا سودا نہ ہو سکا
ایفاے عہد کا نہ خیال آپ کو ہوا	پاسِ وفاے عاشقِ شیدا نہ ہو سکا
کیا حضرتِ مسیح کی معجزِ نمایان	بیچارِ عشقِ ایک بھی اچھا نہ ہو سکا
دے آئے کوئی اسکو خبرِ میرِ حال کی	اور ہمد کو کسی سے بھی اتنا نہ ہو سکا
گو خود دگدگ اسی کا سہی یارِ قیب کا	ہے تو اسکے سامنے شکوہ نہ ہو سکا
دیکھتے ہوئے ہیں انکی نگاہیں تو شک سے	نظارہ سوئے زگس شہلا نہ ہو سکا
لینے دیا نہ پاؤں کا بوسہ بھی آپ نے	یہ اقتضاے ہمت والا نہ ہو سکا

سامان عیش آج میت انہو کا

مجلس ہین آؤ سوز ہو صبا خطا معاف



بے چین کر دے خاطر دلدارا ہر سخن
آہ رسا سے آپ کی اتنا نہو کا



بلکہ تو دل کی جان ہو گویا
بچھہ وہ ہمدیاں ہو گویا
بند اسکی زبان ہو گویا
فوج غم کا نشان ہو گویا
زاہد دن کی دکان ہو گویا
گھر مرا لا مکان ہو گویا
یہ مرا امتحان ہو گویا
وہ زمین آسمان ہو گویا
یہ تو سہی زبان ہو گویا

دل تو تیرا مکان ہو گویا
وہ خفا ہو تو دوستو سمجھو
سامنے میرے غیر کیا بولے
آدہ عاشق جو لب پہ آتی ہو
مجلس وعظ کیا سمجھتے ہو
بے نشان ہو کے دور پہنچا ہین
کہتے ہین دوستی بُری شکر ہو
جس زمین پر ہر تیرا نقش قدم
شعر کہنا مجھے ہو کیا مشکل



جو کسی کا نہو سخن دشمن
دوست اسکا جہان ہو گویا



نہ کار و تیا کے ہون میں قابل نہ کام ہوتا ہر مجھے دین کا
تسار سی الفت میں اسے پری رو رہا نہ میں مبتلا کہین کا
تم اپنے گھر سے نہیں نکلتے یہاں محبت سے کی ہو توبہ

تجھیں اگر ہر خیال عصمت میں بھی ہر پاس اپنے دین کا
 کوئی ہر پہلے سے پابجھلان کسی کو پھنسنے کی آرزو ہو
 ترقیوں پر ہر اب تو سودا تھارے کیسے غبرین کا
 تمہارا عاشق کر گیا نالے تو جان ہو جائیگی قیامت
 نشان رہیگا نہ آسمان کا پتالے کا نہ پھر زمین کا
 بوقت آخر لگے جو ملنے ہمارے منہ سے دہن کو اپنے
 تو اشک چشم صنم جو پیکے مزا ملا مجھ کو انگبین کا
 حرم میں اور تب کہے میں ہر جانظر مجھے آیا تیرا جلو
 پھر اوہان سے نہ تیرا عاشق جان گیا ہو رہا وہین کا
 یہ کیا ہوا اے گلزارِ عنک کھڑے کھڑے آئے اور چلے تم
 ہوئی نہ توفیق تک کو اتنی کہ حال پوچھو دل حزن کا
 کشش تو دیکھو یہ میرے دل کی مجھے جی تکلیف دی نہ آنے
 منا کے لے آیا انکو گھر میں اٹھایا احسان نہ ہنشین کا
 کلام میرے میں معترض کو جگہ ملی کچھ نہ گفتگو کی
 زبان لکنت سے لڑ کھڑائی ہوا جو دم بند نکتہ چین کا

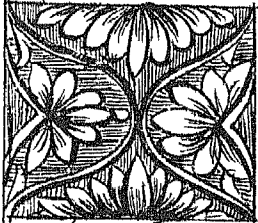


سخن ابھی کیا ہوا ہو دیکھو ابھی تو الفت کی تہہ ہو
 بست رسوا کر گیا تھو یہ عشق خوابان نازنین کا

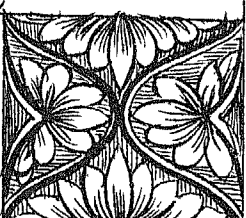


اس بکھرے میں آنہی مجھے ڈالا کیسا
 بند کوزے میں کیا میں نے یہ دریا کیسا
 تو نے جس جاہ کو پہنایا ہوا زیبا کیسا
 لوگ سمجھاتے ہیں آکر مجھے کیسا کیسا
 ہوا سر سبز مرا باغ تمت کیسا
 پڑ گیا مصرعہ شمشاد میں کتا کیسا
 دل کے لینے میں مری جان تقاضا کیسا
 ایک دن ہو گیا یہ روز کا جب گڑا کیسا
 گھر یہ تو نے کیا او وسعت صحر اکبر
 چاندنی رات کا مجھ کو ہوا دھوکھا کیسا

ماں اُس بت پہ ہوا ہی دل شیدا کیسا
 ہر تصور ترا ادب لطافت دین
 جلوہ فرما ہی تو ہر رنگ میں اسی جاں نمان
 مجھ کو دیوانہ بنایا ہی تری الفت میں
 ابر حمت نے توجہ جو ذرا کی مجھ پر
 دیکھ کر اُس قدموزون کو تیرے کیوں ہی
 بوسہ دینے میں اگر تھک کر دے تو پھر
 خواہش وصل جو کی میں نے توارشاد ہوا
 اور جا تجھ کو نہ ملتی تھی مرے دل کے سوا
 جلوہ کا کل مشکین سے ترے رخ پہ قمر



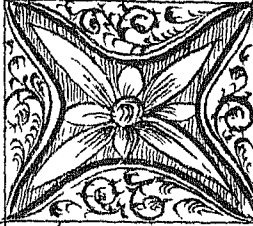
جس کو دنیا میں ہر کچھ کر مال اندیشی
 اس سخن اس کو پھر اندیشہ فردا کیسا



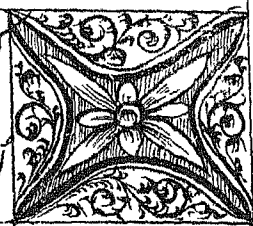
عاشق لب کو ترے لعل میں سے کام کیا
 بلغم میں گوہر مگر اس کو چمن سے کام کیا
 تیرے دیوانوں کو زلف پر شکسے سے کام کیا
 بلبل بے خانمان کو اب چمن سے کام کیا
 عشق میں تقلید شیخ و برہمن سے کام کیا

ست بوزلف کو مشک ختن سے کام کیا
 اسی گلو عاشق برنگ سبزہ بیگانہ ہی
 کچھ نہ کچھ دیشگی کو ہو رس ہی کیوں نہو
 جلیا رنگ خزان رخصت ہوئی فصل بہار
 کوئی ہونو خان جو اپنا ہوا اسی کے ہو رہو

مخفلوں میں جانیے آنا یہاں ہو کیا ضرور	آپ کو گور شہیدِ خستہ تن سے کام کیا
چادرِ مہتاب ہو اور خنجرِ کان بلوس ہو	پھر بھلا تیرے شہیدوں کو کفن سے کام کیا
وہ بھی ہو میری طرح شیداے سرتاپاے یار	ورنہ پروانہ کو محفل میں لگن سے کام کیا
ہو پسینا باعثِ تسکینِ قلبِ شہ نہ کام	وہ نہ تو آپ کے چاہِ ذوق سے کام کیا
دیکھ لے اکبار بھی گرتو نگاہِ لطف سے	عاشقوں کو تیرے پھر سرج و مرج سے کام کیا
کھلے جو ہر مرتبہ جھوٹی مرے سر کی قسم	مجھ کو پھر ایسے بت پیمان شکن سے کام کیا



کرتے ہو تعریف کیوں دی جان سخن کے شعر کی
اس سے کیا مطلب تمھیں اس کے سخن سے کام کیا



عاشق ہوا ہوں میں تو اس یارِ خوب رو کا	کہتے ہیں لوگ جسکو شعلہ ہو یا بھجھو کا
جس بات کی تو پہلے تنے ہنسی سے تھو کا	سیکھا صنم یہ کس سے اندازِ گفت گو کا
پیغامِ چلِ شکرِ لوگوں سے وہ عہد کا	بولا ارے میں اُس کے منہ کو لگاؤں لو کا
وامن جو بھٹ گیا ہوا صح ہم اسکو سی لین	چاکِ دل و جگر میں موقع کمانِ رفو کا
بے طورِ عینس گیا ہی مجمع میں میکشون کے	اللہ آج حافظِ واعظ کی آبرو کا
لاغر ہوئے ہیں ایسا سوزِ درون سے اپنے	فرغل بنا ہمارے پہلے جو تھا شلو کا
تشییمِ جگر میرے کچھ بوسے گلو سے	یہ حال ہو گیا ہے بے یار آجو کا
اب ضعف سے جھکیں ہیں نڈان میں سدا ہم	زنجیرِ تھی جو پہلے وہ طوقِ ہو گلو کا
جوگی جیسا بن گیا بیٹا ہو آسنی پر	عاشق نہیں تو پوچھو سیدہ کی کس گرد کا

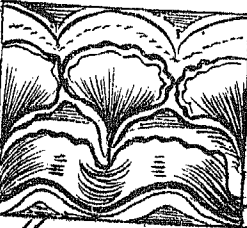
کھوئے گئے ہم ایسے ملتا نہیں ٹھکانا نشر دیے جنوں میں فصا و نے ہزاروں منہدی کا تم بہانا اگر آج بھی کرو گے بن بن کے پاس آئی دنیا ہمارے لیکن اکسیر سے زیادہ ہر قدر و منزلت میں کشتہ اگر ہو خالص عاشق کی آرزو کا	جب سے ہوا ہر سودا اس بُت کی جستجو کا دیکھا تو میرے تن میں قطرہ نہ تھا لہو کا آنکھوں سے میری دریا بہ جائیگا لہو کا اس بیوہ کی جانب سے کبھی نہ تھوکا کشتہ اگر ہو خالص عاشق کی آرزو کا
--	---

ناصح سے بحث کر کے کیوں کیجے منہ خالی
کیا ہر سخن تجھ سے بے صبر نہ گفتگو کا

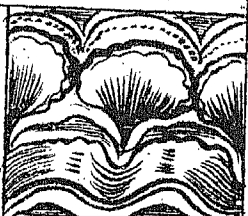
آج بے چین نہیں ہو دلِ نالان میرا پھر چلا دیکھ کے مردہ مجھے جانان میرا واغ سودا سے ہو گلشنِ تنِ عریان میرا ہو تجھے خوف و رجا عشق ہو ایمان میرا حال کیا پوچھا ہو لبسِ نالان میرا زارِ ایسا ہوں کہ قاتل کو بھی رحم ہی گیا پاس سوائی سے تیری جو میں خاموش رہا میں دکھا دیتا تھا شاہِ کابل تجھ کو وصل میں آسکے جو میلے کبھی تو رہو گے چُپ اگر بیٹھے تو صبا و پہر اکستا ہر	کیوں مگر ہر مزاج شبیبِ حیران میرا تاکے کس یاس سے جاتا ہو پشیمان میرا ایک گلو دیکھ لو اگر چمنستان میرا زاہد اخلاص ترا کو پہ جانان میرا آج گلشنِ میں نہیں وہ گلِ خندان میرا حال پر میرے ہوا زخم بھی گریان میرا مار ہی ڈالے گا مجھ کو غمِ نہپان میرا میرے پہلو میں جو ہوتا مہتابان میرا ہو گا پھر حال ہی ای شبِ حیران میرا آج خاموش ہو کر کیوں مرغِ خوش جان میرا
---	--

ایک دن رنگ دکھائیگا مرا جوشِ جنون
وے قسمت نہ لگی اپنی ٹھکانے مٹی
اسی ہما کچھ تو کر مے عاشقِ ناشاد پہ کر
منزلت دیکھ کہ نسبت ہی گریبانِ سحر
بولادہ زخم پہ میرے نمک افشان ہو کر
جوشِ شک سے حیران ہوں تری وقت میں
ہڈیاں کیا کہ اگر جان بھی دے دو نکا اے
شعلہٴ محسن کی تیرے وہ ضیاء رکھتا ہی
بالِ کمولے ہوئے کوٹھے پہ کھڑے ہیں وہ ضرور
پاس جو کچھ تھا ہوا نذر ترے دشتِ جنون
بات کچھ بھی نہ تھی تقدیر سے میری لیکن
کون ہر وقت کی الجھن میں پڑے دستِ جنون
وہیکہ لیتا سببِ بخششِ عالم ہو گا
حسن پر اپنے نہوا دبت کافر مغرور

ہاتھ میں ہو گا ترے یا کر یبانِ میرا
قتل کر کے مجھے قاتل ہو پشیمانِ میرا
یونہی چھ جائے نہ آ کر سگِ جانانِ میرا
چاک ہوتا ہی جنون میں جو گریبانِ میرا
ہاے خالی ہوا جاتا ہو سکداں میرا
کیا ڈبوئیگا مجھے دیدہ گریبانِ میرا
پھر بھی چھوڑیگا نہ چھپا سگ جانانِ میرا
داغِ برول ہی چراغِ تیرا دامنِ میرا
دل سرشام سے ہی آج پریشانِ میرا
ہستین میری گریبانِ مراد امانِ میرا
آج پھر مجھے خفا ہو گیا جانانِ میرا
ایسے جامہ سے ہی بہتر تنِ عریانِ میرا
جب گھلا حشر کے دن نامہٴ عصیانِ میرا
کانپ جاتا ہی تری باتوں سے ایمانِ میرا



دہلی مولد ہی مرا لکھنؤ سکھن ہی سخن



رتبہ کیا جانیگے پورب کے سخن دانِ میرا

یہی تو ہی ہیں ہر دم خیال کیا ہو گا
خبر نہیں کہ پس مرگ سال کیا ہو گا

قسم نہ کھاؤ تھیں خوب ہم سمجھتے ہیں
 ابھی سے قندہ دوران ہر سچ دینیہ میں
 چرا کے لے گئے وہ آج دل مرایا رو
 سمجھ چکے کہ غفور الرحیم ہر معبود
 گھیلکا اور تپ غم سے ناسے روز بروز
 چلے ہو صبح شب وصل تم تو گھر اپنے
 خفا نہ میں نہ کسی بات کا ملال مجھے
 دور رہا ہر قیامت سے کیون میں دعا
 پھر اہی کرتے ہیں وہ کوئے غیر میں اکثر
 عروپ جور کرین وہ دکھا دکھا کے تجھے
 اسید وصل سے تسکین ہر کبھی دل کو
 کھلیک گاشتر کو جب نامہ غسل میرا
 کہا جو میں نے کہ جاتے ہو زہم غیر میں تم
 کبھی بلاتے ہو غیر دن کو اپنی محفل میں
 جواب نامہ دشمن بھی اگر کے بھیجتے ہو
 ہمیشہ کرتے ہو ذکر و فاعد و
 بس ان وجوہ کو بخش کے خوب غور کرو

تمھارے دلیں بہا را خیال کیا ہوگا
 بڑھیکا اور تو وہ نونساں کیا ہوگا
 تھیں تو انکی طرف اتھاں کیا ہوگا
 گناہ کر کے تھیں انفعال کیا ہوگا
 ترا مر لیں محبت بجاں کیا ہوگا
 کہو خدا اس کے یہ میرا حال کیا ہوگا
 خدا کے واسطے تھے ملاں کیا ہوگا
 رحیم بھی ہر مراد و البساں کیا ہوگا
 جو آئینکے مرے گھر میں کساں کیا ہوگا
 اب اس سے اور زیادہ ملاں کیا ہوگا
 کبھی ہر پاس کہ اُنسے وصال کیا ہوگا
 خدا ہی جانے کہ اسوقت حال کیا ہوگا
 سمجھتے ہو ہمیں اسکا ملال کیا ہوگا
 یہ جانتے ہو کسی کو خیال کیا ہوگا
 نہیں فکر کہ عاشق کا حال کیا ہوگا
 نہیں خیال کہ اسکا آل کیا ہوگا
 اب اور باعث رنج و ملال کیا ہوگا

دیا جواب یہ سن سکے اس پر پوش نے
ہوا کرے جو تھیں ہو ملال کیا ہوگا

بڑا کہو نہ کسی کو سخن خدا سے ڈرو
خبر نہیں کہ تنہا رمال کیا ہوگا

سخن وہ کر بھی چکے ہوں نہ جان کب کا
یہ کیا ہوا کہ جو تنہا لیا مجھ کو
فراسی بات پہ پاس اپنے بیٹھنے نہ دیا
رہے ہو تم مرے گھر آئے مہربان کس دن
شبِ فراق میں جو چپ گز گئی ہم پر
خدا کے فضل سے غالب ہیں یو نفس ہم
سوال وصل پہ کھائیں ہیں گالیان اکثر
ستم ہوا کہ ہوا ہیکو ہجر یا نصیب
لیے ہیں کس نے زبردستی آپ کے بوسے
فراغ پا چکے ہم دے کے امتحان کب کا
میں مرچکا تھا شبِ ہجر میری جان کب کا
بھرا ہوا تھا غضب میں وہ بدگمان کب کا
یہ ذکر کرتے ہو تم مجھے میری جان کب کا
وہ حال کر بھی چکے اُن سے ہم بیان کب کا
پچھڑا رکھا ہو ہنسنے پہ پلوان کب کا
ذلیل کر چکی مجھ کو مری زبان کب کا
عوض یہ تو نے لیا ہے آسمان کب کا
گلمہ یہ کس کا ہو کس دن کا مہربان کب کا

بجائ چکا گیا آنکھوں کا ایک عالم میں
بھرا ہوا تھا سخنِ دلین یہ دعو ان کب کا

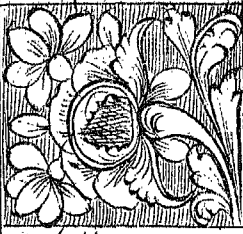
ہو بے حجابِ خمیر سے ان روزوں کا کیا
دل صاف رکھو ذکرِ کورت ہو یا کیا
دیو اب ہو گیا مرے دل کا غبار کیا
میں خاک پا تھا راہوں مجھے غبار کیا
بیخود ہیں یہ توں سے نہ ترک نہیں ہیں
کتے ہیں یا کس کو جو خوشگوار کیا

تیر بر سرین کیر سرین بنور آب	کیچیکا میرے طائر واکر شکار کیا
کیون ہتمام مزم کروں گھر میں غیر کے	اس جبر کا کہو تو میں اختیار کیا
کیون بن تبون کے عشق میں تپا ہوں بڑ	مجھ کو یہ ہو گیا مرے پروردگار کیا
غافل ہر ایک شرمین اسی کا طور ہو	ہم کیا میں عشق کتنے میں کسکو نکار کیا
مغور ہو نہ ہستی ناپا ندر پہ	دودن کی زندگی کا بھلا اعتبار کیا
دور از خیال دہم میں بنین فراق میں	کیا جانے کہ رہاؤں دل بے قرار کیا
تم جانتے ہو خوب کہ پہلو میں انہیں	پھر ماتھ رکھ کے دیکھتے ہو بار بار کیا

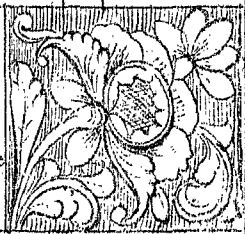
اب رات کم ہو سوچی رہو اس سخن کہیں
 اس بے وفا کا کرتے ہو تم انتہا کیا

ہمدوم سلسلہ ہو ہر اک رسم و راہ کا	گر و رد دل ہو اسم مکر م آلہ کا
دل کو اگر ہو سرور عالم کا آسرا	وہ دل نام مطلع ہو صد مہر و ماہ کا
لکھو در و دہل ہو ہر کام ہر مراد	کوہ ہوم و ہر کام عالم ہو گاہ کا
طول اہل کو حاصل صد مدعا کو	در و عالم کو لعلہ کو مہر و ماہ کا
معمور ہو احاطہ دور سما دلا	و کھلاؤ اسکو دلولہ اس دود آہ کا
آلودہ ہواؤ ہوس وہ ہوا کہ ہم	طامع ہوا سرور کا اور واہ واہ کا
ہو رکھ رکھاؤ علم و عمل کا ہرک شمع	کس کام کا وہ علم کہ ہو گرد و راہ کا
ہر دم ہو آسرا دل محروم و صل کو	وعدہ ہو کر مکالمہ گاہ گاہ کا

محروم علم مدح کا طامع راستہ کا مل کو دو کر وصلہ واہ واہ کا



دلدار کو دکھاؤ اگر دل کا گل کلام
عالم دگر ہو سلسلہ مہر ماہ کا



زنجی جو کوئی ہو ترستی نہ نگاہ کا
مین ہوں فریب خوردہ کسی کی نگاہ کا
چھایا ہوا دھوان ہر مرے دل کی آہ کا
لیکا بُرا پڑا ہر مرے دل کو چاہ کا
مجھ کو ہوا گمان تری زلف سیاہ کا
یا سر چڑھا ہر خون کسی بے گناہ کا
غل تھا کبھی جہان میں ہاری بھی آہ کا
خوشید سے مقابلہ ہو آج ماہ کا
پرساں نہیں ہر کوئی بھی حال تباہ کا
وشوار اب توبہ پہ بھی آنا ہو آہ کا
کیونکہ مقابلہ ہو گستاخان اور ماہ کا
شوق تھا ہر چہرے میں اس رشک ماہ کا
خون ہو نہایت صفت کسی بے گناہ کا
چہر کیا شہکارا میرے غم و درد واہ کا

بے محنت معاملہ ہی اس دل کی چاہ کا
باغشت نہ پوچھیے مرے حال تباہ کا
بھونڈا نیلگون فلک کج نہاؤ کو
رسوا کر لیا آہ یہ مجھ کو کہاں کہاں
یہ مجھ ہوں کہ دیکھ کے سنبل کو باغ میں
ہو بان سرنج ڈالا ہر چوٹی میں آپ نے
مشکل ہو ابتر سانس بھی لینی فراق میں
جام شراب تھیں اس مہربین کے ہر
دست سے تیرے عشق میں پھرتا ہوں دریا
جاتے تھے پہلے نالہ دل آسمان پر
کیا دیکھوں اسکو با دل صچکا دھل میں
انگور باندھ لائے میں پھر نہ تم تن مرے
مشق جفا و جور نہ کیجئے علی العموم
تم اور میرے حال سے ہو جاؤ بے خبر

آنکس ز عشق اور مرا صبر دیکھے	آیا کبھی نہ لب پہ مرے نام آہ کا
ملک عدم ہی خیر سے جانا محال ہو	منزل کٹھی ہو اور ہو گھٹکا بھی راہ کا
مانگا جو بوسہ کہ اُسے ماہ کو کس	لے آؤ بوسہ جا کے فلک پر سے ماہ کا

یہاں ختم کر کے نوکستہ مکر و مان
دیگا جواب کیا سخن دا دخواہ کا

پر تو پذیر تجھے ہو خسار ماہ کا	فرہ ہو آفتاب تری گرد راہ کا
تنے تو بزم میں کیا صبر فرنگاہ کا	یاں خاتمہ ہوا دل غفران پناہ کا
دیکھا نہ مثل تیر لگی تجھ کو او فلک	ہو نہ تھا نہ لبت تجھے میری آہ کا
دل میرا دست بردالم سے بچا لیا	احسان مجھ پہ ہو یہ تمھاری نگاہ کا
جوش شباب ہو سم گل یا ربے حجاب	پھر وقت اور کون ہو گا گناہ کا
یہ رشک کیا ہو کم کہ مرا دیکھ کر ملک	دھوکا ہوا وعدہ کو تری خواہ گاہ کا
لباس کا کیون نہ منتخب روزگار ہو	بنتا ہو جب پخل مکر و د آہ کا
بھلے وہ کیا کہ کچھ ہی توجہ نہیں تھیں	ارمان بھی منتظر ہو تمھاری نگاہ کا
زاہد یقین رحمت حق اور یہ تھا	یاں لطف تھا بجائے عبادت گناہ کا
گر چارہ ساز میسی مریم ہوئے تو کیا	مارا ہوا ہون میں تو تمھاری نگاہ کا
انداز پھر تمھارے تغافل کے ہیں ہی	تم دیکھ بھی چکے ہو اشرمیری آہ کا
کیا مدعی عشق ہوں لہری طرف	سازش میں آنا صاف ہو ثابت گناہ کا

دامن اٹھا کے چلتے ہوتا کیونکہ بھی	پہونچے نہ ماترہ اپنے کسی واد خواہ کا
ہو دوستی سے تو اسکی طرف نہ دیکھ	چڑھ جائے اسکو زہر نہ تیری نگاہ کا
وہ کہ عدوین مجھ سے اور اس بائیں کے ساتھ	جھکنا یہ کیوں ہو آپ کی طرف نگاہ کا
ہو کاش میرے سوز کو دشمن کا دیکھنا	انداز تو بڑا ہو تمہاری نگاہ کا
اسد رس سوز گرمی گفت کہ بعد مرگ	تنکا نہیں ہو قبر پر میری گیارہ کا

کشتہ ہوں ایک ہوشی کا اور سخن
خسار برین ہو نام مری قتل گاہ کا

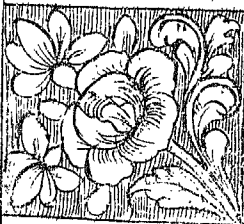
ہو اوہ جو مری قسمت میں آہ ہونا تھا	تمہارے عشق میں مجھ کو تباہ ہونا تھا
ہم آئے تھے ترے کوچہ میں اسلئے کہ ہمیں	اسیر حلقہ زلف سیاہ ہونا تھا
بتوں کو دل تو دیا میں نے اب میں بچن نام	مرے غفور یہ مجھے گناہ ہونا تھا
کیسے میں ظلم و ستم تو نے عاشقوں پہ بہت	فلک تجھے ہدف تیرا آہ ہونا تھا
تسے فراق میں مرجاتے کیونکہ او ظالم	کہ آج ذبح ہمیں بے گناہ ہونا تھا
ہمارے دیدہ خوباں بھی قیامت میں	انھیں کو عشق میں سے گواہ ہونا تھا
پھرے نہ نامہ برایتک کہ انکی قسمت میں	کہو ترون کی طرح سے تباہ ہونا تھا
پہونچے دینگی یہ دیر و حرم نہ مقصد تک	انھیں کو میرے لیے سنگ اہ ہونا تھا
جہان میں میرے لیے تھی حد کی کیا حاجت	جو تجھ کو اسے فلک کینہ خواہ ہونا تھا
بجرم عشق دل و دیدہ ہو گئے نعمت از	عدو کسی کو کسی کو گواہ ہونا تھا

خیالِ حسن سے لیلیٰ کے کیا غرض تھی مگر	ہماری فردِ عمل کو سیاہ ہونا تھا
تھکے عربِ مدین ہم کیونکہ جلد مرتے	ہمیں تو قیاس سے بڑھ کر تباہ ہونا تھا
اسی سے اشکِ بہنِ آلودہ انکے کاجل سے	کہ لوحِ قبر کو میری سیاہ ہونا تھا
ملا نہ خضر کو کچھ اپنی زندگی کا مزا	کسی کا زخمی تیغِ نگاہ ہونا تھا
جہان سے ہو گیا کیا سترِ سامری مفقود	تجھی کو دہر میں جاؤنگاہ ہونا تھا
جگہ نہ ملتی تھی کیا تجھ کو اور اسکے سوا	ہمارا دل ہی ترابِ جلوہ گاہ ہونا تھا

غبارِ خاطر دلدارِ ہر سخن مانع	اسی کو میرے لیے تدارا ہونا تھا
-------------------------------	--------------------------------

اتنے دنوں تک رہ کے جہان میں کارنمایان کچھ نہ کیا
 ہاے ری غفلت ہنسنے تو مرنے کا بھی کچھ سامان نہ کیا
 روک لیا اک ہاتھ لگا کر خبرِ بران کچھ نہ کیا
 چھوڑ دیا بسل جو مجھے اے قاتلِ دوران کچھ نہ کیا
 کچھ بھی مددِ دشت میں مری اوی تیغِ نگاہ یار نہ کی
 تو نے بھی ہو کر چاکِ جگر سے دستِ و گریبان کچھ نہ کیا
 تھی یہ غرضِ برسات سمجھ کر گھر میں رہ مے رہ جاتا
 تو نے ڈبویا عالم کو اسے دیدہ گریبان کچھ نہ کیا
 سر کو نہ چھوڑا اور پر تیرے غل نہ کیا کچھ بھی نہ ہنسنے

کرتے لیا وحشت میں جب تک چاک گریبان کچھ نہ کیا
 خون نہ دیا کچھ زخم جگر نے تیرے تگر خشک رہا
 ہاے مرے دل نے بھی پاس خاطر مہمان کچھ نہ کیا
 روک سکے تم بھی نہ بخون میں وحشت نور دی سے میرے
 پار نکلا تلوون سے بھی خیا مرغیلان کچھ نہ کیا
 خاک ہو اوہ آتش غم سے ہاے غریق حیرت ہو
 تو نے بھی اے اشک تجیر بادل سوزان کچھ نہ کیا
 ظلم کیے ہیں سیکڑوں تو نے جان سے میں بھی عاجز ہوں
 بھسکونہ مارا صبح تک تو اے شب ہجران کچھ نہ کیا
 ہم بھی مر لطف الفت تھے لازم تھی سیاحتی تکر
 وزن کیا دان جا کے عدو کو آ کے گریبان کچھ نہ کیا



خوب سخن کرتا ہوں ہر رستہ عزاجی سنی
 اسکو جو سوائی نہ بنایا لطف پشان کچھ نہ کیا



خشر میں ہوگا عجب لطف سے محشر اپنا
 ہاے کجنت دل اپنا ہو نہ دلبر اپنا
 دل بھی پہلو میں ہو دشمن کے برابر اپنا
 ہو تصور اس میں مری جان سراسر اپنا

آنکھ دکھلا چکا غصے کی جو دلبر اپنا
 دیکھے عشق میں انجام ہو کیونکر اپنا
 فاش سب راز محبت کیا آخر میرا
 جو رہے گے تجھے پہنچنا یا ظالم

اُسکے ملنے کی کوئی راہ نکل ہی آتی	یون ہی رہتی تھی ہمیشہ تری چتون ہے
اُس نے لیکے ذرا دیکھ تو تیرا پنا	اُسکی فرقت میں عجب کاش جان رہتی ہو
جی نہیں لگتا کسی بات میں دم بھر اپنا	سخت جان عاشق جاننا رنکھے ہونگے
دیکھ کر دن پہ مری پھر کے خنجر اپنا	رشک ناکامی و ہجران کے نہ صدے بہتے
اپنے قابو میں جو ہوتا دل مضطر اپنا	غیر کو حوصلہ رشک و رقابت نہ ہے
ہو ہی فکر کہ ہو جاے وہ کینو بھر اپنا	رنجی تیغ ادا ہو کے نہ جیتے اب تک
یون تڑپتے کبھی ہوتا جو بست کر اپنا	بسکہ منظور ہو شہرت تری عیاری کی
ذکر ہم آپ کیا کرتے ہیں اکثر اپنا	

اُسکے ناک کو سخن پہنے جگہ دی دین
کام آہی گیا آخر دل مضطر اپنا

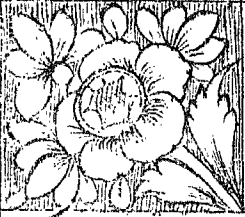
کبھی تو دل مرا بھی شاہ کرنا	اگر بھولے ہو دن کو یا د کرنا
رمانی دوا سیران بلا کو	ہین لیکن نہ تم آزاد کرنا
نہ آیتگا کبھی وہ برس ہر	جست ہو نالہ و فریا د کرنا
کیا عاجز بہت و خست نے محکو	جنون میری ذرا ادا د کرنا
چلو میرے ہی اوپر خیر گزری	کسی پر یون نہ پھر سید ا کرنا
ولا تے رہنا اپنی یاد ہر کو	نہ ہوں جب ہم تو ہر کو یا د کرنا

مرے پر بھی سخن کو تاقیا ست

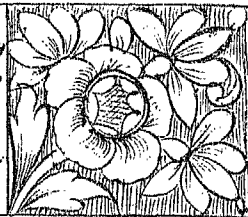
انہ جویگا ترا بیدار کرنا

<p> بیل کو چکیوں میں جو تو نے اڑا دیا یہ تو بتاؤ تھے عوض اُسکے کیا دیا خالق نے میرے درد مجھے لا دیا دنیا میں تیرے ظلم کا سکہ بٹھا دیا مرنے کے اُسے منہ مرے منہ سے ہلا دیا مرنے کے وقت موت نے مج کو مزا دیا قاصد کو اُسکے گھر کا نہ ہرگز پتا دیا کھاتے ہیں آج تک اُسی سرکار کا دیا اس نعم کی داستان نے تو ہکوڑا دیا آنکھوں نے پتلیوں کا تماشا دکھا دیا اس شوخ کی قسم نے ہمیں تو مزا دیا کنایہ اُنکا ہے ہمیں کیوں جگا دیا اُسے جو بزمِ غیر سے مجھ کو اٹھا دیا نالہ کیا تو عرشِ معلے ہلا دیا روئے ہم اس قدر کہ اُنھیں بھی رلا دیا اک نشتِ خم کے واسطے مسجد کو ڈھلا دیا </p>	<p> ظالم یہ باکین تجھے کس نے سکھا دیا میں نے تو تم کو اپنا دل بتلا دیا منت کشی سے غیر کی محب کو بچا دیا بیہوش کے جو تجھ کو ستا کر بنا دیا اظہارِ توبہ نے مجھے کیا ہی مزا دیا شربتِ خواہنے ماتھے سے اُسے پلا دیا پوچھا کیا ہزار گھر سے رشک سے نعم اس قدر دیا کہ عینِ عشق نے کہ ہم کہتے ہیں غیر سنگے ہمارے بیان کو گھبرا دیا دل جو دہلے ہیں اُنکے چاہے سو گند کیا ہی دوسرا فدا پہ کھائی ہو چونکا نا اپنا یاد ہو اُنکو شب وصال کچھ تو خیال پار کو سدا بھی آگیا اے چرخِ الجھنہ مجھے خبردار دیکھنا بھرا دیا دل تو ضبط سے کچھ بھی نہو سکا زہر سے مخ کشوں کی نہی چھپے کیجیے </p>
---	--

<p>کچھ بات تو نہ تھی جسے تمنے بڑھا دیا میرے سر اور آنکھوں پہ اندہ کا دیا میری وفانے خاک میں مجھ کو ملا دیا مرقد کو میرے دورے اُسے نسبت دیا حسرت کو میرے ساتھ جو زندہ دیا دیا تیرا خیال غیر کے دل سے اٹھا دیا</p>	<p>فلاح سوال وصل پہ بیزار ہو گئے سو وازلف داغ جنون اشکِ تن سے ہو تیری خطا ہو اس میں نہ کچھ غیر کا قصو جب کوئی آسمان سے نازل بلا ہوئی یاروں نے بعد مرگ یہ کیسا کیا سلوک میں کے خوش ہوں آہیں کہ اب تیرا ظلم نے</p>
--	--



میں اور ست یہ توئی بات ہر سخن
ساتی نے کچھ شراب میں بیشک ملا دیا



<p>تم سا بھی کوئی جان کا نوا مان نہیں دیکھا تنے گرا کر کبھی اے جان نہیں دیکھا عاشق کو کبھی بے سرو سامان نہیں دیکھا ایسا کوئی پر حسرت و ارمان نہیں دیکھا دیوانوں نے تیرے کبھی زندان نہیں دیکھا ایسا تو کوئی دشمن ایسا نہیں دیکھا اُلفت کا مرض قابلِ درمان نہیں دیکھا دل ہی میں رہا ہے یہ ارمان نہیں دیکھا معتوق کو شرمندہ احسان نہیں دیکھا</p>	<p>بے جرم و خطا قاتل دوران نہیں دیکھا بیمارِ محبت کی عیادت کو سب آئے سدا چاک بدل آہ بہ لب اشکِ بدامان کس ناز سے کہتے ہیں شبِ وصل وہ مجھے جب فصل بہار آئی گئے جانبِ صحرا اُس کا فریب کیش سے اندہ چائے عیسیٰ سے بھی کیا ہوگا علاجِ تپِ فوٹ تا مرگ رہی حسرتِ دیدارِ ستار منونِ عہد کیوں ہو عداوت سے مری تم</p>
---	---

اتنی تو مرے قتل کے بعد اُسے وفا کی
پھر اُس کو کسی نے کبھی خندان نہیں دیکھا

بے فکر غزل آج تو جاتے ہیں سنانے
تسا بھی سخن بے سرو سامان نہیں بکھا

روایت الباء الموحدة

بہت ادب سے ملا کر دیا شراب میں آب
ملا کے شوق سے دے ساقیا شراب میں آب
اسی کو سمجھو نگام و آب مجھ کو دے ساقی
خدا نے حسن دیا ہر بقدر تر بیابیش
تمہاری زلف نے اس وقت ایسے بل کھائے
یہ جوش گریہ ہر فرقہ میں سو کیا جو کبھی
وہ بادہ کش چون کہ مجھ سے بھی کبھی میں نے
گئی نہ تیری محبت کی بو پینے سے
خسب میں ہو گیا کچھ اب تو ساقی مہوش
بیابانی میں نے کبھی فرط شنگی کے سبب
اسی طرح سے مرے دل میں گھر کیا غم نے
یہ شونی برق میں دیکھی نہ گھر و گل میں

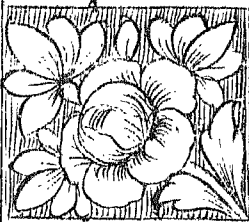
پلایا حور نے ساقی مجھے جو خواب میں آب
کہ میرے آگے مسلم ہر آفتاب میں آب
نہ دے شراب تو دے ساغر شراب میں آب
گلوں میں رنگ تو ہو گوہر خوشی میں آب
کہ جیسے آئے توجہ سے پیچ و تاب میں آب
تو سر سے تا بقدم دیکھتا ہوں اب میں آب
سواے موند نہ پیا موسم شباب میں آب
پلایا میں نے بہت رو کے اس گلاب میں آب
ملا کے مینے لگا ساغر شراب میں آب
تو یوں کہ ڈال لیا ساغر شراب میں آب
کہ جیسے دخل کرے خانہ خراب میں آب
غضب کی آج تو جو رو سے پر عتاب میں آب

رہیگا سب سخن اپنا کشت غم دائم

بھرا ہوا ہی بہت دیدہ پر آب میں آب

کیون نہ کیئے اسے مرغِ قفسِ جامِ شراب
سایا بزمِ مین کیا پیش و پسِ جامِ شراب
خال لب کو ترے کیے بکس جامِ شراب
نام لکھ دیجیے میرا جو پسِ جامِ شراب
ہو یہی ایک صدائے جرسِ جامِ شراب
عکسِ شگاہ کو وہ سمجھے جو پسِ جامِ شراب
ہو گیا یا رجبِ پناہِ سن جامِ شراب

قید خانہ میں ہو جو کس جامِ شراب
کچھ تکلف نہیں یہ محفلِ رندانہ ہو
اوی پری رو لب شیرین ہیں ترے ساغرِ
آپ سے آپ یہ گردشِ مین شب و روزِ
جامِ تل ٹوٹتے ہیں قافلہِستانِ مین
نشمہ میں غور سے دیکھا کیے گھڑیوں اُسکو
ساتی اس میں کون آنکھ ملا سکتا ہو

چشمِ مخمورِ صنم کا ہی تصورِ ہر دم
اوی سخن و مین نہیں اب ہو پسِ جامِ شراب

ہجر و لدا میں ہوتے نہیں اتنا بیتاب
ہو گیا ایک نگہ میں ترا شیدا بیتاب
ہو متوجہ سے سے ہجر میں دریا بیتاب
رات بھر جو صنم میں ہے کیا کیا بیتاب
ہو گئے آپ بھی اوی حضرت موسیٰ بیتاب
در و مندا شک نشانِ بیدار شیدا بیتاب
مجھ کو گر دیکھیں تو ہو جائیں اجا بیتاب

کیونکہ سمجھاؤں تجھے اودل شیدا بیتاب
نابِ نظارے کی اوی شکِ قمر لانا سکا
تو جو دریائے ہنا کر نکل آیا ہر صنم
ایک ساعتِ بوشبِ وصل میں آرام ہوا
کہتے تھے دیکھ سکو گے نہ تجھ ملی اُسکی
نام پوچھا ہوی تو سن لوگ مجھے کہتے ہیں
مضطرب رہتا ہوں ایسا میں شبِ قین

اچھی صورت کے بھی قربان کہ آئینے میں
نمود ہوا دیکھ کے وہ آئینہ سیما بیتاب

اس سخن چین سے گزے جو ہوس اسکی ہو
رکھتی انسان کو ہر خواہش دنیا بیتاب

دلیفاتِ فوقانی

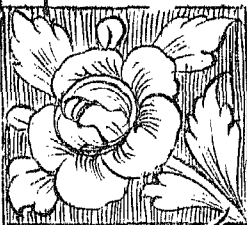
کیا جرم جو رکھی تیرے رخسار پر انگشت
رسی جو لگائی ہوا رنگین سدا انگشت
خون رو تا ہوں کیونکہ تیرے ہاتھ ہوں رنگین
خیر و نکی طرف جس سے کیا تو نے اشارا
وہ کہ گدی اس شوخ کو پہ لوٹ ہی جائے
خطوئے میں اس یار کو انگلی جو لگائی
روشن ہو سوا ہر دشمن سے کف دست
چھونے سے تیرے درد مرے سر کا ہوا دو
ہر کلمہ توحید مرے دل پہ جو مرقوم
ملتی ہو حیات ابدی تہ لبوں کو

مصنعت پر رکھاکرتے ہیں اکثر بشر انگشت
کیا خوب ہوئی مثل گل سیلو فدا انگشت
گر یہ میں جو پیش نظر تیری ہر انگشت
ظالم وہ مرے حق میں ہوئی نیشتر انگشت
دکھلاؤں ذرا دور سے اُسکو اگر انگشت
کرونگا قلم میں تیری اونا سدا انگشت
ہی پنجہ جو رشید صدم تیری ہر انگشت
کیا رکھی ہو صندل کا پری روا اثر انگشت
اٹھتی ہو شہادت کے یہ بیشتر انگشت
ہر چشمہ حیاتِ فزون تیری ہر انگشت

گرمی وہ طبیعت میں سخن ہو کہ جلاؤں
رکھ دوں جو میں دشمن کے ابھی حرفِ انگشت

افشان چنا کی وہ جبین پر تمام رات
دیکھا کیا میں جلوۂ اختر تمام رات

<p>بہل رہا یہ عاشق مضطر تمام رات نکلا نہ چرخ پر سہ انور تمام رات دیکھا کیا میں خواب میں خنجر تمام رات ولین چھپا کیے مرے نشتر تمام رات کیا کیے آہ کھتی ہو کیونکر تمام رات لیتے ہیں بوسے لب کے مکر تمام رات گریان ہو چشم صورت سا غم تمام رات اک تکیسی سو وہ بھی ہوت شہ تمام رات</p>	<p>چلتے رہتے نگاہوں کے خنجر تمام رات وہ رشک آفتاب رہا شب جو میر گھر تاثیر تھی تصور ابرو کے یا ر کی آنی جو یا جنبش مرنگانِ رخت گر ہدم نہ پوچھ بہر خداحال دل مرا فریاد و آہ و نالہ و سوز و غمان و غم حسرت ہو انتظار ہو حرمان و یاس ہو ہدم نہ غمت نہ موت نہ چارہ گر</p>
--	---



راحت ملی نہ کل کسی پہلو سخن مجھے
 تر پاک سامرا دل مضطر تمام رات



<p>کیا پھر اس بقیہ دار کی صورت دیکھ لو مجھے نزار کی صورت میرے مشتِ نثار کی صورت سروستانِ ہر دار کی صورت سب سے بہتر ہر یار کی صورت پیش جانانِ ہر خار کی صورت ہوں سراپا بہار کی صورت</p>	<p>جو نہ دیکھے نگار کی صورت دوست و حال دل نہ پوچھو تم ہوا آئی یہ آسمانِ برباد تیری فرقت میں او پری مجھ کو کیا نہ وہ سرد اور کیا گل و شمع گلِ نزاکت میں نگ میں بوین کھائے ہیں گل کسی کی الفت میں</p>
--	---

مُر کے بھی خاک نے مری پائی نقش پائے نگار کی صورت

یار آیا تھا اسے سخن شب کو نہ رہا گوہر سزار کی صورت

روایت الشاثلہ

مجھے ناصح بھی یہ کہتا ہو کہ یاں لے عبت جو نہ مانے پھر اسے کیا کوئی سمجھائے عبت
بیقراری مری سنتے ہیں تو فرماتے ہیں لازم انسان کو ہوتا بھی نہ گہرائے عبت
فاتحہ کی بھی جب یاد نہ ہوتی تھی تو پھر کیوں کوئی تیرے لیے خاک میں بکجا عبت
پہلے کھاتا ہو قسم وعدہ پہ پھر کہتا ہو کون جھوٹی تری مرنے کی قسم کھا عبت

دین و دنیا کا کوئی کام نہ انجام ہوا کوئی بس تھے سخن و عریاں بے عبت

روایت اخیر

پہلو سے جدا میرے وہ دلبر نہوا آج نالوں سے پیافست نہ محشر نہوا آج
منہ پھیر لیا مجھے یہ کس جہم پہ ظالم کیوں قتل پہ راضی ترا خیر نہوا آج
سیاہ کو وہ دیکھتے ہیں ماتم پہ رکھ کر کیا کہیے ہمارا دل مضطر نہوا آج
و کھلاتے اُسے آنکھوں کی صفائی افسوس کہ دنیا میں سکندر نہوا آج
کانٹے نہ پڑیں کیوں دہنِ ٹھم جگر میں آب و خمِ نجسے رگلو تر نہوا آج
نازک جو کہا اُنکو تو اس بات پہ بگڑے کہتے ہیں کمر میں کوئی خنجر نہوا آج

کیا چل دیے اغیار تجھے چھوڑ کے تنہا کیوں لطف تے باغ میں شب بھر ہوا آج

لو کھلاتا سخن میں بھی گل افشانی گفتار
لبریز مرے سامنے ساغر ہوا آج

بیسار عشق ہوں مرا کرتا ہی کیا علاج
تھمرے جو درد دل تو تپ ہجر کی دوا
اے چارہ گر سمجھ کہ مرض ہر یہ لا علاج
اُسکا ہو کر علاج تو اُسکا ہی کیا علاج
یا ہجر میں وصال ہو یا اُس سے ہو وصال
اچھا ہوا نہ زخم دل اپنا کسی طرح
تیسے مرض عشق نے کیا کیا کیا علاج

ہجرت ان میں ہر سخن خستہ جان غلیل
کہے کہ اُسکا ہو گا میا سے کیا علاج
رویف الحاح حلی

کیا ہی جنون خیز ہر نالہ مرغان صبح
کہتے ہیں وصل میں ہو گیا سامان صبح
جسکے اثر سے ہوا چاک گریبان صبح
کیا نہیں سنتے ہو تم نالہ مرغان صبح
آج یہ آمد ہے کس غیرت خورشید کی
کی جو نگہ یار نے صبح کو اُسکی طرف
وصل میں کیوں ہو گئے مار شجاعی نمود
کہتے تھے وہ جا بے نیکی پیش نمود سحر
جیسے چراغ سحر ہوتا ہی مہمان صبح
جیسے چراغ سحر ہوتا ہی مہمان صبح

سوئے نہ ہم رات بھر عالم طفلی میں بھی
تنگ کیا تھا بہت تجر میں لو ہو گیا
لطف شب وصل کا یونہی رہے ای خدا
دل کو جو مرغوب تھے نالہ مرغان صبح
دست جنوں سے مرے چاک گریبان صبح
لنگے نہ تاج شراب مہر درخان صبح

جب صنم میں سخن میں جو تپتا رہا
غم سے مرے ہو گیا چاک گریبان تہج

تیسرے ہمراہ غیر دن کے شراب اچھی طرح
وصل کی شب ہوا تھانج سے نقاب اچھی طرح
حسرت جوش جوانی مانع نظارہ ہی
کاشیکے دین بھی عالم ہی ہوا غم کا
کل نہیں معلوم کیا ہوسکتی تو بہ شکن
زندگی میں آسمان کے جوہر سے کب چین تھا
وقت پیری خواب غفلت سے بیدار ہم
چشم بد و سکی آنکھ کا عجب انداز ہی
دیکھ کر رنگ خزان یہ ہوش میں اپنے نہیں
اتھری دن وصل کا ہی ہو اگر شک آپ کو
لے نہ لون بوسہ کہیں آنکھوں کا خواب زمین
ایک بوتل کا ہی ہر دم سیری آنکھوں میں سر

تکھے دل کو مرے آج جان کباب اچھی طرح
آج تو بند ہو جا بے حجاب اچھی طرح
دیکھیں بھوکے روئے اہل شباب اچھی طرح
جل رہا ہی کیا چراغ آفتاب اچھی طرح
آج تو دل کو کھلے پلین شراب اچھی طرح
گور میں کر لین فرشتے بھی عذاب اچھی طرح
چونک ٹھے جب آیا سپر آفتاب اچھی طرح
جیسے کوئی مسک ہو پیکر شراب اچھی طرح
روئے بلبل پر چھڑک گچھین گلاب اچھی طرح
آنکھوں پر پہلے کرتے بچے حساب اچھی طرح
برگمان تو ڈال لے ہنجر پر نقاب اچھی طرح
کیا گدڑتا ہی مراد و سریش باب اچھی طرح

خُم کے خُم خالی کروں دم بھر مژدہ فوٹوشن
 چھوچھاچہ اشخ سے کیوں آج کیسا ہونچ
 شکوہ ہو مکوی اسکے ور کی در بانی ملی
 جھکو پیسے دے اگر ساقی تیرب اپھی طرح
 کیا ہی ہیں بھی دیا اسکو جواب بھی طرح
 ہو گیا دشمن کا اب تو سد باب بھی طرح

مہر پیری دیکھے کیا رنگ دکھائے ہیں
 کیونکہ گزرا ہر سخن اپنا شاب بھی طرح

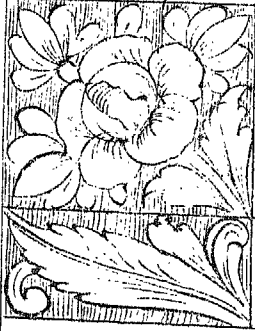
بار لائے کہیں نسل دل مخور کی شاخ
 ماتہ آئی جو کبھی باغ میں انگور کی شاخ
 سرنگوں تے مین ہی قدر جو میں عالم میں
 استے روزن ہیں پتیلی میں ترے تیروچ
 تاک میں تاک کے رہا ہوں میں گلشن میں نام
 حق تو یہ ہے کہ ترے عشق سے پھل اسکو ملا
 ولین تھانہ خم اب آنکھوں سے لہو بہنے لگا
 دست زنگین سے محبوب کے آکر دیکھے
 قبر عاشق پہ کھڑے تے مہرنگان پہین شک

پھر بہار آئے آئی پھلے انگور کی شاخ
 نقشہ میں اسکو میں سمجھا شجر طور کی شاخ
 بار انگور سے جھک جاتی ہو انگور کی شاخ
 بگیا ماتہ مرا خسانہ زنبور کی شاخ
 تاکہ چھوئے بھی نہ پائے کوئی انگور کی شاخ
 خوب پھولی پھولی نخل دل منصور کی شاخ
 اک نئی اور یہ پھوٹی مری ناسور کی شاخ
 جسے دیکھی نہوا تک شجر طور کی شاخ
 نخل ماتم سے یہ پیدا ہوئی انگور کی شاخ

ما فلک ہو پچی ہو آہ دل رنجور سخن
 ہو یہ میرے شجر زناہ پر شور کی شاخ

ملا ہر پار بھی کیا ہو کو بزدان گستاخ
 کہ بات کیجے تو دیتا ہو گایا گستاخ

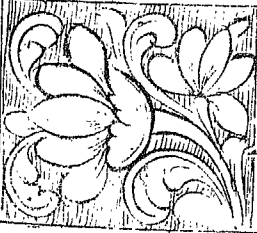
ہوں ہی دے کی لیکن کون تو کیونکہ کون
اوبے ہوتی ہر انسان کی ہر جگہ و
بڑا نہ مانے کیجے مرا قصور معاف
نہیں میں آپ کی خدمت میں مہربان گستاخ
گراں گاہوں سے فوراً ہوا جہان گستاخ
ہوا تھا میں تو فقط بہر امتحان گستاخ



سخن بیان کروں کیا بد زبان اسکی
ہست ہر اندون ہے وہ جانجان گستاخ
روایت الدال المہملۃ



تیشے میں جو ساقی ہی موی ہوش رہا
شب بھر ہے بے چین انھیں نیند آئی
جب ولین ہوا قصد چلے جانب صحرا
یہ چل سے نفرت تھی کہ مرنے پہ بھی سیر
جاتی تھی ہوا کو چہ سفاک کی اُسمین
عشاق کا ایسا ہی ہجوم اسکی گلی میں
ہر کام میں ہوتی ہی مدد غیب سے اُنکی
کیا ولین مرے آئی کہ خط یا رکھ کر
مرے ہیں طرح دار جو کوئی نظر آئے
موی خواروں پہ کسواسطے ہو آب بقا
مشاطہ نے باندھے جو ذرا کسکے جانب
دیوانے ترے فصل جنوں کے نہیں رہا
قاتل نے کیے جسم سے ہر ایک جدا
جراح نے کیوں زخم مرے دکھایا
جانے کی ہوتی راہ بھی ایسا صبا
رہتی ہر کہیں حاجت مردان خدا
سو بار پڑھا کھول کے سو بار کیا بند
عشاق بھی رہتے ہیں کہیں ایک کے پاس

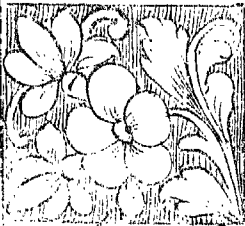


مضمون نے لکھا ہوں سخن اپنی غزل میں
ہوتی ہی نہیں اپنی کبھی سبج رہا

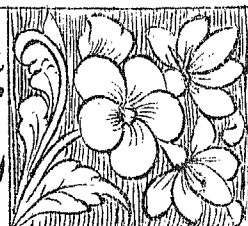


کیونکر گردن نشیب فراز جهان پسند
 ہوگی کسی کو ز گس باغ جهان پسند
 و کیا ہر جبے میں نے یہاں تیرا نقش پا
 تائید پر کسی کی کسی سے خلافت ہو
 ساقی جو وہ پری ہو تو پھر کیوں نوبت ہے
 کیوں دیر سے کھڑا ہے شاخ گل خموش
 باتیں نہیں یہ اور کسی سے کہ اب ہمیں
 بھاری سی ڈال پائوں میں زنجیر ایجنوں
 جی بھر گیا ہماری محبت سے آپ کا
 اس میں تو تیز یوں کے سوا اور کچھ نہیں
 و ہر شے مزاج پہ بولے یہ صبح وصل
 نشتر چھو لاکھ ستمگر مزا نہیں
 یہ جان ہے یہ جگر ہے یہ دل تیری نذر ہے
 کرتا ہوں روز عشق سخن اس ایسے پر

مجھ کو زمین پسند نہ یہ آسمان پسند
 رضوان ہمیں تو یار کی ہیں انگڑیاں پسند
 کبے سے مجھ کو بڑھ کے ہر ہندوستان پسند
 یہ ڈھنگ تو ہمیں نہیں ای آسمان پسند
 ابرو ہوا و سبزہ و آب روان پسند
 نالہ ہوا مرا کوئی ای باغبان پسند
 گالی تری پسند نہ تیری زبان پسند
 ہلکی بست ہیں یہ تو نہیں بیڑیاں پسند
 کیجے کسی کو اور اب ای جان جان پسند
 کیوں روح کو ہر توسن عمر روان پسند
 اتنی بھی آدمی کی نہیں شیخان پسند
 مجھ کو تو وہ ہمیں سی ہیں چکیاں پسند
 اس میں سے کوئی بھی تو کراؤ دستان پسند
 ہو جاے کاش اسکو مری داستان پسند



بندش سخن کی خوب مضامین تھے تھے



اہل جہان کو کیوں نہوا سکا بیان پسند

یسے لے لگاتے ہیں سین و ناک کی قید

اُفت میں آپ کرتے ہیں جور و جفا کی قید

جو چنسن گیا ہے چھوٹا اسکا محال ہے
کستا ہے عاشقی میں مرے صبرِ شہرِ طہی
خط بھیجنے کے یار کو لاکھوں مہین بند ہو جا
میں اسکی فکرِ بندش مضمون میں رو دیا
سب مہین اسیر یاری کی زنجیرِ زلف میں
ڈالا ہے اسنے یوسف کنگان کو چاہ میں
سب کچھ ہوا اور کچھ بھی نہیں ایک آن میں
یہ بھی ہمارا عقیدہ تقدیر ہو گیا

جس دم و ام ہر تری زلف رسا کی قید
کیسی جگر گداز ہو اس دلِ باکی قید
نامہ بری کے واسطے کیا ہے صبا کی قید
یا داگنی جو حضرت زین العبا کی قید
اس عاشقی میں کچھ نہیں شاہ و گدا کی قید
آفت بلا ہے اور ہوا اسکی بلا کی قید
عالم کے ساتھ کیوں یہ لگا دی فنا کی قید
کیا دل جلاتی ہو تری بند قبا کی قید

دل اپنا جس سے چاہینگے بھلائی کے سخن
اس میں نہیں کچھ اس بُتِ نا آشنا کی قید

کچھ دنوں اور بھی کر لیں شبِ ہجران فریاد
تو نے صیا و نفس لاس کے چمن میں رکھا
خشک ہو چکا ہے یہ پرتا ہے نہیں او قاتل
ہم مہین عاشق مہین یاد و فنا کی کیا کام

جب نہیں ہم تو کمان اور دلِ نالان فریاد
اب کمرین کیا تھے شہرِ مندہ احسان فریاد
کرتے تھے زخمِ مرے ہر نمکدان فریاد
بواہوس کرتے تھے ہوں ہو کے پشیمان فریاد

اگر سخن آہر و وسوسہ عشق بھی جاتی نہ رہے
ازیر لب نالہ ہوا و رد مین ہونچان فریاد

روایت الزال محبت

سیکڑوں باز سے جلا بھی دیے صد ماتعونید
حب کی تاثیر نہ کچھ انھیں عداوت کا اثر
اس آگاہی ولا کس کی محبت میں ہے
بے اثر نالہ و فریاد و فغان ہو جرحِ بیا
کیا سبب آتی ہو کیوں پورے عداوت سے
جس پر ہی زرا کو لکھ بھیا وہ شب کو آگیا
دیکھ کر چرخ بھی کرتا ہو مد و مہرِ شام
باغ کو جاتے ہو زکس کی نہ لگتے نظر
جسکو جی چاہے وہی تابعِ فرمان رہے
آج ہو فردا سے ہے عجب حالتِ دل
صبح نہ بھی نہ دے شب ہی کو جاتے ہو تو خیر
حق گاہ میں کوئی بھی جو گریان کی مرے

کام لیکن نہ کوئی عشق میں آیا تعونید
جو سے پہنچ کیا یہ لکھا کرتے ہیں ملا تعونید
بیجا آئے مرے سکین کو جو اپنا تعونید
کیا کرے اسے دل محروم تنہا تعونید
سچ نہو آج تمہیں کس نے بچایا تعونید
نامہ بر خط کو مرے کہتے ہیں حب کا تعونید
زیب و تیار ہو وہ چھپکے میں تھا تعونید
پس نہو نہ کوئی اور گلِ عشا تعونید
کیا نہیں ایسا فلیتہ کوئی گستاخ تعونید
جب سے پہنا کے گیا وہ مجھے اپنا تعونید
بھول جانا نہ کہیں اور گلِ عشا تعونید
بدگمانی سے وہ کافر سے سمجھا تعونید

عاشقوں میں ہر سخن سب میں زیادہ سیانا

نوں ل سے جو لکھا کرتا ہے حب کا تعونید

روایت الزال محبت

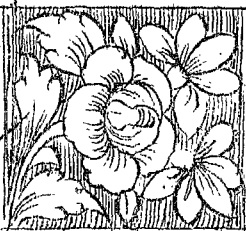
تھاری عمل ناقص پر پڑیں اہل سخن تھیر
کہان اس کا لبِ نازک کہانِ عمل میں تھیر

اگر تو بد زبان ہو طبع نازک ہم بھی کہتے ہیں
بجلا اس سنگدل سے کیلئے ہے کہ ہو سکی
نہ کر تو فوج قاتل کام لے تیغ تغافل سے
غرض ہو اس بت کیسا سے سب کو اپنی ملت
پہنتا ہوں میں یہ پوشاک بھارتی شو حشمت میں
وہ دیوانہ ہوں حجابوں جو ایست تیری لفٹ میں
انھیں بھونچوں سے بیکانوں کے میں ہنسنے ہوتا ہوں
سو آ سنگ طعنان حسین کچھ بھی نہ تھی ہوش
وہ وحشی ہوں جو یاد دہیم میں صحر کو جاتا ہوں
عدو جل جل کے سر گرم سخن ہوتا ہوں مجھے

لگا عاشق کو باتوں کے نہ تو ادول شکستہ
لنگہ تر چھی ادا بانکی زبان ٹیڑھی سخن چپ
کہ ہوں میں سخت جان میرا ہر عضو بدن چپ
مسلمان سنگل سو پوجتے ہیں برہمن چپ
کہ دو ایک ٹانگ لیتا ہوں میان سپر ہن چپ
بجائے نعش مرقد میں ہی ہوں زیر کفن چپ
انگائیں گرو غرض گل کے مجھے اہل وطن چپ
کھلاتے دیکھیے کب تک مجھے دیوانہ پن چپ
لگاتے ہیں مجھے وصال آنگنوں کے ہرن چپ
شہر انگیز ہو جیسے بھڑم سو حلق چپ



ہم اپنی شاعری کا سخن جھٹاؤ مگر میں
کہیں جس سر زمین شعر کو اہل سخن چپ



آئی جب فصل جنوں مول منگائی نہ نجیر
آہنی میری پسند اسکو نہ آئی زنجیر
عرش اعظم کو ہلا دوں گا وہ دیوانہ ہوں
بیڑیاں پانوں سے کیوں آج گری جاتی ہیں
پیش مجھوں ہوں کہ مجھوں نے مری تربت پر

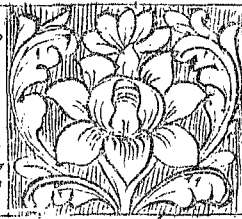
قسیمت کے مجھے اسنے چھائی نہ نجیر
ڈال دی پانوں میں بنوا کے طلائی زنجیر
زلف جانان کی اگر ماتھے نہ آئی زنجیر
شاید اس شوخ نے منت کی بڑھائی زنجیر
چادر گل کے عوض لاکے چڑھائی زنجیر

غل نہیں کرنے یہ دیتی ہو وہ مانی زنجیر
اس پری کو بھی تو منت کی پہنائی زنجیر
ریب تھی ہو انہیں کیا وہ ملائی زنجیر
لحوق گردن کو ملا پائوں نے پائی زنجیر
اس پری جب سے مجھ کو پہنائی زنجیر
ہے یہ اپنے لیے آپ بنائی زنجیر

ایسی تلون سے لگی ہو کہ جلی جاتی ہو
پا بجولان نکلیا عشق نے تنہا جھک
کس نزاکت سے لگاتے ہیں ہنسی کی گھڑی
اچھی تقسیم ہوئی خلعت سودا کی جنون
غل سے وال ہوش بجاتے نہ کسی انسان کے
ٹپھے زلفوں کے تصور میں پھل نہ سکے

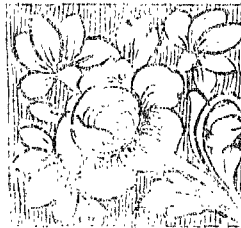


چھین کر لاتے ہیں مجھ کو سے زبردستی ہم
پہنے پھر تے ہیں سخن اب تو پرانی زنجیر



ہنستی ہو خود مجھے مری تقدیر دیکھ کر
واقع ہوا ہوں قیس کی تصویر دیکھ کر
وحشت زیادہ ہوتی ہو زنجیر دیکھ کر
حیران ہیں میری آہ کی تاثیر دیکھ کر
کہ تے ہیں بات موقع نشتر یہ دیکھ کر
جی خوش ہو اب تری تھر یہ دیکھ کر
اک حال زبرد زلف گرہ گیر دیکھ کر

کر تار ہوں جب کہ میں کوئی تدبیر دیکھ کر
اگاہ تھانہ پہلے میں انجاسم عشق سے
دیوانگی میں قیاس کیسے یار کو
بے چین وہ بھی رہتے ہیں اکثر سے لیے
سہمانہ مجھ کو ناصح ناقص بے غسل
خط میں لکھا ہو تو نے کہ ممکن نہیں وصال
کیا جلد اپنا طائر دل ہو گیا اسیر

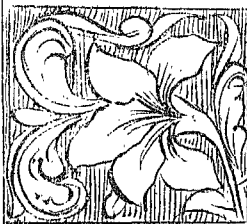


دیکھ کر اس پر وصل پہ خوش دل رہ ہوں سخن
ڈرتا ہوں میں کہ نہ کلب سپر دیکھ کر



نہ جان کی تن کو خبر ہو نہ تن کی جان کو خبر
وہ ناز نہیں کہ اٹھانے ہر اک کو مشکل ہیں
بخار دل کا نکالاجی جو وقت میں
نہ اس طرح سے چمک م تو لے ذرا بلبل
چلیں تو وہ عظیم جیروں کا ذکر سننے کو
کسی کو کیا نظر آئے نگاہ ناز تری
پہنچے پہنچے ہاں جا کے عیش و عشرت میں
شبِ صال میں تم اس قدر نہ گھبراؤ
خدا نگ یار نے سینے کو اس طرح توڑا
تو جب کہ خبر یہ سے کم نہیں قاصد
تغافل ستم آمیز کا علاج نہیں

کسی نے دی یہ مرے قلب ناتوان کو خبر
وہ جو رہیں کہ نہیں جلی آسمان کو خبر
تو ہو گئی مرے نالوں کی لاسکان کو خبر
خدا نخواستہ ہو جائے باغبان کو خبر
یہ ہو جائے کہ میں میرے بد گمان کو خبر
یہ تیر وہ ہو کہ جس کی نہیں کمان کو خبر
ہماری کچھ نہیں یاران رفتگان کو خبر
کبھی نہ ہو گی کسی کے فرشتہ خان کو خبر
کہ مطلقاً نہ ہوئی میرے استخوان کو خبر
میں مبتدا کون تجھ کو ترے بیان کو خبر
وگرنہ ہر مری اس عیسیٰ زمان کو خبر



نہ اس کو اس سے غور تھے اور تن وقت



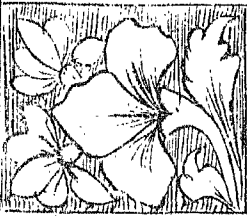
نہ اس زمین کی تھی یاران نکتہ دان کو خبر

دو دہانہ کیا نگاہیں قتال اور طرہ
دو دہاں سپاہ آہ دل و دہن و دہر
گھیرے ہوئے ہیں حسرت و ارمان مگر
اعجاز و یکہ اشارہ انگشت یار کا

کہ روٹنے سے سکا تر اہل اور طرہ
خساروں پر چو آب کے ہیں تل اور طرہ
گھیر کے دیکھا ہے جو قتال اور طرہ
شق ہو کے ہو گیا سبہ کا بل اور طرہ

ہوتے ہیں ساتھ عاشق بیدل ادھر ادھر
اب تو عجب طرح کی ہو مشکل ادھر ادھر
کیا لطف ہو کہ دونوں ہیں سائل ادھر ادھر
سیرِ جن کا لطف ہو حاصل ادھر ادھر
اب ہم نہیں ہیں پھرنے کے قابل ادھر ادھر
سیر اور اسکا دل ہو ابا بل ادھر ادھر
آراستہ ہو آج تو محفل ادھر ادھر
پھر کیوں ہو میری جان ترا دل ادھر ادھر

کیا شان و لبری ہو وہ جاتے ہیں جب کہیں
یاں سدا رہ ضعف تو وہ ان خوف اقربا
بوسہ میں مانگوں اور وہ رخصت طلب کین
لخت جگر میں راست تو چپ پارہ ہائے دل
کیا جائیں یا سیر کو اس حال و ارہین
وہ کون سی گھڑی تھی خدا یا کہ ناگمان
کیونکر جلیں نہ بغیر کہ جلنے کی بات ہو
مجھے تو قطع رہے بغیر و ان پہ لطف ہو



کچھ فکر عاقبت نہیں افسوس ہو سخن
کیون کھور ماہی عمر کو غافل ادھر ادھر



اک ملاقات میں ہو جاتا ہوا غبار کا یا
حال ہو جائیگا اب بلبیل گلزار کا زار
امتحانا کوئی کر دیکھیے تلو ار کا وار
ولیں کرتا ہو خلش قلم زخار کا خار
یہ اتر جائے مرے دیدہ خونبار کا بار
ہم بھی کیا کھاتے ہیں ظالم تری تلوار کا وار
ناصحا مجھ کو جو بتا تری دستار کا تار

قابلِ شکر ہو یہ اس بہت مسکا رکھار
موسم گل نہ فصل خزان آتی ہو
اِس نہایت سے تو ہو گانہ مرا کام تمام
رو کے طوفانِ آسمان و گامیں ان گھون
لختِ دل بیکہ کہیں یا رہے ہوں صرف تنہا
سندھ نہیں پھیرتے تیور نہیں میلا کرتے
سوزن زری سے زکو کر تا کر بیان اپنا

قلوہم اشک ہو باعث ہجر جانان
مین را وار کا وار اور وہ را پار کا پار

شکر گرا نہیں کہتا کہ سخن شاعر ہو
اکس قدر تجھ کو ہی کا زمرے اشعار کا مار

خیر ما شوق بہین تمھارے گریہ ہزار	ہر سکھ بھی مل جائیگا دلبر ہزار
یہ نہیں مگر وفا میں فرق ہو	ہر چہد اٹن سے ہمارا سر ہزار
اویں منہم بنو و نہو نگاہ میں کبھی	تم ویسے جاؤ تجھے ساغر ہزار
وام سے چھٹنا ہو مشکل عذیب	کھول تو منقار سے شہر ہزار
گروش تقدیر بھی کیا پس نہ ہو	آسمان کو بھی ویسے چکر ہزار
فکر یہ ہو تو نہ رہا ہوش	سیر سے ہو جائیں سر سے دل ہزار
ایک نظر نہوں کا نکلا ہے منہم	لوٹے سب فتاد کے نشتر ہزار
کون کہتا ہو کہ منہم ہی و فی	پاس ہو گو اسکے سیم و نہ ہزار
یا و کہ قاتل کہہ دیں چٹان	چاہیں سیر سے لیے شجر ہزار
تو ہوا آگہ میرے حال سے	سر کو ٹکرایا تیرے در پہ ہزار

کیسے کیا اس دل کی حالت اور سخن
جسکے انداز سے نہ ہوں دلیر ہزار

بس لوہ فرما ہو ہی انجن آرا ہو کہ	سیر وہ آپ ہی کرتا ہو تاشا ہو کہ
ور پر پھر نہ عیبت طالب و نیا ہو کہ	بٹھیر رہ کو چپہ دلدار میں تنہا ہو کہ

مائے اس عشق میں آرام کسی کو بھی ہوا
 ہم تو روئے بھی نہ تھے ہجر صنم میں اتنا
 زار ہا ہم وہ نہیں عاشق نادان کہ کرین
 موت اس جینے سے بہتر ہو ترغیبت میں
 دیر میں مثل مرعہ جلہ جانان دیکھا
 ہجر میں تھی مری کچھ وصل سے بہتر حالت
 کہ قدر جلد تر سے عشق میں ہی جان پہننے
 سچ ہو یہ امر کہ حق بات بُری لگتی ہو
 وصل سے آسکے ملا رہتے معشوق ہمیں
 نظر لطف و کرم عجیب بھی ہو جائے صنم
 دام میں تیرے گرفتار نہ ہوتے صیاد
 کعب گیا دلمیں مرے در بنا گوش ترا
 تاباب سینے سے آیا جب کبھی ناکہ دل
 بزم اغیار سی پھر کے او مرتد دیکھو
 عشق خال لب میگون بھی پری رو تیرا
 رہنا مجھ کو ہوا تیری حقیقت کی طرف

چین پہننے تو نہ پایا ترے شیلہ ہو کر
 خون دل چشم سے کیوں بہ گیا دریا ہو کر
 خواہش خلد برین طالب مولا ہو کر
 کیا رہے ہم جو رہے دہر میں رسوا ہو کر
 غور جب پہننے کیا ناصیہ فرسا ہو کر
 آئے کیوں آپ یہاں مضطرب اتنا ہو کر
 صورت نقش قدم مٹ گئے پس لہو ہو کر
 کیا ہی مارا گیا منصور بھی رسوا ہو کر
 قطرہ دریا ہوا خود واسل دریا ہو کر
 اب یہ آوارہ کمان جاے تھارا ہو کر
 پھنسے مرغ خان چین زمرہ پہ لہو ہو کر
 خوش نما اور ہوا عرش کا تارا ہو کر
 رہ گئے دونوں ہی عالم تہ و بالا ہو کر
 یارا نجان بنو تم نہ شناسا ہو کر
 رہ گیا اب تو مرے دلمیں سویدا ہو کر
 خود گریبان ہی مرادیدہ بینا ہو کر



نام یہ سخن اب بھی تم آزادی کا



فی سدی سلسلہ عشق جنون زرا ہو کر

دیا ہر ہے اس کو دل سمجھ کر	کر گیا دشمنی قاتل سمجھ کر
کھنڈہ اُسے ای دل تو بھی رہا	وہ کچھتے ہیں تجھے مال سمجھ کر
بت اس دشت میں جنون ہر لیلی	اٹھانا پردہ محفل سمجھ کر
لڑانا آنکھ اُس نور شید رو سے	خبردار اوہ کامل سمجھ کر
کہیں صدمہ کلائی کو نہ ہو پئے	لگانا ہاتھ اوقا تل سمجھ کر
عدو کی خدمت سے برہم ہو گیا وہ	دیا تھا دل جسے قاتل سمجھ کر
رقیبوں سے یہاں ہر رونق بزم	ہم آئے تھے تری محفل سمجھ کر
نہ اٹھا جب کسی سے بار الفت	دیا انسان کو مشکل سمجھ کر

سخن نہں بول لیتے ہیں وہ ہے
عنایت کرتے ہیں بیدل سمجھ کر
روایت الزا العجبت

انطف گشتن نہیں بھولا ہوں میں صیا و ہنوز	سارا نقشہ ہر گلستان کا مجھے یاد ہنوز
کاش پونچے کوئی ذرہ بھی تے واسن تک	خاک سیری ہو تری راہ میں برباد ہنوز
آہ و نالہ نہیں یہ حسن طلب ہر ظالم	خواہش جو زمین ہر شکوہ بیداد ہنوز
سو سم گل میں چمن تو نے چھڑا یا مجھے	داغ اسکا تو سرے دل پہ ہر صیا و ہنوز
سکام نہ کسی غیر پہ اب فکر یہ ہر	بدگمان قتل پہ بھی مجھے ہر جلا و ہنوز

نہ رہے چین سے اک جاچمن عالم میں اور ب خاک ہو آنکھوں میں ہمارے لیکن اپنے ہی جو رہ نازان ہو کہ مثل نہیں ہم کوئن لے آیا اسے کیلج کے اور جذبہ دل لیجے حضرت ناصح نے قدم رنجہ کیا پانی بھرا لے نہ کیونکہ وہن زخم کہ ہر دیکھے جان پہ کس کی یہ بلالاتا ہو	صورت برگ خزان پھرتے ہیں برباد ہنوز کشور دل ہو تھے غلام سے آباد ہنوز تنے دیکھے نہیں شاید ستم ایجا دہنوز واہو سے تھے نہ ہمارے لب فریاد ہنوز گھر کے باہر بھی گیا ہو گانہ قصا دہنوز لذت بوسہ تیغ ستم ایجا دہنوز نہیں معلوم ہمیں عشق کی افتاد ہنوز
---	---

نام رہ جاتا ہو دینا میں وفاداروں کا
ہو سخن و روزبان قصہ فریاد ہنوز

مچکویں ہر وہ رشک ماہ عزیز کاش کرتا نہ روشناس مجھے میں تڑپا رہوں نہ آؤ تم مجھ کو دیکھو کہ دل دیا میں نے تیرے بیمار کی یہ حالت ہو غش سے اٹھتے نہ حضرت موسیٰ چرخ کیا تاب لب نہیں آتی	کھربا کو ہو جیسے کاہ عزیز کیون ملا مجھے مرشاہ عزیز نظر آتا نہیں بناہ عزیز تکو ہر مجھے اک نگاہ عزیز چارہ گرختہ ہیں تباہ عزیز ہوتا اسکا جو جلوہ گاہ عزیز دل کو ہر یکسی میں آہ عزیز
---	--

میری پریش کاوان سب ہوگا

کیون نہو چہ سخن گناہ سبزی

روایت السین المہملۃ

نکلا ہی خط یار بزمک پر طاؤس	ہو ملک حسن بچک پر طاؤس
وانغون سے جو یہ غیرت گلزار بنا ہی	رکھتا ہی مرادل سر بچک پر طاؤس
وہ مرہم رنگار ہی اس زخم جگر پر	اڑ جائے جسے دیکھ کے رنگ پر طاؤس
ہو عشق حسنین کا ہر اکبات حسین ہو	ہو داغ بھی دل پر تو رنگ پر طاؤس
وہ زخمی بکسین کہ کھل جاتا ہی اکثر	ہی پاس بھی رہنا مرے تنگ پر طاؤس

یاد آیا سخن مجھ کو خط سبزی ریرو

یون جگر کا داغ ہی داغ دل مضطر کے پاس	جیسے اکا خگر ہو سوزان دوست گھر کے پاس
بے خبر جز یاد حق و نیا و مایہا سے ہو	جا کے بیٹھے ایک دم جو اس بت کا زر کے پاس
کیون کھینچی جاتی ہی گردن خود بخود قابل کوئی	تجہ ہی جاو وہاں فستون و ترخہ خجر کے پاس
اکی سائے سے خدا چاہا تو پ جاؤں پرے	مور کو رکھ دیکھ تو میرے تن لانگر کے پاس
چال پر موقوف کیا ہی اک قیاس کے لیے	کیا نہیں ہی اور کچھ اس فتنہ محشر کے پاس
تجہ جوار مان وصل میں وہ کریم نہ شمار	اور تو اب کچھ نہیں ہے دل مضطر کے پاس

بیخودی میں آگیا تھا اسکی زلفون کا نیال

ورنہ و آستہ سخن بجاتا ہی کون ارڈو کے پاس

اولین شین مجہ

جلوہ گرس کی ہر قاتل تھی تلوار میں لاش
ہاتھ و نل بیت لگاتے تو صفائی نہ رہی
نا توانی سے ہوا یہ کیا میں تیر کے ساتھ
خواب میں کیا تھا قتل پاتے ہاتھوں سے
مجرم عشق کی کیا ثوب سزا کی سننے
بند آنکھیں نہ کرو یا رو نہ تم دفن کرو
بیگناہی پہ مری روئی ہیں حورین دریا
مرگ کے بعد یہ کیوں فن پہ لڑتے ہیں حسین
تاکہ ہو جائے ستر گترا بسل ٹھنڈھا
امتحان عشق کا ہر سخت کہ اک مت تک
بعد مردن بھی خدا جانے سزا کیا دیگا

دفن ہو جسکی سخن کو چہ دلدار میں لاش

میں سمجھتا ہوں لگی اسکی ٹھکانے مٹی

جسکی خوشی سے میں بھی ن لین نہا خوش
آئینہ دیکھ کر جو ہوا وہ نگار خوش
باتوں سے کوئی دل کو کرے گوہر خوش
ہیں دیکھ کر وہ گریہ ابر بہار خوش

کچھ اندون ہر مجھے مرا گلزار خوش
ہر شک یہ کہ کون سی بات اسکو بھاگئی
ہوتا ہر جبکہ رنج تو دل ناست نہیں
عادت جو میرے رونے پہ آنکھوں کی ہر

رنج و الم نہ جائیگے جب تک ہر دم میں دم جان نذر کر کے ہوگا ترا جان نثار خوش

رویا میں اپنا جلوہ دکھایا ہر یار نے
دینا میں ہم ہوئے ہیں سخن ایک بار خوش

روایت الصاویح

میرے ہی واسطے ہیں یہ خیر علی الخصوص
کر دے کسی کی چال قیامت پاوے
یوں گایان تو دیتے ہیں عاشق کو بر ملا
تیرا غم فراق ہر سب کو علی العموم
جان و دل و جگر کا وہی حال ہر صنم
اس کی میں تم پہ کروں بناؤ میں
قاتل میں جان دوں گا اسی پر علی الخصوص
رقار میں اسی کے ہر محشر علی الخصوص
لیکن بہن وہ دیتے ہیں لہر علی الخصوص
عاشق میں ہر سب سے ہر بڑھکر علی الخصوص
نبیچین ہر بہت دل مضطر علی الخصوص
کیا کیے جب پنتے ہو زیور علی الخصوص

پانی سخن غزل کے یہ صاویح کی روایت
اخلاص و محبت میں ہے ہر علی الخصوص

روایت الصاویح

ہر غرض کسی سے نہیں ہر مجھے خدا سے غرض
یہی ہر رسم محبت زمانے میں اس باتو
اکی مجھ کو کسی کا نہ کیجیو منون
جو اب خطا نہ سہی بوسے زلف لاتی ہر
اور اس کے بعد مجھے ہر تو مصطفیٰ سے غرض
وہ آشنا ہو کہ نکلے جس آشنا سے غرض
نہ نکلے میری کسی دوست آشنا سے غرض
اسی لیے ہر مجھے نامہ بر جہا سے غرض

عدو کو دیکھ کے شرما گئے قدم نہ اٹھا	یہاں تو بٹ گئے ہم آپ کی جیسا سے غرض
کسی کی یاد میں ہرقت مست رہتا ہوں	مجھے نہ رند سے مطلب نہ پارسا سے غرض
مطیع و مانع فرمان ہو دل کے لینے تک	پھر اسکے بعد نہیں تکو بتلا سے غرض
سوال بوسے کو روکیجے خیراوشہ حسن	کبھی تو آپ کی بھی ہوگی مجھ کے اسے غرض
غرض کسی سے نہ کھتی فراق دائم میں	تمام عمر رہی آہ نارسا سے غرض
تھاری تیغ تغافل سے مر گئے صدیا	ہزاروں مارے تے تھیں اسے غرض
وفا شعار پر ہی و ش سے دل کو ہلایا	نہ رکھی تھیں کبھی یار یو فاب سے غرض
غزل سے ہم کو بڑیاں شاد دل منظور	کسی کی واہ سے مطلب مر جا سے غرض

سخن جہان میں بس تم الگ ہو سب سے	نہ کام غیر سے رکھو نہ آشنا سے غرض
دلچسپی	دلچسپی

سچ کہا کرتے تھے اس لیت کو اجاب غلط	فی الحقیقت ہی یہ سب عالم سیاب غلط
ہو گئے ایسے ہم اتنی قاصد بیتاب غلط	جائے القاب لکھا یار کو آداب غلط
اڑ رہے ہیں یہ ہمارے شرر آتش دل	لوگ سمجھے ہیں نہیں کرکے شتاب غلط
یوفا آگے کسی دن تو جو میرا مہمان	وعدہ کرتے نہیں اجا بے اجاب غلط
واعظو آپ ذرا اپنے بیان کو سمجھو	میں تو کہ سکتا نہیں از رہ آداب غلط
کرکے شوق سے رندوں کے کیا محو اسے	جس قدر پایا خط جام جو اسے غلط

گر نہ اولین ترے اُس بُت کیتا کا خیال	ہر عبادت تری ایڑا ہر کذاب غلط
ہجر میں رات کو رو رو کے بسر کرتے ہیں	نغم غلط ہوتا نہیں کیونکہ نہ خواب غلط
وعدہ شب تو کیا آپ نے ہے لیکن	یہ بھی ای غیبتِ خورشید جہاں تاب غلط
پھینک دو نگاہیں ابھی چیر کے پہلو تجھ کو	بے قرار ہو جاتی اور دل بے تاب غلط
گر یہ چشم ہوا باعثِ جوشِ دریا	یہ مرے اشک کا طوفان ہر سیلاب غلط
خاطر مضطرب و آہ شرافشان کے حضور	داستانِ برق کی اور قصہ سیلاب غلط

یار کا وصل ہو دیکھا ہر جمالِ یوسف

ای سخن ہو گانہ میرا یہ کبھی خواب غلط

تجھ کو کیسے گلِ شاداب غلط	آبِ ہر گل میں گزرتا ب غلط
دل کے دینے کو کیا پہننے قبول	ہو تمہارا اگر ایسا ب غلط
مدد ای خضر بیا بانِ جنون	لے چلا پھر دل بے تاب غلط
مجھے پوچھے جو وہ احوال مرا	سچ کہوں یا دل بے تاب غلط
معنی لفظِ رضا و تسلیم	جانتے ہیں مرے اجاب غلط
تابِ نظارہ رخ کی تیرے	لائے خورشید جہاں تاب غلط
وعدہ وصل ہو غیرن سے صحیح	ہم سے ہوا ای گلِ شاداب غلط
بی وفا خط میں لکھا ہو اس کو	وہ نہ سمجھے کہ میں القاب غلط
شکوہ جو ربتان کیا معنی	اور وہ بھی دل بے تاب غلط

کتنی مہل ہر سخن آپ کی طرح
بیٹھے کتے رہو اجاب غلط

معتشوق بھیجتے تھیں مجھے چار سو سے خط
لایا اگر جواب تو انعام پائیگا
کیا جانے کیا خیال مرا اس کو آئیگا
شاید وہ مہربان ہو پا کر وفا کی بو
آیا ہر اک پری کا ابھی لکھنوسے خط
قاصد لکھا ہوا آج بڑی آرزو سے خط
پڑھو اس کے رو یا وہ شکر عدو سے خط
بھیجا ہر لکھ کے اس لیے لپیٹا ہوا سے خط

مین نے بھی کیے ہی سخن چاک کر دیا
لکھو اے بھیجا آئے ہو مجھ کو عدو سے خط

ولفت الطاف حجتہ

عجبت ہر دم گنہگاروں کی تری گندگو دا
بھرا آتا ہر ذل بوش محبت میں نہ اس سے
کرین ہم حرمت باد میں کس بخت اور
خدا کے واسطے کہ غصہ و زنج کے قفسے کو
تہیجے تو خاک بھی پر نہیں آداب گلستان
کسی زاہد کو باغ سبز و کھلا اپنی ہاتون کا
ہوا ہر اہل توجہ جمع جلیح زندان نیکش کا
سوالوں کا ہمارا تم جواب اس وقت سے کہتے
پڑھا تو نے نہیں قرآن میں کیا لاتے غلو دا
کر تو رہے خالق میں جسے گندگو دا
کر دشمنی سب نا آشنا زادہ عدو دا
جاسے اشک سا اہل آہو گندگو دا
کہ چھو لیتا ہو میرے بھام کو تو یہ وضو دا
یہاں عاشق میں نہشت کی نہیں کرنا دو دا
خدا محاسن میں کہ لے لے میرا لایہ دو دا
کتابوں کے عوض پہلو میں گرہو تے سہو دا

کیا کرتے ہو اکثر ذکرِ حور و جنت و کوثر	چلو گئے آج جلسہ ہر کنارِ آب جو واعظ
پرانے قصے خلی اڑ چکی ہیں دھیان یارو	اب انہیں تار سے باتوں کے کرتا ہر زوداعظ
نہ تو دانشمندی تو شاعر جو کیوں کرتے	ہو باتوں سے اپنی آپ رسوا کو بکوداعظ
معاذ اللہ سوالِ حرمت پر پرگڑتا ہر	نہ دیکھا آج تک جہنم تو ایسا تندہ و واعظ

سچن یہ پیپر نے کو گفتگو ہے شاعرانہ ہے
 فکر نہ میرا بیان میرے بندوں کی آرزو ہے

روایت العین المہملۃ

ہر گل بہارِ باغ ہو دور خزانِ شمع	رنگ سحر شایگانام و نشانِ شمع
بابلِ جہان میں ہو سببِ فتنہ گل	پروانہ بامشِ شرفِ دو دمانِ شمع
سوزِ دہن و گریہ سے میں بھی ہن صبح تک	انداشہ ہر سفرِ کاروانِ شمع
تم دیکھنا کہ وقتِ حرقِ خاک بھی نہیں	یہ سن ایک رات کا ہو میہمانِ شمع
پاسِ خموشی شو تپش میں بھی ہو وہی	بجھی نہیں کسی نے او اے فغانِ شمع
چلتے کہ واسطے سے آزاد کر دیا	رکھا فلک نے قید سے خالی مکانِ شمع
بہنو نہ پتھراری شعلہ پیم و شو	ہو ماجرا سے عشقِ مرا بر زبانِ شمع
شب بھر میں خود چلے کہ جلائے کسی کو وہ	کو تاہ کشف ہوئی عمرِ روانِ شمع
سیرا اور اسکا ایک سا سوز و گداز ہو	میرے سوا نہیں کوئی ہواستانِ شمع
وہ ہنس رہے ہیں سے رقیبوں سے نرم	میں جل رہا ہوں سامنے آگے لبانِ شمع

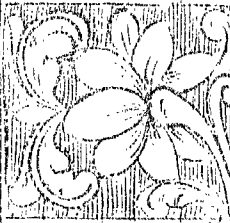
میر سے سیاہ خانہ میں آتے جو ہو کبھی
ہوتا ہو فندوقن پہ تھارے گمان شمع
پروانے چند بزم میں تھے وہ بھی گل بجھے
باقی زمانہ کوئی بھی اسب نونہ خوان شمع



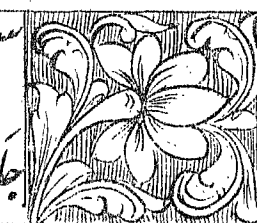
ایسی ہوئی فنا غم جانان میں اور سخن
تا صبح پھر کسی نے نہ پایا نشان شمع
روایت الغین عجیب



فروغ پائے بھلا کیونکہ پیش یا چراغ
نہیں ہو غم کہ دل واغدار کرتا ہوں
سیاہی شب غم کا اثر بیان تک ہو
وہ تفتہ دل ہوں کہ مر کہ بھی کام آؤنگا
خیال زلف صنم میں چراغ دل بے نور
سمجھ کہ قبر کے اندر بھی نور ہو اسکی
قبر کے سامنے ہوتا ہو بے وقار چراغ
سر مزار نہ ہو ہر تہ مزار چراغ
کہ وصل میں بھی ہوا انکو ناگوار چراغ
بنائیکے مری مٹی سے ہی کھار چراغ
کہ جس طرح سے فروزان پوش مار چراغ
نظر جو آئے کسی کے سر مزار چراغ



سخن و جویں سے مرا گھر سیاہ ہو جائے
جلاوطن میں جو بھی تیرہ روز گاہ چراغ



کرمی تھاری دیکھ کے غیر و بچ کھائے داغ
داغوں پہ داغ اور دیے تنے جلے داغ
شمع و چراغ و لالہ و طوائس ہیں خجیل
وہ شہری اب نہیں ہے کہ تجھ کو کھانوں میں
گھر سے تھارے آئے تو گوا کہ آئے داغ
دل کے مرے پھر مرے بھی ہونے پاداغ
ایسے تھارے عشق میں تہنہ بھی کھائے داغ
دل کو جلا گیا تیری فرقت کا پاس داغ

تجھ کو جو امتحان مرا منظور ہو ستم گل کھاؤں اور میں تری خاطر کجا داغ

بلبل کو عشق گل میں مزا کیا ملے سخن
کیا پائے جیتے سینے کے اور نہ کھاؤں داغ

ارو لیت افکار

سب ہو گئے ہو کیوں اسی اختیار کی طرف
دیکھی نہ اس کے سبب پر داغ کی بہار
یہ رشک کیا ہو کم کہ وہ ظالم مرے لیے
قاصد کا اور صبا کا مجھے انتظار ہو
کیا بات کوئی ناصح مشفق سمجھ میں آئے
سزا ہو عشق کیسے دل میں قریب
تو رہا بدل گئے وہیں اس بد مزاج کے
کیسے کا عزم اور کسی سال ہو تو ہو
وہ دن خدا دکھائے مجھے بھی کہ محسب
تقدیر ہی میں کفر ہو اے تو کیا کروں
آنکھیں نکال لوں گا میں نگس تری بھی
اچھی نہیں ہیں آپ کی یہ بد مزاجیاں

کوئی تو بولو میرے دل زار کی طرف
گذرے نہ تم بھی مرے گلزار کی طرف
جیتا ہی ہو قتل جو اختیار کی طرف
ہر دم نگاہ ہو درو دیوار کی طرف
دل تو لگا ہوا ہو میرا یار کی طرف
ناظر زحل ہو طالع اختیار کی طرف
دیکھا جو میں نے ابروئے خمدار کی طرف
جاتے ہیں اب تو کوچہ و لدار کی طرف
آئے دلیل فسانہ خمار کی طرف
کچھا ہو دل اسی بے عیار کی طرف
ڈالی کہ جو یار کے رخسار کی طرف
چھو کر کہہ دے ہر نہ ہو اختیار کی طرف

ہمراہ مثل بوٹن ناتوان بھی ہو

چل اسے نسیم کو چہ ولیدار کی طرف

روایت القاف

شفائے امراض قلب بے جان بنام حضرت قیام اصدق

دوائے درد دل پریشان کلام حضرت قیام اصدق

قبول کرے وہ جانِ عالم تو پھر سے ہو جان میں کیا غم

نہ وہ رہے میں شاہ سے کم غلام حضرت قیام اصدق

جنھوں نے حضرت سے کی ہو بیعت ملی انھیں جہان کی نعمت

ہوئے وہ سب سے بلند رتبہ غلام حضرت قیام اصدق

زبان نے دل سے مزاج پلایا وہن کے ہوسوئے لطف اٹھایا

مری زبان سے ہوں تک آیا جو نام حضرت قیام اصدق

جنھیں ہو قرب خداے اکبر مراتب انکے ہیں سب سے برتر

سمجھ کہ ہو عرش سے بھی اوپر مقام حضرت قیام اصدق

یسی دعا ہو ہی تمنا ہے سخن پر ہمیشہ سایہ

الہی ہو قیام دنیا قیام حضرت قیام اصدق

کانچا ہوں چولیا ہوں کبھی نام فراق

کم نہیں تیرے قیام سے تری شام فراق

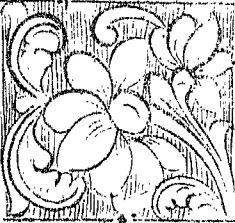
سوچتا ہوں میں کبھی دل میں جو انجام فراق

استدیر ہے اندیشہ آلام فراق

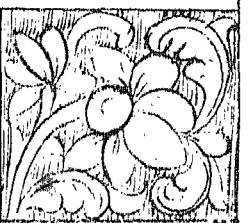
عید کے دن سے زیادہ ہوا روزِ حصال

راج کرتی ہر جدائی کا ارادہ من سے

تیرے وعدوں بچھایا ہے عجب ام فراق اب تو کتنے ہیں بڑے بیخ سے یام فراق سنئے تے ہیں کہ ہر وصل ہی انجام فراق	سیروں جھنکے پھر کے ہیں بید وصال او صنم جلد غیر عاشق ناکام کی لے دیکھے ملتا ہو کیا ہجوم دولت اسکے
---	--



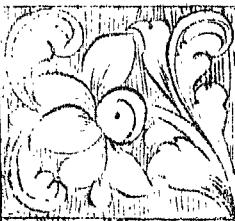
دوست کے وصل سے و شا و سخن آپ ہیں
و شمنوں کے لیے دنیا میں ہوا لام فراق



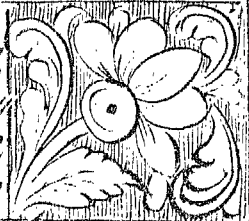
چاندنی چاندی کا پتھر ہو پتھر کا ورق کیا نخل ہو تجھے بنکر ہو پتھر کا ورق ہر مہر بالائے بستر ہو پتھر کا ورق رہا کی بنکر زمین پر ہو پتھر کا ورق بنگنی اسدا اکبر ہو پتھر کا ورق بہتی جاتی ہے برابر ہو پتھر کا ورق چاندنی ہو آب خنجر ہو پتھر کا ورق کیا نظر آتی ہو کافر ہو پتھر کا ورق کیونکہ نجائے شکر ہو پتھر کا ورق اسکی دیوار چمن پر ہو پتھر کا ورق ہیں جواہر اسکو شجر ہو پتھر کا ورق اسیے پڑتی ہے بنکر ہو پتھر کا ورق	تجھے ہو اوی مہر انور ہو پتھر کا ورق حسن سے بن جائے بھی گر ہو پتھر کا ورق اٹھ گیا تو صبح کو لیکن ابھی تک اے صنم کیا اگر ہو تمہارا حسن جبکہ فیض سے سرو آتش ناک سے قاتل کے سیرت فوج راہ میں بھی تیرے اعجاز رخ پر نور سے عکس رخ سے تیرے اوقات عجب سیر ہو بعد بارش ہر جگہ قوس قزح کے سامنے باسے ضد کسی ہو یہ ہمیں ہو کس کا اختیار پر تو رخسار جاناں سے نظر آتی ہمیں چارہ گر مہر ہو جو اسکے طلانی رنگ پر پسرخ کو زینت مکان کی آپ کے منظور ہو
--	---

سہنے مانا ہو سراسر دھوپ نے کا ورق
دیکھ نہ جاتی ہو کیونکر دھوپ نے کا ورق
دیکھ ہو بالائے منبر دھوپ نے کا ورق
ہو مقابل تجھے بکرو دھوپ نے کا ورق
تیرے عارض پرست کرو دھوپ نے کا ورق
ماہ کامل مہر انور دھوپ نے کا ورق

یہ تو بتلاؤ کہ آخر کس مرض کی ہو دوا
موتو پی زار ہا بھی تیری نظر کے سامنے
باعث تیرے مجلس فکر ہو زار ہا
چاندنی کی کیا حقیقت پائے جو تجھ فروغ
کیا لطافت ہو نقاب اٹھتے ہی رخ مٹے گئی
سامنے رخسار جانان کے چادر ہن نخل



جنش طوف نقاب سے قاتل سے سخن
بگلی ہو زرخیز دھوپ سونے کا ورق



ظاہر پرست یار کے ہو گایان میں فرق
ڈالو نگاہ میں عشق کے نام نشان میں فرق
موسم کا جس طرح ہو بہار دوزان میں فرق
کیا دخل ہو جو آئے مرے امتحان میں فرق
یہ لوگ لائے تھے دل دوستان میں فرق
اقلیم سب سے اور ہو ہندوستان میں فرق
کیا ہو تمھاری مانگین اور کوکشان میں فرق
بے شہم ہو طبیعت پیر و جوان میں فرق
ڈالا ہو جس نے خلق کے امتحان میں فرق

جنکے دونوں میں فرق ہو انکی زبان میں فرق
بید اوگر پھر لگا نہ منہ تیغ سے مرا
عاشق کے بھی مزاج کا ویسا ہی حال ہو
ثابت قدم وفا میں ہوں لگائیں تابیر گ
شک و حسد کی اصل بیخ جان ماہ ہوش
جنت نشان واقعی اسکی ہو سرزمین
جو سن سہیں کہتے ہیں یان بھی ہو وہی
جھگڑے نہ کیوں کان سے کا ندر تیرا تیر
کام اپرا ہر سہبت سفاک سے مجھے

اسکی امید و میل پہ چیتا ہوں اسے سخن
اتھک تو کچھ نہیں مرے تاب تو ان میں فراق
روین اکاف المہلہ

شام سے ناسے میں تباہوں سحر ہو تک
کسکو دیکھوں تے اور شک قمر ہو تک
صدقے ہو جائینگے قدمو نہ تے اوقاف
تسے اور شمع سے تشبیہ مناسب ہو کہ وہ
برق شق تو ہی تو ہو تجھ سے بھی کم فرصت عمر
شب کو تھارم میں دعویٰ تقابل تسے
بیخودی نے مجھے شکوے سے بھی رکھا محروم
عز و دلین ترا تخم محبت بویا
کیا ہی عیار ہو کہ فرکہ عیاں ابا اللہ
انتہا طلب نہیں کوچے سے تمھارے ورنہ
یہ بھی سودا ہر تری زلف کے سحر تے تک
تو رہیگا مری آنکھوں میں نظر ہوتے تک
بچکے گزری شمشیر کے سحر ہوتے تک
سیکڑوں رنگ بدلتی ہو سحر ہوتے تک
کیا رہیگا تری غفلت پہ نظر ہوتے تک
کھل گیا رنگ قمر کا بھی سحر ہوتے تک
اٹھ گئے پاس سے وہ مجھ کو خبر ہوتے تک
دیکھیں کیا رنگ یہ لاتا ہو شجر ہوتے تک
دل رہا پلو میں بس ایک نظر ہوتے تک
غیر کا دخل نہ تھا اپنا گذر ہوتے تک

اسے سخن یا سنے کل جھک کو سرفراز کیا
پانوں دبوایا کیا مجھ سے سحر ہوتے تک

تلف و آبرو سے نہیں یہ ہم چاروں ایک
جادو فکر و رہ فقر و فسا منزل عشق
ایک ہیں اور یہ ہیں بہر قسم چاروں ایک
خافلو ہیں یہ رہ ملک ہم چاروں ایک

میں بھی دنیا میں عجیب طرح بسر کرتا ہوں	ہر مجھے عیش و خوشی حزن و الم چاروں ایک
جس کو جبکہ تری ہی تو ہی میرے نزدیک	مستعد و دیر و کلیسا و حرم چاروں ایک
صاحب ختم رسل رکن رکین اسلام	اہل ایمان کو میں یہ اہل کرم چاروں ایک

عارف و سالک باقر سخن خستہ جگر	وضع رکھتے ہیں سخن میں یہ اہم چاروں ایک
-------------------------------	--

آج کچھ اور ہے جناب کارنگ	دیکھئے روئے پر عتاب کارنگ
چشم بد و دیار کی رنگت	نشینہ حین جسطح شراب کارنگ
کیا ہی زیبا ہے روئے انور پر	ہلکا ہلکا سایہ نقاب کارنگ
حسن میں کیوں نہیں ہو لطف گر	اور ہوتا ہے وہ شباب کارنگ
یوں ہے جسم اس کی کا سرخ و سفید	جیسے کپڑے پہ ہو شباب کارنگ
کھائیں و حوکانہ تشنہ لب کیونکر	ایک ہے آب اور شراب کارنگ
چل کے ساتی کو دو بہار بکاد	دیکھو تو میکش و سحاب کارنگ
سرخ ڈورے نہیں وہ اکھون میں	نہ جا آج کچھ شراب کارنگ

دیکھ کر اس سخن نہ ڈرنا تم	یار کے روئے پر عتاب کارنگ
---------------------------	---------------------------

روایت اللام	
-------------	--

مرنے دم کی ہو ہی ایک صیت قاتل	اپنے کو بچے میں بنا نامری تربت قاتل
-------------------------------	-------------------------------------

<p>لوگ آتے ہیں وہاں ہر زیارت قاتل ہو گئی میرے لیے میری مذمت قاتل سرخ لہی تھی کہاں تیغ کی زکات قاتل کی زکات نے تری میری شفاعت قاتل اتنی صحبت ہو تری مجکو غنیمت قاتل کیا بنائی ہو خدا نے تری صورت قاتل تو ستھر ہو تو ہی تری عنایت قاتل ہو مرے زخموں کو بھی ضبط کی عاوت قاتل روح سے شرم ہو اور تجھے مذمت قاتل یاد آتی ہو جو آدم تری صورت قاتل</p>	<p>جس جگہ ہوتے مقتول کی تربت قاتل مر گیا اپنے نہ مرنے پہ ترے ہاتھ سے مین لو کہ کس شوق سے زخموں نے مرے پتھر ہو تو کہ گئے ہاتھ کھنچی تیغ نہ مطلق تجھے تو کلا کاٹنے بیٹھا ہو مرے سینہ پہ جسنے دیکھا تجھے وہ مر گیا تیرے اوپر مار رکھتا ہو تراطف سے باتیں کرنا صدے سے ہیں مگر منہ سے نہیں کچھ کہتے سخت مشکل ہو کہ فریاد کروں یا کروں مجھ کو کرتا ہو تراش کوہِ بیدادِ خجل</p>
--	--



اک غزل اور سخن سے دمِ آخر لے
دیکھ تو اسکی ذرا طبع کی جو دست قاتل



<p>خوب مضبوط ہو زنجیر قاتل تیرا انداز نفاقِ فل سب مجھے خنجر قاتل جستہ رہیں تری شمشیر کے جو ہر قاتل دیکھتا ہو تجھے تر دیدہ جو ہر قاتل جیتے کس طرح جو ہوتا نہ مستور قاتل</p>	<p>خلصی ہو مجھے اس تیرے کیونکر قاتل دستِ نازک کو ندے بچ گرا ہمار کہ ہو عرصہ حشر میں کافی نہیں شہادت کے لیے بگینا ہی پہ پری دیکھ کے کس حسرت سے مر نہ جاتے نگہ لطف پہ اسکی اب تک</p>
--	--

قبر میں کانپ گئی روح سکندر قاتل
تجھ پر جانیں گے صد تیرے ہو کر قاتل
دیکھ لینے دے ٹھہر جا در ادم بھر قاتل
تین تلوار تیر نیچ نخبہ قاتل
ایک ہی زخم پہ دو وار مکر قاتل
ہاے سفاک جنا پیشہ ست گت قاتل
یا رعیت ارجف کا رکہ دلبر قاتل
روح آتی ہے تجھے ڈھونڈنے اکثر قاتل

آئندہ دیکھ کے میل ترا تیرو رجو ہوا
صورت زخم کبھی منہ نہ پھر گیا تجھے
اپنا انداز غضب قہر و ستم کی چٹون
آزمائے تو مرے جسم پہ سارے ہتھیار
وہ نون ابرو کے اشارے مرے دل پر اچھا
وہ زخم سے بسل کے صد آتی ہو
نامہ شوق شہادت پہ لکھوں کیا قاصد
جس جگہ قتل ہوا عاشق جا بنا تو وہ ان



سن چکا حال سخن قتل میں اب دیر ہو گیا
کام کر جلد کہ ہر وقت بھی آخرت تل



اندراں تبون سے ہمارا بچاے دل
ہو پنچے جو آسمان پہ مرے نالہائے دل
یہ منزلت ہو عشق میں کس کو سواے دل
سینے میں ہو مگر ترا پیکان بجائے دل
یہ بھی کبھی زبان سے نہ نکلا کہ ہائے دل
سن لیجیے کبھی تو صنم ما جبرائے دل
ہو مونس جگر تو کبھی آشناے دل

آفت پہی و شون کی ستم ہو بربادل
کابنی زمین فرشتے بھی خراس کے رہ گئے
آنکھوں میں ہو کبھی کبھی زلف صنم میں ہو
دل اپنا تیر لگتے ہی خون ہو سکے پہ گیا
دو پر شعار ضبط کو مسرے خیال کر
پاس و فاسے عاشق شیدا ضرور ہو
تیر نگاہ میں ہی تمہارے وفا نہیں

چھڑو بہت نہ اسکو کہ نازک مزاج ہو
کیونکہ کون کہ تم پہ نہیں اعتقاد کچھ
قصہ بہت طویل کہانی دراز ہو
تھا باغ آرزو میں یہ پہلے سٹال گل
بلبل ہوا پھر اک گل خندان کو دیکھ کر
قمری بنا کبھی وہ کسی سرد و ناز کا
پھر اک نگار آفت جان پر ہوا تار
پھر اک پری کو دیکھ کے دیوانہ بن گیا
پھر اسکو دیکھ بزم میں ہونے لگے بلند
چنگاریاں اُڑیں تو وہ پردانے بنگے
کچھ جل کے خاک ہو گئے کچھ شعلے بنگے
وہو نہ ہو گے اب تو پاؤں گے گردِ دلال میں

بیزار تھے دیکھو کہ میں ہونہ جائے دل
کہ دو گئے مدعی سے مراد عاے دل
ہم دم سنائیں کیا تجھے ہم ماجراے دل
سب غارتھے نظر میں ہماری سوائے دل
کیا نغمہ سنج درد تھی کچھ دن تو آدھ دل
کو کو کی تھی صدا وہ نہ تھے خندہ پا دل
نازل ہوئی پھر ایک مصیبت برآدھ دل
جانے لگے ناک پہ مرے نالہاں دل
سوز درون سے شمع صفت شعلہ آدھ دل
ہر دم شمار یا رتھے با صد ہواے دل
وہ ابتداءے دل یہ ہوئی انتہاءے دل
تھوڑی سی آگ سینے کے اندر بجائے دل

اب ہو گئی شرابِ محبت دو آتشہ
دل اسپہ ہر خدا تو سخن ہر فداے دل
روایت المسم

صبح وطن ہر روز محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مثل خدا ہر خوشی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

شام غریبی ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کیونکہ جب کہیں ہم سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دیکھا جمال خدا جہان کا پروہ اٹھا از زمان کا	جنے دیکھا روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سبکی زبان پر تالقیماست باری رکھیکا قدقا	عشق قد و جوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خضر طریق حق انوکھو نکر جس سے دماغ جان ہو	پیر ہن خوشبوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہر جو ازل سے شوق لقا کا ہے سخن اب ہو تینا	خواب میں دیکھوں روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
---	--

تم کرو جو کچھ طلباؤں سہر دیدینکے ہم	دل پہ کیا موقوف ہو جان و گردیدینکے ہم
خنجر قاتل رکھیکا گر ہارے قتل میں	نیچہ ایک اور اسکو تیز تر دیدینکے ہم
دل جو اس بے مہر سے مانگا تو یوں کہنے لگا	جاؤ بھی گھبرا گئے کیوں اسقدر دیدینکے ہم
لائیکا میرا جو اب خط تو پھر انعام میں	جان تک اپنی تجھے اسو نامہ بردیدینکے ہم
دل ندینے پر ہوئی کھین خاطر اقدس ہول	پھر گئی اتنے میں کیوں ہے نظر دیدینکے ہم
فکر بے حاصل ہو در مان بے اثر ہو جائیے	ٹانکے زخموں میں خود اپنے چارہ گردیدینکے ہم
پانی ہو اک چیز ہے بھی تمھاری رات کو	دل تو کہتا ہے نہ دین تکو گردیدینکے ہم
روٹھ کر جانا کچھ ایسی دل لگی بازی نہیں	تیرے قدموں پر بھی دم بھر میں ہر دیدینکے ہم

سوچتا ہوں جبکہ دیکھوں کہ آتے ہیں ہاں	دل یہ کہتا ہے سخن تجھ کو خبر دیدینکے ہم
--------------------------------------	---

دل ہو وابستہ تری زلف سے ظالم	مجھ کو سودا ہو مگر تیری بلا سے ظالم
مرض عشق میں تدبیر سے کیا ہوتا ہو	کون امید ہو صحت کی دوا سے ظالم

سیرے قاصد گامان ہوتا ہوا کثرت اسکو	اسلیے منہ وہ چھپاتا ہوا سے ظالم
وہ متعاد ہن تنگ ہوتا کہ کبھی	حل مطالعہ نون جسکے شعرا سے ظالم
جان عاشق پذیر جاتے ہیں صدمے لاکھوں	استقدر شوق ہو کیوں جو رجھتا سے ظالم
بے گنہ قتل مجھے تو نے بہ ظاہر نہ کیا	مار رکھا ہو گرنہ زوا داسے ظالم
نہ محبت نہ مروت نہ کچھ الفت کی نگاہ	شوق ہو تجھ کو مگر جو رجھتا سے ظالم
تیغ ابرو سے اگر بچ گئے کچھ دن تو کیا	تیر مرثگان بھی تو میں خون کے پیاسے ظالم
دیکھتے ہی مجھے وہ طرفہ ستم کرتا ہوا	پھیر لیتا ہو نگہ شرم و حیا سے ظالم
دیکھ لوں تجھ کو دم نزع اگر بالین پر	مجھ کو پھر خوف نہوا اپنی قضا سے ظالم
حوصلہ ظلم کا تھا شوق بھی کر کے مجھ پر	ہو گئے تم بھی تو اب فضل خدا سے ظالم
مر کے میں خاک بھی ہو جاؤں تو مانند غبار	روح لپٹے ترے دایاں قبا سے ظالم



سخن خستہ جگر وصل سے ناکام رہا
ظلم کی تیرے ہر فریاد خدا سے ظالم



عشرت و آرام و راحت سے ہوئے بیزار ہم	غم ہمارا دوست غم کے ہو گئے غمخوار ہم
پاتی ہو جب سے اجازت طوف کوئی کی	آپ اپنے ہو گئے ہیں والہ رفتار ہم
بل کی لے سے نہ تو ہو سبھ کرنا تو ان	مار رکھینگے تجھے او کیسے خمدار ہم
ست ہیں لیکن نہیں ہو ظاہر کوئی ضرب	تیری آنکھوں کی طرح برسوں ہیں بیزار ہم
نیم باز آنکھوں کا تیری خواب میں بھی خیال	آج کل رکھتے ہیں ایوان طالع بیدار ہم

یہ سنا کر مال دیتے ہیں دل مشتاق کو	حشر میں دکھلائی گئے اُسکا تجھے دیدار ہم
بنکے شکل یا سارے دن ڈراتی ہی مجھے	رات کو رہتے ہیں جس امید پر بیدار ہم
اپنے ہی دل کو کہتے ہیں حسن کا آئینہ ہی	کرتے ہیں ای جان شہقت میں کیا کیا پیار ہم

استقدربے چین کر ڈال دلا دل بیتاب نے	جان سے اپنی ہیں ابھوای سخن بیزار ہم
-------------------------------------	-------------------------------------

عدو ہی برق کہ ہر باغیان نہیں معلوم	جس لایا کس نے مرا آشیان نہیں معلوم
سمجھ کے اپنا کیا آپ میں نے کیوں نقصان	بنایا غیر کو کیوں رازوان نہیں معلوم
مجھے تو یہ نہ کہی ایک آنکھ دیکھ سکا	ہوا ہوں کیوں میں فلک کو گران نہیں معلوم
نہ یہ زمین ہو نہ یہ آسمان وہاں قاصد	زیادہ اس سے بس اُسکا نشان نہیں معلوم
ہلا کے لایا ہوتا دو گلستان میں	کر لگا مشورے کیا باغیان نہیں معلوم
یہ بیخودی ہو کہ بس اٹھ کھڑے ہوئے گھر سے	مکمل کے جائینگے گھر سے کہاں نہیں معلوم
کہو نگا خاک میں اُس بیوفا سے حالت دل	مجھے تو کوئی بھی طرز بیان نہیں معلوم
زمین پہ کیا کوئی اُس کا پتا لگائیگا	کہ آسمان کو بھی اُسکا مکان نہیں معلوم
مجال ہوتی اگر مہ کو آنکھ اٹھانے کی	تو منظر اپنا بھی ہوتا کہاں نہیں معلوم

ہمارا ذکر وہاں اس طرح سے ہوتا ہی	وہ کیا ہوا سخن خستہ جان نہیں معلوم
----------------------------------	------------------------------------



ردیف النون

اُلجھ کر ہاتھ سے میرا گریبان آستین دامن
 لیے پھرتے ہو تم کس کا گریبان آستین دامن
 پلایا بادہ گلگون جو شب کو زم زم زندان میں
 سبب کیا ہو جو مجھے لوگ کہتے ہیں کہیا ہنصر
 جنون مجھ کو فراموشی میں یاد آئے تو کہتا ہوں
 یہ جوش شک ہو دیکھ قلم جوش میں آنے
 نہ کچھ باقی رہے دست جنون پیراڑے سب کے
 مہ نوہو شعل شمس ہو مہر و خشان ہو
 گلے میں طوق ہاتھوں میں ٹٹے صحر کا دامن ہو
 رفو تھا دھجیاں تھیں جا بجا خار میلان تھے
 او میرا پھاڑ ڈالا دھجیاں کہیں جس حشر میں

ہوا ہو دھجیاں کیا کیا گریبان آستین دامن
 جنون میں ہمد کو کیسا گریبان آستین دامن
 بھر اساقی نے سب میرا گریبان آستین دامن
 کیا کیا آپ نے اپنا گریبان آستین دامن
 الہی کیا ہو امیرا گریبان آستین دامن
 پنخوڑون میں اگر اپنا گریبان آستین دامن
 کہ موندنا حاکلی پردا گریبان آستین دامن
 پری رویہ میرا گریبان آستین دامن
 تنہا ہو کہ ہوا اس گریبان آستین دامن
 مزا تھا یہ بھی جتک تھا گریبان آستین دامن
 ہمارے ہاتھ جب آیا گریبان آستین دامن

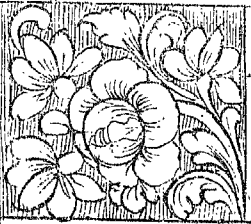
سخن افسوس اس کپڑے کی بھی تقدیر کیا ہو
 بنا ہو جس سے عاشق کا گریبان آستین دامن

گلہ نشین ہیں داغ مرے جسم زار میں
 سمجھو نہ محنت مل مژدہ اشکبار میں
 خاک در صحنہ جو ملے ہم ہر یار میں

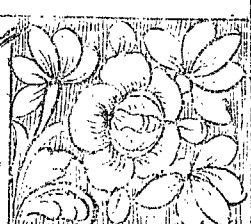
سر تا پایا ہوں چشم ترے انتظار میں
 بجلی چمک رہی ہو یہ ابرہہ بار میں
 سر نہ لگاؤں چشم شب انتظار میں

سوئے تمام عمر تو پہلوئے یار میں
پڑ جائے جس پہ خاک مری اُسکو عشق ہو
بانغِ جہان میں صورتِ نرگس بسر ہوئی
جالتے نہ ہم کبھی ترے کو پہ میں بے وفا
اُس بد گمان سے کام کمال و نگاہِ شوق
ڈرتا ہوں بد مزاجیِ جانان سے ہنس
وہنم تو مر کے چھوٹ گیا اس عذاب سے
قطراتِ اشکِ سخن سہرِ مرگان تو دیکھے
کو دشمنی نہیں ہوا شر کو دعا کے ساتھ
اے حاضر تم بھی موت کو ڈھونڈھو مری طرح
اچھی لکھی ہے میری تہ نہ مانگوں تو کیا کروں
بھجو کہ حشر نام وراثتیں سے ایک کا
دم بھر میں تیری ایک نہیں نے سدا دیا
یہ فائدہ ہونے کہ حصولِ مرام کی

آئینگی نیند کیونکہ اکیلے مزار میں
یار یہ دے اثر مری شستِ عمار میں
گذری تمام عمر ترے انتظار میں
پر کیا کریں کہ دل ہی نہیں اختیار میں
لیکن فرق آتے ترے اعتبار میں
دل پر بھی میرے جبر نہیں اختیار میں
باقی بھی مر رہے ہیں تے انتظار میں
یہ گل بہار دیکھے اُس خار زار میں
کیونکہ دخلِ دونِ مشیت پرور و گار میں
گذرے ہوشِ کسی کے تھیں انتظار میں
وہ اختیار میں ہونہ دل اختیار میں
فٹتے چھتے ہیں جو فتنہ راز میں
کیا کیا خیال تھے دلِ امیدوار میں
کچھ ہونے لگا اگر دوشِ لیل و نہار میں



گھبرانہ جائے تنگی جائے خیال یار
ارمان سخن بھرے ہیں دلِ بقیرار میں



حیا کے پردے میں خ پر اگر نقاب نہیں

کبھی کسی سے مرا یار بے جواب نہیں

ہجوم یاس میں کیا چین سے گذرتی ہو
 ہوا ہی غیر کی خلوت کا راز بے پردہ
 نقاب ڈال کے چہرے پر حشر میں آنا
 ہزاروں پستے ہیں لاکھوں تمام ہو ہیں
 یقین ہی جانو لگا میں بے حساب جنت میں
 قدم زمین پر رکھا ہی جان جہان تو نے
 دعا کو ہاتھ اٹھائے تو ہنس کے فرمایا
 غرض یہ ہو کہ رہیں مبتلائے غم دائم
 ہمارے دل میں جو تو ہی تو شک یہ ہوتا ہو
 یہاں تو دیکھ کے میں اُنکو محو حیرت ہوں
 بنایا تیرے ستم نے جہان کو پُر آشوب
 کلمہ میں کس سے کہ دن سر نوشت کا اپنی
 کہ جب امید نہیں ہو تو اضطراب نہیں
 بس اب کیجیے آپ از رہ حجاب نہیں
 کہ دیکھنے کی تمہارے کسی کو تاب نہیں
 خدا کا قہر ہی ظالم ترا شتاب نہیں
 گناہ ہیں مرے اتنے کہ کچھ حساب نہیں
 جبکہ وہ کوئی ہو جو فلک جناب نہیں
 ہزار مانگو دعا ایک مستجاب نہیں
 بخاری ضد سے زمانے کو انقلاب نہیں
 کہ شوخیان ہیں تری دل کو اضطراب نہیں
 وہ جانتے ہیں مری بات کا جواب نہیں
 وہ فتنہ کون ہو جو ترے ہر کا ب نہیں
 کہ قاصد آیا تو خط کا مرے جواب نہیں

پڑا ہی اپنی ہی آنکھوں پر پردہ غفلت
 سخن و گرنہ رخ یار پر نقاب نہیں

بے امتحان قتل بھی وہ جو کم نہیں
 ظالم کی دیر کو تو مراد بھی کم نہیں
 دل شاد و آنکھ دھند سے ہوں گو فریب ہو
 تم غیر کو ستاؤ یہ مجھ پر ستم نہیں
 کچھ غم نہیں جو پاس مرے جامِ ہم نہیں
 ہوں وہ وفا شعار کہ مرنے کا غم نہیں

یونہیں رہا فراق تو شکوے بھی ہیں ضرور
 مثرگان یار اور کسی کے لیے ہیں غم
 پھیلاے پائون کو چہ جہان میں غیر کیا
 شکوہ کروں ستم کا تو دونا ہوا التفاس
 کسوت نامہ بر دم تحریر خط شوق
 دیکھا مجھے تو غیر سے آنکھیں پڑا گئے
 گہرا کے تیرے ظلم سے بید او گرہاں
 ہاں بوالہوس ہی غیر اے آزما نہ تو
 سرکاٹ تو قسم نہ مجھے دور قیب کی
 وعدے کا اُسکے غیر سے کیونکر یقین ہو
 ہو یا دانا کا وصل میں پہلے تو ٹالنا
 صدقے میں اُسکی سادگی اور اپنے ضعف کے
 ایک روز میں نے اُس سے کہا سُن جو فراق
 ملنا قیب سے ترا کیون ہو گیا شعار
 بیوجود کی جتا ہوں تو ہیں اندون برے
 وعدہ کیا تو اُسکا بھی تجکو نہیں خیال
 جس بات کو کہا تو سنا سر بسر غلط

کیونکر کہوں کہ وصل میں رنج و الم نہیں
 دلیں ہمارے وہ خلش سب دہم نہیں
 اُسکو یقین ہو کہ وہ ثابت قدم نہیں
 کیونکر کہوں کہ حالِ عسر و پر کر نہیں
 شہ خوفِ خون ل نہیں مثرگان قلم نہیں
 کیا اس نگاہِ لطیف میں نہاں ستم نہیں
 وہ کون ہو جو راہی ملکِ عدم نہیں
 قسمت میں اُسکی لذتِ جور و ستم نہیں
 تم جانتے ہو کیا مرے حق میں وہ ستم نہیں
 کہتا ہوں بات بات پہ جو دہم نہیں
 کہنا پھر اُنکا ناز سے وہ دہم نہیں
 زندہ ہوں اور کہتے ہیں اس میں تو دہم نہیں
 میرے ہی حال زار پہ تجکو کرم نہیں
 حاصل اُسے بھی گرچہ جزا نہ وہ غم نہیں
 وہ آنکھ وہ نظر وہ نگاہ کرم نہیں
 پاس وفا مروت قول قسم نہیں
 جس لفظ کو سنا تو کہا ایک قلم نہیں

جو امر میں نے شوق سے چاہا کہ مان یہ ہو
 بل ابرووں پہ یار نہیں ہی یہ بے سبب
 تہ کچھ تو باعث بخش بیان کر
 ایسا قصور کو نسا مجھے ہوا کہ اب
 مد نظر ہو مجھ کو تو سہرہ دم تری خوشی
 نازش مجھے وفا پہ نہ الفت پہ کچھ غرور
 حق ہو ہی کہ میری ہی تقدیر ہو بری
 جو کچھ گلہ ہی اپنی ہی قسمت سے ہو مجھے
 بوئے کہ بس معاف سنی داستان عشق
 قسمت گئی ہو آپ کی چرنے کسی جگہ
 عاشق کرے شکایت معشوق کس طرح
 شکوہ غلط ہمارا ہمارے ہی سامنے
 جو آپ نے اڑائیں وہ یاں بھونکائی ہیں
 معشوق اور ڈھونڈنے کوئی وفا شمار
 ٹھنڈے ہی ٹھنڈے چاہا کہ سدا ہمارے
 جب یہ سنا جو آپ سخن سننے پارے

تو نے ہزار بار کہا کم سے کم نہیں
 بے وجہ کیسوں میں ترے پیچ و خم نہیں
 مانا کہ بات یہ کوئی ایسی اسہم نہیں
 مطلق خیال میرا تجھے ہی صنم نہیں
 مرا جاؤں میں بلا سے مجھے اسکا غم نہیں
 اسکا خیال بھی ترے سر کی قسم نہیں
 انصاف میرا شیوہ ہی میں ہٹ و حرم نہیں
 تجھے کوئی شکایت ہو روستم نہیں
 غصے میں تاب ضبط ہیں ایک دم نہیں
 بدنام کیوں کیا اسے کیا یہ قسم نہیں
 یہ تاب یہ مجال یہ طاقت یہ دم نہیں
 پھر نہ ہو کہ آپ سے الفت بھی کم نہیں
 کیا آپ جانتے ہیں سمجھتے ہی ہم نہیں
 یاں کچھ خیال آپ کے سر کی قسم نہیں
 یوں ناز اٹھائیں آپ کے ایسے تو ہم نہیں
 سمجھتے کہ بات ادا ہو کچھ اسکا غم نہیں

کہتے ہی وہ رہے کہ خدا کی قسم نہیں

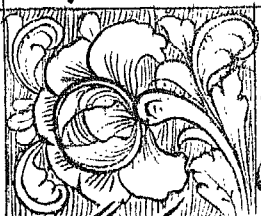
<p>ہیں ہی چین سے یاں جنگو خبر کچھ بھی نہیں جان سے جائے کوئی تکو خبر کچھ بھی نہیں کھل گئی آنکھ تو پھر وقت سحر کچھ بھی نہیں کہتا ہوں حمام کے میں پنا جو کچھ بھی نہیں وہ یہ سمجھے کہ مجھے اسکی خبر کچھ بھی نہیں پھر مجھے دیکھتے تم کیوں ہو کر کچھ بھی نہیں ہو مجھے انکی خبر اپنی خبر کچھ بھی نہیں دلِ گم گشتہ کی ہو کو خبر کچھ بھی نہیں ور نہ تم یاد ہی رکھنا کہ سحر کچھ بھی نہیں کیسے وہ کیا ہو تو کہتے ہیں کچھ کچھ بھی نہیں دلِ تھارا ہو کمان اسکی خبر کچھ بھی نہیں اک ترا وعدہ کہ سب کچھ ہو مگر کچھ بھی نہیں</p>	<p>ہوش کہتے ہیں جو دنیا میں بشر کچھ بھی نہیں حال بیمار محبتِ نطفہ کچھ بھی نہیں خواب ہو لطفِ شب وصلِ پری رو گویا نامے سُکر مرے فرماتے ہیں کیا ہو کیا ہو ہو کے بیہوش سنیں غیر سے باتیں انکی مہر و الفت نہ سہی بغض و عداوت ہی سہی ہوں وہ خود رفتہ کہ ہمراہ ہوں ہر دم انکے لے گیا کون اسے کیا ہوا کس جا چھوٹا اپنے بیمار محبت کی خبر جو جلدی مانگیے دل تو سناتے ہیں کمانِ دل کیسا سیری ہر بات کی ہر وقت خبر ہی تو کو اک یقین میرا کہ کچھ بھی نہیں اور سب کچھ ہو</p>
--	---

ضعف سے اتو یہ حال دل مضطرب سخن
کبھی بیتاب کبھی دو دو پر کچھ بھی نہیں

<p>تک کہ ہو مرے نام کا اقلیم سخن میں کیا دیر ہو پھر دور ہو تو بہ شکن میں</p>	<p>گویا ہر زبان و صفتِ رخِ سیم بدن میں وہ گل بھی ہو ساقی پُر تفریحِ چمن میں</p>
--	---

غنجے بھی مجھے دیکھ کے ہنستے ہیں چمن میں
تسکین نہیں اک لمحہ اسے خانہ تن میں
اسے ہنفسو شام غریبی سے سوا ہے
ہو نالہ بلبل سے ہم گریہ شب بنم
امش شت نور دی پہ بھی ابتک ل نالان
یکبار نگ یہ لایا ہو جوانوں کو مٹا کر
سبکو تری صحبت کی تنہا ہی پری رو
اے چارہ گرد و سوح کے کرنا مراد ران
اے مرگ غریبی ابھی لازم ہے توقف
بوسو نگنے مرقد میں چلی آتی ہیں جو رین
ہم دیکھ رہے ہیں دل شیدا کو ہیں سے
اکو چہ میں ترے ہکو بندھا گھر کا تصو
گل شاد ہوں مٹی بھی ٹھکانے لگے اسکی
یون ناز تو ہر ایک ترا قہر ہے لیکن

روما ہوں جو اے یار تری یاد دہن میں
وم ہے وہ مسافر جسے غربت ہے وطن میں
بے یار جو ہوتی ہے مجھے صبح وطن میں
شاید کوئی گل چاک گریبان ہے چمن میں
الحجا ہے سر خار بیابان وطن میں
خون شہدا ہے شفق چرخ کھن میں
غنجوں کے بھی آغوش کشا دہن چمن میں
ہے در و عوض روح کے ہر عضو بدن میں
رو لون میں ذرا یاد عزیزان وطن میں
غوشہ ہے غضب سے شیدوں کے کفن میں
آتا ہے فطر وہ ترے کیسو کی شکن میں
یا و آ یا قفس بلبل شیدا کو چمن میں
بلبل کو جو صیا د کرے دفن چمن میں
اک بات نہی ہے ترے بے ساختہ پن میں



اس شہر میں غالب کا جوشا کر سخن ہے
دشمن پہ ہمیشہ سے وہ غالب ہے سخن میں



عاشقوں کی گردش ایام نکھین جو کین

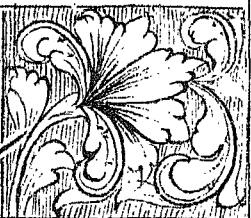
ہمے پھر کر یار کی بدنام آنکھیں جو کین

خال دانہ بنگیا اور دام آنکھیں ہو گئیں
 اُس مہری کی مفت میں نام آنکھیں ہو گئیں
 بعدِ مردن طالبِ آرام آنکھیں ہو گئیں
 سایا جامِ مہرِ کلفِ ام آنکھیں ہو گئیں
 تیرے آگے مورِ الزام آنکھیں ہو گئیں
 حضرتِ دل قابلِ نعام آنکھیں ہو گئیں
 سنج کیا تیرے دمِ شام آنکھیں ہو گئیں

کر لیا تہمتے ہمارے طائرِ دل کو شکار
 مر گئے ہکو تو مر جانا تھا آخر ایک دن
 حسرتِ دید اور وہ بیداری شب کیا ہوئی
 ایک ہی پوسے سے آنکھوں کے ہوا دکو ضرر
 ماصحا دیکھا ہر آن آنکھوں سے کس کا حال
 دیکھتے تو ڈھونڈ کر کیسا نکالا ہی حسین
 دیکھ یہ تاثیرِ میرے دل پر سوز کی



رازِ الفت کھل گیا رونے سے اپنے امی سخن
 کیا بُری خصلت ہوئی نام آنکھیں ہو گئیں



کہ گویا بنگیا ہی خانہ زہ نور سینے میں
 بھری ہے سایا یان بھی گوانگور سینے میں
 چراغِ طور ہے گویا دل پر نور سینے میں
 دل مغرور اپنا اور بھی مغرور سینے میں
 نہ پہلو میں شگافِ اپنے نہ ہے ناسور سینے میں
 بہت بے چین ہے اب تو دل رنجور سینے میں
 غمِ فرقت بھی رہتا ہے تراستور سینے میں
 بنے ہیں صورتِ فرکیوں مگر ناسور سینے میں

ہوئے ہیں نشِ غم سے استقر ناسور سینے میں
 پچھوئے لختِ دل کے ہو گئے معر سینے میں
 خیالِ روئے تابان سے منور خانہ تن ہے
 جہانِ برائتیں اک خوشین اسکی تو ہوتا ہے
 بھلا تباؤ دل سے کس طرح اربابِ مریکین
 مسیحائی تمہاری کون سے دن کامِ اینگی
 کسی سے کچھ بھی ہے پردہ نشین ہم کہ نہیں سکتے
 شکایت کس کی در پردہ ہوتی نظر آنکو

جلالتِ گاسرِ پافتہ رفتہ ای سخن مجسم
کہ ہر پر کا آتش دل محرومِ سینہ میں

<p>ہیں یہ لکیریں اوبت بے پیر ماتھ میں دستِ شفا بھی ہو لبِ معجزِ نابھی ہو پہنائی یار کو بھی فلک نے مرے غم وہ بد گمان ہو اسی کچھ اپنے سے ورنہ کیوں معجزِ نادرہ دستِ نگارین ہیں یار کے کتا ہو دل کہ ابھی تو ہرگز نہ چھوڑے تیغِ نگاہِ کم نہیں عاشق کے قتل کو</p>	<p>یا عاشقوں کا ہی خطِ تقدیر ماتھ میں اعجازِ لب میں ہو تو ہی مائشِ ماتھ میں منت کی بڑی پائون میں زنجیرِ ماتھ میں رکھتا ہو ہر گھڑی مری تصویرِ ماتھ میں بول اٹھے ہو جو بلبلِ تصویرِ ماتھ میں وہ ماتھ دے اگر دمِ تقریرِ ماتھ میں آئے ہو کیوں لیے ہوئے شمشیرِ ماتھ میں</p>
--	--

واکس طرح سے عقدہ امید ہو سخن
ٹوٹے ہوئے ہیں ناخنِ تدبیرِ ماتھ میں

<p>کسی کا ہو جو دیوانہ اسے ہیشا رکھتے ہیں وہی پھر ہو غلبے مہرِ دل آزار رکھتے ہیں متحارے چہرہ رنگین کو ہم گلزار رکھتے ہیں نہیں کہنے کی جو باتیں ہیں نہ ناچار رکھتے ہیں چھبے جو پاؤں ہیں کاٹا اسی کو خار رکھتے ہیں شبِ فرقت میں انکو کو کب تیار رکھتے ہیں</p>	<p>شرابِ عشق کے مخمور کو سرشار رکھتے ہیں یہ کیا ہو ای پر پیرو جو تھیں لدار رکھتے ہیں وہ سن غمچہ ہو آنکھیں گسِ شہلا ہیں و گلرو مجبوریِ تحاری مان میں مان ہم بھی ملا ہیں جنوں میں تو پڑے تھے ہیں جہا میں بہت تنکے شرابِ سوز و آہ و نالہ و افغان و بے تابی</p>
---	---

یہ کس گلر کے شوق دید چلت ہوئی تیری	کہ سب اے زکس شہلا تجھے پیار کتے ہیں
چلے ہیں ہم زبانی افسے اپنا حال لکھنے	ولیکن دیکھیے کیا جا کے پیش پا رکھتے ہیں
یہ ضد کسی ہر مجھ سے بات بھی سننے نہیں سی	وہی کرتے ہو صاحب جو تھیل غبار کتے ہیں
نہ جاؤ بیٹھ جاؤ ایک دو باتیں مری سن لو	ذرا کسنا ہمارا مان لو ای بار کتے ہیں

سخن کچھ قدر شاعر کی نہیں ہر انس ناز میں	سنسجائے ہیں اب وہ لوگ جو اشعار کتے ہیں
---	--

گھر اُس نے کیا دل میں جان اسے کتے ہیں	کیا بندہ نوازی ہر احسان اسے کتے ہیں
تھمتا ہی نہیں آنسو باران سے کتے ہیں	عالم کو ڈبو ڈالاطوفان اسے کتے ہیں
وصل اسکا نہیں ممکن ہجران سے کتے ہیں	نکلانہ کھجیل سے ارمان اسے کتے ہیں
دل چھین لیا میرا کتے ہیں رے دلبر	اور لیکے ہوا چپ چابان اسے کتے ہیں
خط عارض گلگون کا صنع ید قدرت ہی	تفسیر سے کتے ہیں قہر آن اسے کتے ہیں
سجوں مفرح سے بہت ہو اگال اسکا	کھاتے ہی ہوئی صحت امان اسے کتے ہیں
ہنتا ہی وہ عاشق کش و نہ پہرے و کچھ	بجلی سے کتے ہیں باران اسے کتے ہیں
کرتے ہو خطا ہر دم اللہ چسپا تا ہی	دیکھو تو گنہگار و احسان اسے کتے ہیں
ہو اس شہر خوبی کا یہ رعب کہ در تک بھی	جانے ہی نہیں تیاد زبان اسے کتے ہیں
وہ اٹھ گئے پہاڑ سے آواز عدو سنکر	لا حول و لا قوۃ شیطان اسے کتے ہیں
ہو عمر ابد اسکی آب و خم خند میں	او حضرت خضر آب حیوان اسے کتے ہیں

و شواری وصل اسکا اور سہل ہو مر جانا
مشکل اسے کہتے ہیں آسان اسے کہتے ہیں
بیار محبت کو کیا جلد ہوتی صحت
قربان ہوا اسپر دربان اسے کہتے ہیں

انجام کا ہو کھٹکایا بند بھوشش کی
مذہب میں سخن اپنے ایمان اسے کہتے ہیں

دونوں عالم کا خیال بنائیں آتا دل میں
جب سے تو آیا کسی کی نہ رہی جا دل میں
نا امید کی کا ذرا دھیان جو آیا دل میں
حسرتیں ہو گئیں اپنی تہ و بالا دل میں
اک نشانی کبھی ہوئے سے اور بھی ظالم
ہر لب تیر کے بوسے کی منت دل میں
تم جو تنہا مرے گھر آتے ہو اور شک قمر
کیا کون تم سے خیال آتا ہو کیا دل میں
کروے اک آن میں ہم تشنہ لبوں کو سیراب
رجم کر آتے ذرا ساقی دریا دل میں

مست رہتے ہیں سخن جام ہو وحدت سے
فکر امروز نہ بیان ہو غم فردا دل میں

موتوں سے جو نہیں تھا کوئی مہمان دل میں
رہ گیا آسکے ترسے پیکار پیکان دل میں
جکودیتا ہر خجالت ترا پیکان دل میں
کے شہر سخن رہی ہو موت مہمان دل میں
بیوفائی کا گلہ کیجیے اب کیا اے
اسپہ دلہن وہ آپ پشیمان دل میں
سُنکے حال دل شیدا کو وہ بوشب وصل
خیرت آپ کے بھی خوب ہیں ارمان دل میں
دیکھ کر محکوم بظاہر تو رکارہ ہوتا ہے
شاہ ہوتا ہے مگر وہ گل خندان دل میں
سیرے گھر میں جو قریب تین مریا کے ساتھ
دون جگہ انکو پڑی خاطر مہمان دل میں

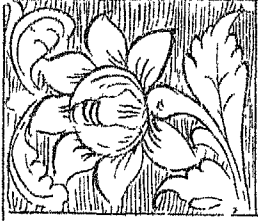
ٹل گئی آج تو نہایت سے اوکرو
ورنہ تھا خوف بلا بے شب ہجران ل میں

اب تو اُسکے بھی نہونے کا الم ہوگا سخن
ہر جودت سے غمِ وقت جانان ل میں

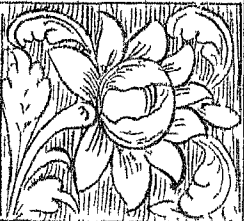
تم کیوں ہو استفہ مری جانِ اضطراب میں
و شمن بھی کہ رہے ہیں پُرے کس غلاب میں
پاؤں گدا و دہزم رسالت آب میں
طاہر خط شعاع سی ہوا قلاب میں
کیا جانے آئی کیا دل خانہ خراب میں
ڈالا ہر تو نے اے مجھے کس غلاب میں
جو کچھ کہ میں نے رات کو دیکھا خواب میں
نرگس کے پھول تے ہیں خط کے جلاب میں
کیوں ظلم و جور اسکے لکھون میں کتاب میں
وہ آتے اور چلے بھی گئے آکے خواب میں
پڑھتی ہو شکن تیری طرف نقاب میں
غصے سے وہ جو آئے ذرا چ و تاب میں
کے ہوئے ہو پاؤں کو گویا رکاب میں
یوں دی تسلی آکے مجھے اضطراب میں

کیا گفتگو ہو غیر سے کچھ میرے باب میں
ریشک آفرین وہ نالے کیا اضطراب میں
لکھا ہر شعرِ مدح شہرِ بوتراب میں
وہ مہر آسمانِ جلال کہ جس کی تیغ
پھر کو چہ رقیب میں جا کر ہوا ذلیل
او دل خیالِ وصلِ تکر نہ چھوڑنا
تیرے خیالِ شرم سے کیونکر زبانِ لیلون
ایسا یہ ہو کہ اور ابھی کھینچ انتظار
کیا اس سے دشمنی ہو مجھے غیر کی طرح
کہنے بھی کچھ نہ پایا میں ہیوش ہو گیا
کیا بات ہو کہ میری طرف سے بہنرم غیر
بل اگیا کہ میں نہ اکت تو نہ سیکے
آئے ابھی اور آتے ہی خست طلب ہو گم
آئے تو بولے دیکھیے پھر ہم نہ آئی گے

جی چاہتا ہوں شکوہ چچا سے چھیڑ دوں
کچھ کہہ کے انکو لاؤں ذرا پھر عتاب میں



بھیری بتان سے سخن بچ گیا ہوں
پیری کا لطف پاتے ہیں عہد شباب میں



مساع دل وقت بد جان بچتا ہوں
مرے بخت دل لعل میں ہوں لیجے
کسی کی نگاہوں پہ سودا ہوں دل کا
جنون میں یہ بکستا ہوں دیوانہ تیرا
آہی اسے لے کے وہ کیا کر نیگے
میں اک جام پر اپنا سب دین ڈھب



یہ کیا ہے سخن تجھ کو سو دا ہوا ہوں
کہ ہر دم ہر روز زبان بچتا ہوں



سخن کر چکے تم زمانے کی باتیں
نگاہوں میں اس کے ہاتھوں میں مندی
جنہیں بات کرنی نہ آتی تھی پہلے
رہو لکھ میں یہ کہ کوئی شب تو مہمان
ذرا تاہی ہو بھی دوزخ سے واعظ
پڑھو خط مرا شیخ دیکھا اس کے دشمن
کہ داب وہاں منہ دکھانے کی باتیں
یہ ہیں رنگ اپنا جانے کی باتیں
وہ کرنے لگے اب زمانے کی باتیں
کہ وہ ہے صاحب نہ جانے کی باتیں
وہی لایا اس کے زمانے کی باتیں
یہ ہیں ہمارے زمانے کی باتیں

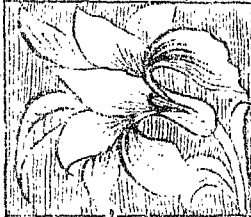
بھی بوسہ زلف مانگا تو بولے
سخن بین ہی مار کھانے کی باتیں

<p>کھا کر وں لیکن نہیں ہن سیر بس کی تیلیاں کیا یہ بوی ہو گئیں اگلے برس کی تیلیاں زیر وبال راست چپ پریش و پس کی تیلیاں چھدری چھدری بھی اگر تو ہن قفس کی تیلیاں اُس قفس میں رکھ مجھے جس کی خس کی تیلیاں روکتی ہیں بختِ گل کو قفس کی تیلیاں جب تک اویسیا دہن مارِ نفس کی تیلیاں تیری حلین کے لیے لایا ہوں خس کی تیلیاں</p>	<p>ہے صغیر و تور ڈالون میں قفس کی تیلیاں تو نے اویسیا کیوں بدلیں قفس کی تیلیاں کس طرح تو رن کہ مضبوطی میں ہیں سب کیسی سیر گلشن سے دل شیدا ہلتا کچھ دنوں دم پھرک جائیگا اویسیا گرمی میں مرا منع دل پنا بھی اڑ جائیگا شل بولے گل طائر جان ہے مفید خانہ تن میں مرے تنکے میں چختا نہیں بے سود وشت میں صنم</p>
---	---

طائرِ مضمون لیے ہاتھ آتا گر سخن
باندھتا اسکے قفس میں جبرس کی تیلیاں

<p>قاتل تجھے دکھاؤں دف کی ہنر کو میں پہلو کو جسم کو دل و جان کو جگر کو میں فردوس سے نہ بد لونگا ایسے سفر کو میں چا نا مجھے کہہ رہا چلا ہوں کہہ کر کو میں جان نذر دوں گا آج تو اس نامہ بر کو میں</p>	<p>بہل نہوں گناؤں کو آج اپنے سر کو میں تیرے تم سے اسکے بچاؤں کسے کسے عالم ہے سوزِ عشق میں نا جیم کا کعبے چلا ہوں کو چہ جانان کو چھوڑ کر سبچے وہ خطا ہے ہوے آتا ہی یار کا</p>
---	--

<p>دیدار آخری ہو ذرا دیکھ لینے دو بلواؤں تکو مضطرب احوال پہنے گھر تصویر یا رچھ گئی آنکھوں کے سامنے اٹھو لگا میں نہیاں سے کبھی مثل نقش پا قربان ایسے ناز کے دیکھا نہ اس طرف یہ کہ کے جامِ موم مجھے اُس نے پلا دیا یہ کیا کہ آج خون سے رنگیں نہیں ہیں شک اب کیا کسی کا شکوہ کروں کس سے کیا کروں جسکے حرم تک نہ گذر ہو خیال کا</p>	<p>تم تیغ تو اٹھاؤ جھکا دو لگا سر کو میں دکھلاؤں آج نالہ دل کے اثر کو میں کل ناگمان جو خواب سے اٹھا سو کو میں تکتا رہو لگا یا ترے رہ گذر کو میں بیٹھا ہوا تھا بزم میں اُنکی جدھر کو میں کچھ جانتا نہیں ہوں اگر اور مگر کو میں کچھ برخلاف پاتا ہوں ل سے جگر کو میں دل سے کے آپ چور بنا عمر بھر کو میں کیونکر بتاؤں اُسکا پتا نامہ بر کو میں</p>
---	--



فرست ملی کبھی جو تصور سے یار کے
 جاؤ لگا آپ اے سخن اپنی خبر کو میں

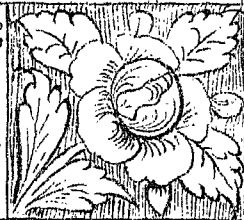


<p>قبائے کون و مکان حضرت غوث الثقلین صاحبِ جود و کرم عقدہ کشاے عالم آشکارا کن اسرارِ خداوندِ من نظرِ لطف و عنایات و کرم ہو جائے خامخہ بر ریحانِ معین سے عاجز ہو نفسِ آمارہ مراد پر پُراں ہوا بہت</p>	<p>کعبۂ امن و امان حضرت غوث الثقلین دستگیرِ دو جہاں حضرت غوث الثقلین واقفِ سرِ زمان حضرت غوث الثقلین جانبِ خستہ دلائل حضرت غوث الثقلین اور قاصرِ وزراں حضرت غوث الثقلین وسیعِ مہک و امان حضرت غوث الثقلین</p>
---	--

بجر عصیان سے نکالو مجھے زن کر دو	ایسی سحائے زمان حضرت غوث الثقلین
صوفیوں میں تعین ہیں سبے دو وظائف برحق	مجلو ہو دروز بان حضرت غوث الثقلین
بوجہ عصیان کا بس اب مجھے نہیں ٹھہر سکتا	ہو بہت بار گراں حضرت غوث الثقلین



فوج غم شکار اندوہ نے آگھیرا ہو
اب سخن جا بے کمان حضرت غوث الثقلین



مجت میں بتانِ خوب روئی ساز کرتے ہیں	جسے شقاق پاتے ہیں کسی پر ناز کرتے ہیں
چراتے ہیں دل عاشق یہ کافر چھوٹے ہیں	سبھی ہی میں نہیں آتا کہ کیا انداز کرتے ہیں
عنایتِ انکی ہو میری حقیقت کیا ہو مجھ کو	نگاہِ ناز سے وہ دیکھ کر مت از کرتے ہیں
حقیقت میں جنہیں ہو عشق وہ کچھ بھی نہیں کہتے	کنارہ گور تک الفت کا مخفی راز کرتے ہیں
تکلم جب کیا میرے تن بجان میں جان آئی	نہیں کرتے ہیں باتیں آپ تو اعجاز کرتے ہیں
فدا میں ہم تو ایسے ظالمان جو رپرور پر	جو ظلم اپنا شمار عاشق جانا ز کرتے ہیں
تجھے افشائے راز عشق ہیں کٹھنی ہٹی ہو	شکایت جب تری اودیدہ غماز کرتے ہیں
گلائے نسے کیا انکے تغافل کا توف رمایا	سبھی معشوق اپنے عاشقوں پر ناز کرتے ہیں

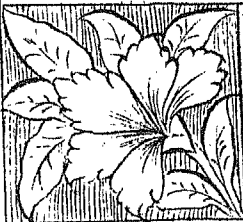


بتانِ ماہِ ویش دے دے کے بوزلف و عارض کا
سخنِ ناحق ہمیں پابندِ حرصِ آزر کرتے ہیں

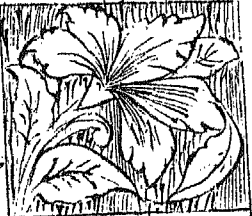


وہ کس ادا سے مجھ پر شیر کھینچتے ہیں	گویا اجل کی سیسری تصویر کھینچتے ہیں
کیا حسرتِ شہادت ہوتی ہو دل کو اپنے	پسلو سے جب کسی کے وہ تر کھینچتے ہیں

کم ہو گئی ہو دشت کیا دشمنوں کو یہ
دل شاد آج اپنا کرتے ہیں وصل سے ہم
ٹھہرا نہ امتحان میں بھاگاریب آخر
ہنسیار اسے فرشتہ آگاہ کر دیا ہو
کافی ہو مجھ کو آنکے ابرو کی ایک جنبش
کیون چارہ گرا بھی سے زنجیر کھینچتے ہیں
اپنی تھاری اک جا تصویر کھینچتے ہیں
پہچان کر سکر شمشیر کھینچتے ہیں
اب دل سے ہم بھی آہ دلیکیر کھینچتے ہیں
ناوان ہیں جو مجھ پر شمشیر کھینچتے ہیں

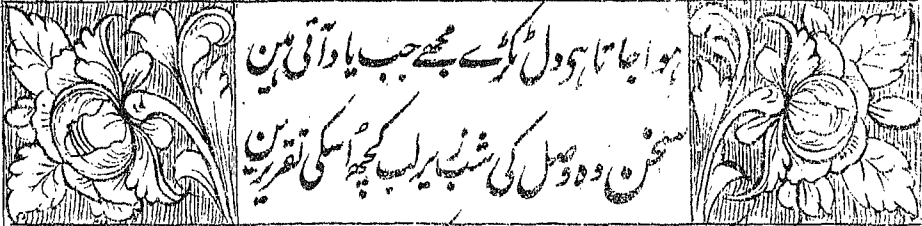


حیران ہوں اور سخن میں کیا آنکا ہوا راہ
بیتھے ہوئے جو سہری تصویر کھینچتے ہیں



بہت ہیں زندونِ خدا و زرگر کی توقیر میں
عنایت سے جنوں کی مجھ کو ستغفار کا بل ہو
ہماری بھی نگاہوں میں ہو اک محبوب لاثانی
وہیفے بھی پڑھے زربھی دیار و تے رہ برعدوں
کرو یہ اہتمام ایک برس تو موسم گل میں
پری روکھا نہ نقاشِ دل نے آپ کھینچی مین
بھلا اسی طرح نہ تیرا تو انصاف اسکو کہتے ہیں
دیادول میں نے اور شہ جفا میں خوب کین مجھ پر
خیال زلفِ جانان سے فقط مشہور دہشی ہوں
جدا پاہ نہیں تجھ سے کبھی دم بھر بھی میں اسکو
دوان بیتھے طبع اُنکے یہاں بتی ہیں زنجیر میں
کہ یہ صحر او کوہِ دوست میں اپنی ہی جاگیر میں
مری تصویر سے دیتے ہیں جھوٹوں کی تصویر میں
بہت کچھ کر چکے ہیں وصل کی ہم اس کے تبریر میں
کہ پنو طوق منت تم ہمیں پہناؤ زنجیر میں
اواؤں کی تری لاکھوں ہی سیر دل پہ تصویر میں
زنجیر خوش ہوا اور ہوا پون میں سیف زنجیر میں
ہوا جرم ایک مجھے اور یلین سو اسکی تعزیر میں
گلے میں طوق ہوا سپنہ میں پون میں زنجیر میں
کروں کیونکہ نہ پیر میں اپنا پیسہ دل کی توقیر میں

اسی کا ذکر ہی ناچار چوستا ہوں میں ورنہ	خدا کی شان نامح اور کرے یوں مجھے تقریریں
نہ وہ مائل نہ دشمن پائمال اپنا ہو یا قسمت	ہو میں کیا آہ میرے ناہما سے دل کی تاثیریں



وہ اپنا جلوہ دکھا چکے ہیں مری نظر میں سما چکے ہیں
 لگا ہیں سہسے لڑا چکے ہیں فدائی اپنا بنا چکے ہیں
 پھر اپنے گھر وہ بلا گئے ہیں غضب کا مشرہ سنا گئے ہیں
 پھر انکے دم میں ہم آگئے ہیں کہ جسے دھوکے اٹھا چکے ہیں
 جہت ہر ای ہمدردا و اگسان جھٹ کر وہ نہ اصلا
 کبھی نہ ظاہر ہو زخم جسکا وہ تیغ ایسی لگا چکے ہیں
 غضب خدا کا یہ بدگمانی کہ سعادت بھی مری نہ مانی
 نہ وہ ہیں رنج یا رجا نی کہ بس کیا اپنا پا چکے ہیں
 یہ سنگدل جان کے ہیں دشمن دل انکے پاتے ہیں نہ ہیں
 بتوں کی الفت میں مشفق میں بہت سی ہم خاک اڑا چکے ہیں
 کبھی جواتے ہیں وہ خوشی میں تو بھتی کتے میں دل لگی میں
 اسی طرح سے ہنسی ہنسی میں وہ ہر کو اکثر بنا چکے ہیں
 اتنی ہیبت ہیں تاثیریں ہم انکے جو رجھا اٹھائیں

عدو کو پاس نہ رہے بھائی کہ جبکہ ہم ناز اٹھا چکے ہیں
 کیا ہر تیغ نگہ سے گھائل بنایا تنہا ہمیں بھی بسمل
 بنو گے تم کیون نہ میرے قاتل کہ تم سے آنکھیں لڑا چکے ہیں
 مقبے نہیں ہنسی کے معاملے میں یہ دل لگی کے
 کہیں یہ جگر بے بھی عاشقی کے کسی سے اڑ چکا چکے ہیں
 نہ بکے انداز میں سفر میں کہ بیٹھے ہیں ہم تو رہ گزر میں
 بلایے آنکھ اپنے گھر میں کہ جبکہ گھر آپ جا چکے ہیں
 اگر ہر شوق شہادت اور دل تو مان تو رہے بسوے قاتل
 خبر نہیں تجکو بے غافل رہے وہ قاتل میں آپکے ہیں
 فنا ہر گرجہ یہ ساز ہستی مگر نچھوڑینگے مری پرستی
 گزار دینگے یہ فاقہ ہستی جہاں سے دل تو اٹھا چکے ہیں
 کرو روں خط لکھے جائینگے ہم ہزار الفت جائینگے ہم
 کبھی نہ یاد آنکھ آئینگے ہم وہ بہکوا دل سے بھلا چکے ہیں
 نہیں کچھ اس مرگ میں تکلف ہم ایسے مرنے کے ترے لطف
 اجل کوئی دم تو کر تو وقت سنا ہر دم تک وہ آپکے ہیں
 عجب طرح کی ہر دل کو ابھن کہ چہر گئی ہے اسکی چہر
 غضب ہوا ہو گیا وہ شہن کہ جس سے ہم دل لگا چکے ہیں

کرے وہ کیا پڑ گراف وعدہ کہ جسکاستے خلاف مدہ
 کبھی کر لگانہ صاف وعدہ اسے تو ہم آزما چکے ہیں
 ہماری بھی کچھ عجیب غور جفا کی پھول کو بتجوہر
 پھر اپنے شئے کی آرزو ہو جو ہم کو پہلے مٹا چکے ہیں
 کہا کسی نے مجھے بتا کر کہ بیٹھے ہیں کیون الگ یہ جا کر
 کہا یہ اس گل نے مسکرا کر ہم انکو پروں مٹا چکے ہیں
 نہ کر زیادہ کلام ساقی نہ ہے تے تمام ساقی
 بس اب بند ہو جاوے ساقی بہت مزین ہم آچکے ہیں
 کوئی جہان میں ہوا یا یا رو ہوئے نہ الفت میں رنج جسکو
 اسی نجات میں مائے ہم تو بڑی مصیبت اٹھا چکے ہیں



سخن کہاں ہو یہ کیا غضب یہ بات تم سے بہت عجیب
 شکایت بانگی بے سبب ہو گئے وہ نکو نکا چکے ہیں



لے لیے بوسے گر ہنہ پٹ کے لاکھوں
 سیکڑوں رنگے اس راہ میں بھٹکے لاکھوں
 ٹکڑے جانے کے ہوئے خار سے پھٹ کے لاکھوں
 اور پابند تری زلف کے لنگے لاکھوں
 چڑھتے ہیں تیرے تیرے سہل کے لاکھوں

گرچہ اس رخ نے ہم کو دیے جھٹکے لاکھوں
 سنرل عشق کو آسان نہیں ملی کرنا
 پشت دشت میں لڑیں جہاں دامن کی مرے
 سیکڑوں یا تری کا کل چان کے اسیر
 کون ایسے دہا بے دل کے مرے نہ بچنے کی

نہیں کرتے رہے ہم وہ پریشان رہے	اور شب وصل میں ہوتے رہے کھلے لاکھوں
جان سینے میں ہوا دردم ہوا ہونٹوں پر	اب بھی آؤ کہ یہاں کام ہیں اگلے لاکھوں
سادگی پر تری مرتے ہیں ہزاروں شوق	اور صدقے ہیں پری روتی ہٹے لاکھوں
بے نیازی لے سکتے ہیں خبر بھی نہ ہوا	مثل منہ و بیان وار پر لگے لاکھوں

دشت و شست میں سخن بننے کسی کی نہ سنی	خار و حراے جنوں راہ میں لگے لاکھوں
--------------------------------------	------------------------------------

بوسوں کے دینے میں ہر تحصیل قائل کیوں	اس درجہ ہو گئے ہوں صنم تم بخیل کیوں
بہر خدا ہر ایک سے ملنا تو چھوڑے	اوقات ایسی رکھتا ہو کہ فرذیل کیوں
دشمن کو مار لیتے ہیں بچن وقت امتحان	دیکھا نہ تھے اسے صنم جب ذیل کیوں
میں خاکسار مرج کے قابل نہیں جناب	نہ آپ کرتے ہیں مجھ کو ذیل کیوں
اُس سے عبت اُسید ہو تجھ کو فلاح کی	تیری مدد کر گیا سپر محبیل کیوں
لقب دیر جو ہوتی گرہ در گرہ مری	دیتے وہ میری عقدہ کشائی میں ڈھیل کیوں
کیوں مر گئے نہ رشک عدو سے فراق میں	کوچے میں تیرے جا کے ہوسم ذیل کیوں
مر جا بے اپنا آپ گلا کاٹ کر غیب	ہو تیری تیغ ناز کاٹ لقم قاتل کیوں

لے تے کبھی کبھی جو سہ اُسکی تم سچ	رہتا سخن فراق میں اب تک طیل کیوں
-----------------------------------	----------------------------------

ذرا تاثیر دیکھو آسمان اب تک ہو گئے ہیں	کیا تھا ایک نالہ بنے اپنی زندگی بھر میں
--	---

ضعیف نہ تاوان لیا ہوا ہوں ہجر و لبرین
 پرا و جہاں ہو کامیرے جب قاتل کے خیرین
 سمانی ہی اب تو دل ناکام و مضطرب
 وفائے غیر کا تاغذرا نکو ہو نہ مستثنیٰ
 خیال نہ تاوانی بھی گذر تا ہو کر ان تن پر
 خاک نے سبکی پر میری شکستہ پائے ہائیں
 سناؤں کس طرح حال دل پرور میں اسکو
 مرض میں عشق کے خاک شفا کا کام کرتی ہو
 کسے نظروں سے ہم عالم کی جیسے نظر بلی
 کسی کا وہ ہجرا و چارہ گر ہو جان کے بدلے
 کبھی داغ جگر سوزان کبھی داغ دل روشن
 کسی سے کچھ تو نہیں توجہ ہوتی جان نگیں کو
 سرسودا زلف اسکا نیکساں سائبان ہم پر
 پیگاہ جو اسے مفتون رہ گیا چشم جانان پر
 نہ لائے تاب سویر شوق جگر خاک ہو جائے
 بلا کر آنکہ تم مجھ کو چھری سے قح کرتے ہو
 ستم بھی کر ہو ستم پر تو اس گردن گردان

لپٹ جاتا ہوں کروٹ لیتے ہی اک تار پتھرین
 نگہ کی طرح نہماں ہو گیا و چشم جو ہرین
 عدو کی شکل بن کر جائیں کن یا کے گھرین
 گویا ہی ہو گی شہن کی ہمارے خون کے مٹھریں
 تصور کی بھی گنجائش نہیں جسم لاغرین
 نمایان قطرہ شبنم نہیں پون کی چادرین
 قیامت ہو کہ مجھ سے بھی بگڑ جاتا ہو دم پھرین
 اثر دیکھا ہی خاک زمین کے سے دلبرین
 زمانہ چھو گیا ہے تمہارے ایک تیزورین
 جگر میں قلب میں ہلو پو میں آہیں سیدہ و سرین
 چراغ اک روز جلتا ہو شب ہجران مگر گھرین
 غضب یہ ہونہ تم پہلو میں ہو میرے دل میں
 سیاہی سے یہ جسم امیگا خورشید ششدرین
 یہی مضمون لکھا دیکھا ہو ساتی خط سائیرین
 جو لکھ کر بازہ دون میں حال لہاں پتھرین
 کہو تو لطفت آہیں ہو کہ تھاس تیر خیرین
 ازل کے روز سے گردش لکھی تھی تقدیرین

<p> عجب تازی منہ و مغرور ہو دنیاے فانی پر ہوا فصا و بھی حیران ہمارے گرمی خون سے نہیں بلاتا نشان اپنے دل گم گشتہ کاشائے پر پر واز اگر منتقار سے کھوے تو کیا کھوے یہ کیا باعث ہے چور و چو سے محکوم کرتے ہیں حسینوں کی پیریں ہر مہنگا ہیں سیر زخموں محبت کی نظر سے دیکھ کر قتل کر محکوم اثر دیکھا مرے مضمون بتیابی کا اوقاقل </p>	<p> گیا جسد مہمان سے کچھ نہ تھا دست سکنڈین کہ لاکھوں پڑ گئے چھلے زبان تیز نشتر میں کہیں ہم بھول آئے کو چہ زلف معبر میں کہ مدت سے نہیں ہو طاقت پرواز شہر میں کراست کچھ تو ہو میرے سر شاکیدہ ترین آلی دے وہ قوت دست باز و ستر میں ملا دے زہر اوسٹفاک کچھ تو آب خنجر میں پھر مرنے پہ بھی باقی ہو باز دے کو توڑ میں </p>
---	---

مجھے کیا خوف سوز آفتاب روز محشر ہے
 سخن چپ جاؤنگا میں امن آل پیمبر میں

<p> وہ در دہر کہ جسکی دو اچار اگر نہیں پہلو میں میرے آن جو وہ سپہ نہیں یا نامہ پر کا میرے وہاں تک گذر نہیں بسکو ہمارے حال کی مطلق خبر نہیں گر شام ہو گئی تو امید سحر نہیں لیکن غضب یہ ہے کہ پھر اسے نظر نہیں وہ کون سی ہرات کہ جسکی سحر نہیں </p>	<p> درخبر نہیں مجھے کچھ در و سر نہیں وہ دل نہیں وہ جان نہیں وہ جگر نہیں ہی محو یا کہ قتل ہو اچھ خبر نہیں اس بے وفا پہ ہمنے کیا اپنا دل نثار اتو ہمارا حال یہ ہے عجب ریا نہیں اچھا ہوا یا جو مرے دل کو آپ نے اپنی شب فراق ہو آفت و گرنہ یا نہیں </p>
---	---

<p> ہر روز اُنکے ظلم ہیں مجھ پر نئے نئے گھر سے گیا قریب سیدہ رو ہزار شکر وے نفع ہر کسی کو جو مقدور ہو تجھے خدا آپڑی ہو مجھ سے یہاں تک تو اب آ میں کیا ہوں اور کون ہوں جاتا ہوں کس طرف دل لے گیا ہر چھین کے اک شوخ بھجاب زیب بدن ہوتا ہے وہ پوشاک چھپی و کھلا ہے کیون نہ وہ رخ پر نور و بدم مانند اسکی آنکھ کے جا دو نہیں کوئی رفقار میں قیامت صغریٰ ہو آشکار دم بھر میں شوخیوں سے کبھی یان کبھی دانا یہ ہیں اس قدر کہ کسی جا نہیں قرار </p>	<p> کیونکر کہوں کہ یار کو مجھ پر نظر نہیں عترت میں آج تو مرا شک و قمر نہیں بیکار وہ شجر ہے کہ حسین شمر نہیں ہر سو لگا ہے مری جانب گم نہیں اُس بزم سے نکل کے مجھے کچھ خبر نہیں جوش شباب سے جسے اپنی خبر نہیں آنچل فقط ہے دوش پہ بالائے سر نہیں جسکی مثال دہر میں شمس و قمر نہیں مثل اُسکے رو و زلف کے شام و سحر نہیں اُگلیلیوں کی چال پہ کچھ نصیر نہیں دیکھا ابھی ادھر ابھی دیکھا اُدھر نہیں بے رحم اس قدر کہ کسی پر نظر نہیں </p>
--	--



شکوہ غم فراق کا بیکار ہو سخن
خالی جہان میں رنج سے کوئی بشر نہیں



اے واسے اتفاق کہ وہ راہ پر نہیں
کیون دلو آج خواہش زخم جگر نہیں
یان نالے وہ کہ جنہیں فرما بھی نہیں

کے بے گریہ وہ کبھی آتا ادھر نہیں
تامل وہ جذب جانب تیغ دو سر نہیں
اُسکو خیال عاشق شوریدہ نہیں

ابر ام قتل قاتل نازک مزاج کو
خانہ بدوش پھرتے ہیں ہم خانان خراب
در ماندگی بھی عشق میں کیا چیز ہو رہی
جلوہ یہ کس کا سیری نظریں سما گیا
جسے کہ دل کو گھر ترا سمجھا تو پھر اسے
لاغر ہوا وہ سوز و زون سے کہ اب مرا
حد سے زیادہ غصہ آبی کا صرفہ ہو
اپنا تو بے یار میں عالم ہو دوسرا
شاید شب فراق شب وصل غیر تھی
جان ہو قداے عشوہ ناز و اداسے دوست
سمجھو ابھی نہ تم کہ شب وصل ہو گئی
رشتک آفرین وہ منزل مقصود ہو جہان
پھر جاتے میرے بے یار کی بات ہو
مانا کہ مجھے ربط لطاف ہو خلاف ہو
خود رفتہ ایک میں ہی نہیں اسکی راہ میں

اور میرا سر وہ جسکی مجھے بھی خبر نہیں
گھر کیا بتا نہیں ل میں تمہارے تو گھر نہیں
نامہ اگر لکھیں تو کوئی نامہ بر نہیں
بے خود یہ ہوں کہ کچھ مجھے آتا نظر نہیں
کعبہ ہو یا کہ دیر کم از رہ گذر نہیں
طوق گلو ہو حلقہ بیرون در نہیں
در یار وان ہو آہ مری چشم تر نہیں
جس جا میں ہوں دمان کی کسی کو خبر نہیں
ہو صبح تیرہ رنگ وہ نور حس نہیں
مرنا ہمارا قتل پہ کچھ منحصر نہیں
نور شکست رنگ ہو میرا حس نہیں
بند خندہ اسے غیر کوئی راہ بر نہیں
وہ آب تیغ آپ کی جوتا کہ نہیں
لیکن یہ کیا کہ غیر سے تلو کو خبر نہیں
لاکھوں وہ گم شدہ ہیں کہ جسکی خبر نہیں



ہم شفقت کی میں شعر کا کس کو سخن مانے
فرمانشون یاروں کی لیکہ نہیں



کچھ کر و عشق میں شفا ہی نہیں	اس مرض کی مگر دوا ہی نہیں
کس سے جا کر کہیں حقیقت نہ	کوئی یاں در و آشنای نہیں
میں نصیبوں کو اپنے روتا ہوں	آپ کا کچھ مجھے گلا ہی نہیں
دشمن جان ہیں دونوں کیسوی بھی	اک فقط کا کل رسا ہی نہیں
جور ضا پر نہ اسکی راضی ہو	ہاے وہ بندہ خدا ہی نہیں
کیا ہی خوش ہیں ہم ای ساقی	پہے جاتے ہیں اور نشا ہی نہیں
وصل اس بہت سے اور نہ ممکن	ہاں مگر مرضی خدا ہی نہیں
اسکی الفت میں ہر کور و ناہر	عمر بھر جو کبھی ہنسنا ہی نہیں
کیا کہیں جسم زار کی حالت	برسوں گزرے ہیں کچھ غذا ہی نہیں
ای تو کیوں غرور کرتے ہو	کیا ہمارا اگر خدا ہی نہیں
کچھ جسم میری حالت پر	اور کچھ میری التجا ہی نہیں
چاہتا ہوں نہ بولوں اس سے مگر	دل تو کیفیت مانتا ہی نہیں
ہم خفا ہوں تو افسے کیونکر میں	انکے غصے کی انتہا ہی نہیں
ایک دن کو جو ہم کہیں جا نہیں	ہر دن انکا پھر تپا ہی نہیں



نہ جاؤ دہکلاتے اے سخن لیکن
آج میرا وہ ملت ہی نہیں



جسکہ پہلو میں دل رہا ہی نہیں	دل لگانے کا پھر مزا ہی نہیں
------------------------------	-----------------------------

ہم تو اس یو فاپہ مرتے ہیں	جسکو بے سلسلے سرو فاپہ نہیں
دل خدا جانے کیا ہوا میرا	مدتیں گزریں کچھ پتا ہی نہیں
سامنا اُنسے ہو گیا جسم	پھر سمجھ لو کہ رنج بختا ہی نہیں
اپنی قسمت کی بھی شکایت ہو	کچھ گلاہس کو یار کا ہی نہیں
جیب و دامن سے کیا عرض ہو	اب جنون کا وہ دلو لا ہی نہیں
جس سے تسکین مل ہو وقت میں	اُس سے بہتر کوئی دعا ہی نہیں
نازد انداز بھی تو آفت ہیں	کچھ قیامت تری ادا ہی نہیں
دل لہو ہو جگر بھی پانی ہو	اب تو پاس اپنے کچھ رہا ہی نہیں
جو تمھاری ادا کے بسمل ہیں	بعد مردن اُنھیں فنا ہی نہیں
خود وہ ناد مہین اپنی غفلت پر	اب شکایت کی اُنسے جا ہی نہیں
ہم جفا ہیں تو لا کہ بار سہیں	تسکو لیکن سر جفا ہی نہیں
پوچھتے کیا ہو میں فدا تم پر	اور کچھ اپنا اجرا ہی نہیں
آتے وہ کیا کہ عمر بھر جس نے	کوئی وعدہ وفا کیا ہی نہیں
وقت آخر عیث مراد رمان	چارہ گرا تو کچھ رہا ہی نہیں
کیا ہمیں زندگی کی ہو امید	وہ ترا حسن جان فزا ہی نہیں
انکا خنجر وہی گلے پہ مرے	کسی گردن پہ جو رکھا ہی نہیں
وہ مجھے رنج دے میں کی فکروں	صبر کی سیرے انتہا ہی نہیں

جیسے کچھ گو یا جانتا ہی نہیں

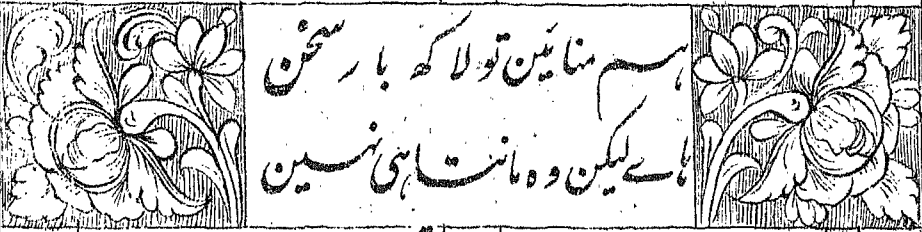
کہتے ہیں مجھے کیا ہی بیٹھا ہی

اے سخن اُس کو دل دیا ہے
بے جو کچھ بھی جانتا ہی نہیں

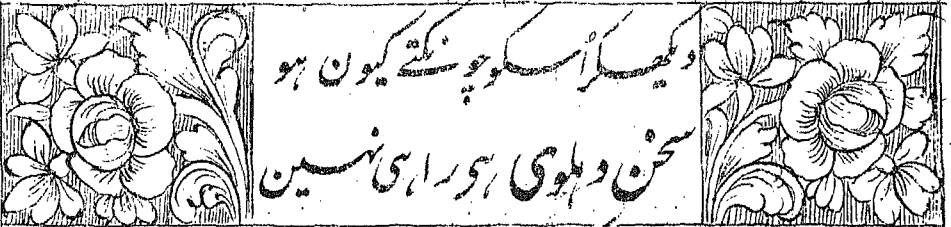
یاس وہ ہو کہ دعا ہی نہیں
یاد ایتو کوئی دعا ہی نہیں
زندگانی کا کچھ مزا ہی نہیں
کیا کروں میں تری قضا ہی نہیں
نالہ دل مگر دعا ہی نہیں
اس سے بڑھ کر کوئی بلا ہی نہیں
مذہب عشق میں روا ہی نہیں
اُس طرف کی مگر ہو اسی نہیں
حشر تک جنکا فیصلہ ہی نہیں
جبکہ بیٹھا تو پھر اٹھا ہی نہیں
میرے حصے میں کیا قضا ہی نہیں
صبر اب طاقت آزمای ہی نہیں
لطف قاتل کی انتہا ہی نہیں
لیکن اُنکا یہ دعا ہی نہیں

ایتو اُس سے کچھ التجا ہی نہیں
صرف دربان یا رہو بھی حکیم
وہ نہ آیا تو اُسکی فرقت میں
بولا قاتل لگا کے اوچھا ہاتھ
ہم فلک کے دھوین اڑا دیتے
زلف کپیچ میں پڑے انسان
شکوہ دل شکایت معشوق
یار تک تو پہونچتا میرا غبار
حسن اور عشق کے وہ جھگڑے ہیں
مثل آواز میں بھی اُس در پہ
چاہتے ہیں مگر نہیں آتی
شورشین عشق کی کسے دکھلائیں
زخم دل پر نہک چھڑکتا ہی
مڑ کے بھی کاش بھوکو چین ملے

پیر خجہ سر گلو قاتل	مستی اسکی کچھ ہی نہیں
دم رکا ہر روان میں آنسو گرم	پانی ٹنڈھا ہو کیا ہوا ہی نہیں
سبزہ خط سے توجھی ہو خون ریز	سرخ سبزی سے کچھ حنا ہی نہیں
دلربائی کا لطف کیا ظالم	جبکہ پہلو میں دل رہا ہی نہیں
اُسکے ناک کو دوں جگہ میں کہاں	حسرتوں سے تو دل میں جا ہی نہیں



مثل تیرا صنم ہوا ہی نہیں	تجس از ماہ تا بہ ماہی نہیں
جس کو چاہا اُسی کو لے ڈالا	وہ زمانہ وہ عہد شاہی نہیں
اُسکے دربان سے کیوں بگڑا میں	میں تو عاشق ہوں کچھ سپاہی نہیں
کر کے قصیر دین اُسے الزام	یہ تو لڑنا ہو عسکر خواہی نہیں
ترکِ عیش اور مجھے ہو تو بہ	ناسخا میں تو ایسا داہی نہیں
موت آئی نہ دشمنوں کو سرے	کب تضامین نے اپنی چاہی نہیں
اشک سے عشق اُنپہ کیا ہوشیارت	طفل کی مقبرہ گواہی نہیں



رہو کل کو تیرے پیکان سے ہم دیکھتے ہیں	باتھ دھونا پڑا اب جان سے ہم دیکھتے ہیں
---------------------------------------	--

یون نہ دیکھتا کبھی جلوہ جانان ہمنے
جائے ہیں بزم سے تیری تو تجھے پھر پھر کر
ہم کو روکا تھا تو غیروں کو اجازت کیوں ہی
مسجد و میکدہ و دیر میں رونق ہی نہیں
ضعف میں جوش جنون وشت نوڑی کسی
اپنے دیدار سے عشاق کو رکھے محروم
کیا کہیں تجکو صنم ہم کو یہی ہی حیرت
خال ہندو رخ روشن پہ تھارے ہی عیان
شاید اس ست کو آتا ہی مرا شاہ سوار
سزنگون بیٹھے ہیں ہم تو ہیں نگاہیں نیچی
آئینہ تج کو دکھاتے ہیں پری روغیار
حال دل میرا تم اس کان سے سن لیتے ہو
کھول دیتا ہی تو صیاد و قفس کے رون
گرچہ حالت نہیں اب دل میں ہمارا لیکن
اسکے ظلم و ستم و جور و جفا کو ہر دم
اس محبت کا براہو کہ تجھے او ظالم

آج اُس شوخ کو جہنم سے ہم دیکھتے ہیں
ہاے کس حسرت دارمان سے ہم دیکھتے ہیں
آج بگڑی ترے دربان سے ہم دیکھتے ہیں
یہ مقامات تو دیران سے ہم دیکھتے ہیں
ہاتھ عاجز ہو کر یہاں سے ہم دیکھتے ہیں
یہ بہت دور تری شان سے ہم دیکھتے ہیں
شان خان تری ہر شان سے ہم دیکھتے ہیں
اُفس کا فر کو مسلمان سے ہم دیکھتے ہیں
گرد آہتی ہوئی میدان سے ہم دیکھتے ہیں
کھدو تم اپنے ہی ایمان سے ہم دیکھتے ہیں
اور بیٹھے ہوئے حیران سے ہم دیکھتے ہیں
اور رازدار تھے ہو اس کان سے ہم دیکھتے ہیں
سیکرشن ترے احسان سے ہم دیکھتے ہیں
صدقے تجھ پر اسے سو جان سے ہم دیکھتے ہیں
لوگ سنتے ہیں فقط کان سے ہم دیکھتے ہیں
یاس میں بھی بڑے ارمان سے ہم دیکھتے ہیں



ارہ پر اس بت بے مہر کو لایگا سخن

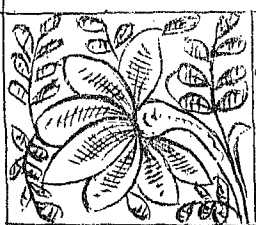


یہ تو باہر ترے ارکان سے ہم دیکھتے ہیں

تری طرح کوئی پیمان شکن جان میں نہیں
سرشک کب مری مژگانِ نچکان میں نہیں
دکھاؤں سیرِ حین کیا خیال جانان کو
وہ ظلم مجھ پر کیے جائیں جس طرح چاہیں
سنسنا کہ غیر بھی ماتھوں سے آنکھ نالان ہیں
جلایا جس نے نفس میرا موسم گل میں
ہمیشہ ٹال دیا تنے حال دل نہ سنا
عدو کو آج دکھاتا میں لطفِ جاننازی
کہاں تم اور کہاں میرا کلبۂ اُخزان
ہر ایک بات کا کیونکر جواب دوں ناصح
جنون میں خاک اُڑا کر بناؤنگا اندھا
وہ لطف مرگ نصیب شہید الفت ہو
کچھ ایسی آگ لگائی ہو سوزشِ دل نے
یہ ضعف آہ تو دیکھو کہ صاف ہو مطلع
بہار آتے ہی صبا دھو گئے دشمن
وہ روز کرتے ہیں اسوائے ستم ایجاد

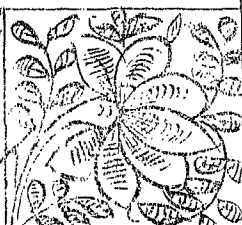
کہ جسکے دل میں انکارِ حبلی مان میں نہیں
یہ پھول وہ ہیں کہ ڈھونڈو تو بوستان میں نہیں
کہ اب وہ لطف مری چشمِ خورشید میں نہیں
سمجھ لیا کہ اثرِ نالہ و فغان میں نہیں
یہ بات سچ ہو تو اب جان میری جان میں نہیں
وہ برق اور ہر جسکا پتا جہان میں نہیں
اب آئے سننے کہ طاقت مری زبان میں نہیں
نہ کرتے آپ اگر میرے امتحان میں نہیں
خیال وہ ہو کسی کے بھی جو گمان میں نہیں
تری طرح سے طلاق مری زبان میں نہیں
گذاڑ خواب اگر چشمِ باسبان میں نہیں
مزا جو خضر کو بھی عمر جاوداں میں نہیں
سوائے آتشِ نعم مغز استخوان میں نہیں
ذرا بھی دماغ کہیں آج آسمان میں نہیں
کہ ہر صغیر کوئی اپنے آشیان میں نہیں
کہ تابِ جوہرِ مرصع جسم ناتوان میں نہیں

چڑک چڑک کے اُسے یاد کیوں دلائیں ہم	جہاں بات خاطر صیاد و باغبان میں نہیں
ستم کی فکر نہیں مج کو یہ تر و در	کہیں نہ وہ کہ درست آپ امتحان میں نہیں
نہ جائیو کبھی اسے غیر کو بے جانان میں	بلا جو وان کی زمین میں ہو آسمان میں نہیں
ضرور جذب دل قسیں راہبر ہو گا	ہمارا ناقہ اگر دست ساربان میں نہیں
ہوا حمد نظر کس کا پاس رسوائی	کہ ضبط اشک سے آواز تک دمان میں نہیں
نہ آہ و نالہ ہو لب پر نہ دل میں شور و فغا	کوئی صد امرے اشکوں کی کاروان میں نہیں
نگاہ ہو تو ہر اک جا اُسی کا ہر جلوہ	مقام یا رعیت کسی مکان میں نہیں
ستم کہ قتل میں عاشق کے دم شکستن تک	کیچے ہی جاتے ہیں وہ شور الامان میں نہیں
ہجوم یاس میں ہدم میں کس طرح سے کروں	وہاں وہل صنم جو مرے گمان میں نہیں
مٹا دیا ہر ہانتک تو چہرہ ساتی سے	کہ جیسے سجدہ ترے سنگ آستان میں نہیں
وہ آئین ہر عیادت عدو کے ساتھ کر	مزا وصال کا اس مرگ ناگمان میں نہیں
غرض تو یہ ہو کہ دم بھر نہ مج کو چین ملے	قرار و ہر کو اس واسطے جہان میں نہیں
وہ دور تھے تو مجھے دشمنی ہر ایک سے تھی	وہ پاس میں تو کوئی دوست احباب میں نہیں



سخن خموش پس اب سامعین کو بربخیز

کہ اختصار ترے غم کی داستان میں نہیں



دلہن وا او



دنیا میں کوئی قیدی دام بلا نہو

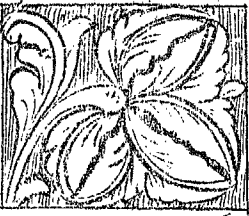
دشمن اسیر حلقہ زلفِ دو تانہو

ابرو وہ کیا چھی ہوئی جسین قضا نہو
 ہاجر بتان میں ہو گئے ہم ایسے بے قرار
 مرقہ پہ کیے گامے خوب سوچکر
 اس بدگمان سے حال کہین کیا غضب ہو
 دشمن کے ہم تو ناز اٹھائیں تھے لیے
 یارب کیا یہاں سے جس طرح وصل
 کچھ لطف زندگی مجھے مل جائے وصل میں
 کر دوں وہیں یہ اپنا ہو پانی ایکس میں
 بھگوں دیکھ مہر و محبت کی آنکھ سے
 گھل کر یہاں فراق میں دین اپنی جان ہم
 بوسہ ہی مانگا اور تو کچھ بھی نہیں کہا
 مطلب کی بات سنتے ہی مجھے وہ حیلہ نکلا
 کیون قدر کر رہا ہو مرے دل کی اندون
 واعظ کی خشک باتوں گے گہرا نہ جانے دل
 آنکھیں پرائیں تنے بھی نرم رقیب میں
 ہر چہ در شک غیر عذاب الیم ہو
 سرنے کا لطف کیا ہو کہ عالم کا ہوا جو ہم

کس کام کا وہ حسن ہو جسین ادا نہو
 جیسے تھرا کر وہ کسی کے خدائو
 آئے سے آپ کے کہین محشر بپا نہو
 کہتا ہو تیرا اور کہین دل لگا نہو
 اور تجھے حق دوستی کچھ بھی ادا نہو
 معشر تو یوں کسی سے کسی کا جدا نہو
 تم مجھے بار بار جو اسے جان خفا نہو
 گر خون دل سے روز مرا ناشتہ نہو
 او بیوفا کہین ترے دل میں غانا نہو
 اور کچھ نہر تجھے بت نااشتہ نہو
 اتنی سی بات پر تو مری جان خفا نہو
 یوں چپ ہوا کہ جیسے کسی نے سنا نہو
 شاید کسی کو اُس نے کہین دل دیا نہو
 جسین کہین بھی ذکر بت مہ لقا نہو
 یہ تم سے کیون نہو مرے تم آشنا نہو
 لیکن نہو تو عشق میں کچھ بھی مزا نہو
 اور نیش پر وہی بت نااشتہ نہو



لازم ہی ہو عاشق ناشاد کو سخن



پسند حرص و آرزو لبست لانا

قسمت میں جو درد کی ستمگر لکھا ہو
شکوہ رقیب کا ہو تو یہ لکھا ہو
رقمار سے غرض ہی قیامت ہو یا ہو
اے دل یہ کیا کیا ترا ظالم مہربان ہو
ظالم ہر ایک پر تو ستم آزمائے ہو
منصور تو نے دعوی الفت کیا ہو
تو ظلم کر کے سب میں ستمگر مہربان ہو
پھر کیا ہو جبکہ خون بھی دل میں رہا ہو
اُس گل کا اور بند بجا ہے وہاں ہو
وہ مجھ پہ مہربان جو دم بھر ذرا ہو
مجھ وہ کر ستم جو کسی پر کیا ہو
دل کا ہمارے مرگ کہیں مدعا ہو
افتادہ مثل گرد کوئی اے جہان ہو
تا باز پرس تجھے بروز جہان ہو
میں چاہتا ہوں مجھ کوئی درد نہ ہو

وہ تیرا بخان میں کیونکر خطا ہو
بے ربط ساتھ دونوں کا ذکر و فانا ہو
یہ تم سے کون کتنا ہو محشر بپا ہو
کیون ظلم ہے کے اُسکو ستمگر بنا دیا
خون ہو نہ جائے مفت کسی بے گناہ کا
حق کو کسی طرح سے نہیں مستحق دار
مرنا ہو جبکو وقت پہ مرجائے وہ آپ
مانا کہ خون دل ہو غدا ہجر یا رہیں
اسد رے اضطراب سرور شب وصال
نجاؤں ہمارے دشمن جان اپنا آپ میں
دل ستمند طرز جفا سے چدید ہو
ہر لحظہ اضطراب کا کھلتا نہیں سبب
اُس گل کے رہ گدا زمین چل دیکھ کر ذرا
دشمن کو مار لینے سے پھر مثل کر مجھے
ظالم جفا رہو گا اگر پسہ خاتمہ

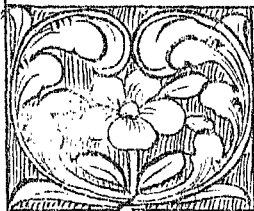
کیوں اندون ہر عرش کے اوپر مراد مانع	تو سن کوئی نظر سے تنہا ری گرا نہو
تھایہ ہی اتفاق قضا و قدر کہ تم	جب تک نہ آؤ روح بھی تن سے جدا نہو
اندری نخت بت نا آشنا مزاج	ملتا ہر یون کہ جیسے کبھی آشنا نہو
ناخسین اجابت حق پر ہون نثار	شد مندہ قبول جو سہری دعا نہو
ذوق ستم میں م بھی نہ مارا شب فراق	نالہ بھی زیر لب ہی کیا تار سا نہو
رہنے نہ پائے حسرت و ارام و یاس غم	تم دل میں یون رہو کہ کسی کی بھی جا نہو

کافی ہو اسکی تیغ تبسم سخن مجھے

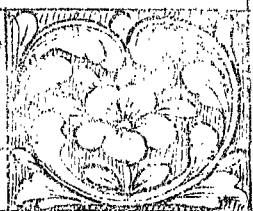
نازک ہو اس سے کہدو کہ تیغ آزما نہو

کس قدر طول خاموشی نے کیا گم محکو	یا دلچہ بھی نہ رہے طرز تکلم محکو
ہوں وہ لاغر کہ مرا اشک ہو قلم محکو	بوشش گریہ ہو دریا کا تلاطم محکو
اپنی ہستی وعدہ پر ہو تو تھم محکو	استدر بخودی شوق کیا گم محکو
اسکے کوچے سے چلی آتی ہو آواز رقیب	آج سونے نہیں دیگا یہ تو تھم محکو
ہو گئی ضبط سے خاموشی ہو عادت اپنی	آپ اب ویسے نہ تکلیف تکلم محکو
محو کس رخ کا ہوا ہوں کہ شب فرقت میں	روز تکتے ہیں عجب سے مدہ و انجم محکو
تجھے ہمیر کی الفت میں بو میں و ما ہوں	اپنے رونے پہ خود آتا ہوں تبسم محکو
میں بھی شاق ہوں ہو جا تھاری ہی خوشی	واسطہ غیر کا اب قتل کر دتم محکو
سہ سے ہر قطع نظر شوق جہا میں اسکی	اب کسی سے بھی نہیں چشم تر دم محکو

بے ترس حکم کے اک قطرہ کو چھپہ حرام
 نیکرانا بھی ترا وصل ہیں اک آفت بہت
 کپڑے چاڑو لگا تو رسوا وہ مقرر ہو گئے
 ہاسحا اور کسی وقت یہ باتیں ہونگی
 موت کو اپنی بھیج لوں میں حیات پدی
 بے ترے پانوں کی آواز کے مرکزہ اٹھوں
 میں تو تھا عالم الہی میں ازل سے پہلے
 وصل میں جلّوہ جانان سے یہ بیہوش ہوا
 ترے کوچے میں یہ دل کتا ہو مجھے چمکے
 عشق میں لیسے کہ مینے یہ مہر میں کیسے
 جہتہ رہو سکے آزار و بے جا و صنم
 رشک صد غمکش و غمگین ہو سرت میری
 ساقیا دیکھ بے بھٹلا کے پس خم مج کو
 آج تک یاد ہو اسے جان وہ تہتم مج کو
 ہو گیا جوش خون میں یہ تو ہم مج کو
 اب تو گریہ سے نہیں تاب لگام مج کو
 ہاتھ سے اپنے اگر قتل کرو تم مج کو
 آگے چلی جا ہی جو بالین کہیں تم مج کو
 عالم کون و مکان پر ہو تقدیر تم مج کو
 مثل موسیٰ نہ رہی تاب لگام مج کو
 کیا اسی واسطے لاتے تھے یہاں تم مج کو
 دل نے گر پایا تھے پاس کے کیا کم مج کو
 یاقین ہونہ مجھے چاہتے ہو تم مج کو
 دل بھرا تا ہو تو آتا ہو تہتم مج کو



دل میں طوف حرم عشق کا ہو عزم سخن
 پائے کر و غری سے تہتم مج کو



کسی کا درم حیران بحث شور و فغان کیوں
 خیال رشک قتل غیر سے نہ ہو کیوں نہ مر جان
 شکایت شکر کی جا ہو تو پھر نہتہ میں بان کیوں ہو
 مری گردن تمھاری تیغ کو سنگ فغان کیوں ہو
 اگر تو دوست ہو میرا تو دشمن آسمان کیوں ہو
 تہتم جو کہ میں مجھ میں قطرہ تیرے تھاقل سے

ہماری داستان سننے سے جسکو نیند آجائے
عذابِ عالم فانی دلیلِ رستگاری ہے
مجھے دیکھو جہان تک نہجِ ہجران تجس کو دنیا ہو
رضا پتیری راضی ہوں مگر اتنا کو نگاہیں
کر دم مجھے باتیں پیار کی اور میں کہ دن تھے
وہ کہتے ہیں کہے جا تو جہان تک تیرا دل چاہے
تسے شوقِ لقائیں مرگ عاشقِ زندگانی ہے
بوقتِ مرگ کیوں کوئی ہمارا دل کیجیے
غلط ہو بدگانی تیرے ٹٹے کی رقیبوں سے
کر لگا کو فیصلِ عاشق و معشوق کا جھگڑا
مرا دکھائیگا تجس کو وہ اپنی بقیراری کا
تجس کا لطف میں نہانِ ستمِ حبیب میں سمجھتا ہوں
ابھی تو میں ہی زندہ ہوں تجس کا ظلم سننے کو
ہماری لاش پر آکر ستمگر دین دکھائے

تو پھر اس بجز سے ماجرا اپنا بیان کیوں ہو
نہو کر لطفِ حق شاملِ ستمِ مجس بہان کیوں ہو
غمِ فرقتِ ترا ظالمِ نصیبِ دشمنان کیوں ہو
ستم ہو یا گرم جو کچھ ہو مجس ناگمان کیوں ہو
عدو جو پاس بیٹھا ہے وہ میرا ہنر بان کیوں ہو
ترسے مطلب کی باتوں پر ہمارے ہنر بان کیوں ہو
مثالِ خضر مجس کو فکرِ عمر جاودان کیوں ہو
یہ جو جان کے بدلے وہ دولتِ لگان کیوں ہو
گمانِ میرا جہان جائے ستمگر تو وہاں کہیں ہو
کسی کو کیا غرض میرے تمھارے دہان کیوں ہو
ابھی سے سروای قاتلِ شہیدِ تفسہ جان کیوں ہو
تو کیوں پوچھوں کہ مجس ستمِ تہران کیوں ہو
ستم کا تو نہ اندھیروں پہ صرف امتحان کیوں ہو
اگر بیانی دل ہو تو یہ جوابِ گران کیوں ہو

کرے وہ گھر سے جذبِ دل بتیاں کاشکوہ
سخنِ مجس کو اس بے شکایتِ میان کیوں ہو

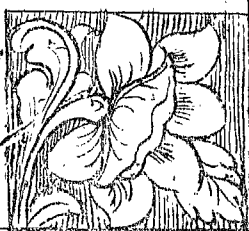
یاد آئے جو وہ گیسو پریشان مجس کو
دشتِ شست بھی ہوا ناخدا زندان مجس کو

کرویا عشق نے کیا بے سرو سامان مجھ کو
 یوں ہی رہنے دو دم مرگ پر ارمان مجھ کو
 و مبدم ایک نئی چھیر چلی جاتی ہو
 تم وہ نازک کہ تمہیں قتل مر شکل ہو
 ٹے ری سادگی اُس کو بھی وہ عاشق سمجھا
 سرو سامان نہیں اور دست جنون تیرے لیے
 اتنی تاکید مرے باب میں کس واسطے ہو
 اب تو تیرا ہی غم غم عشق ہو غم غم وار مرا
 پھر ہمارا آئی کوئی دامن صحرا تبلا
 آتش عشق مرے پر بھی تو بھر کا سیگی
 دم نہ نکلیگا اگر لاؤ گے تم غیر کو ساتھ
 اور جنون دل نے مرے وسعت صحرایاں
 تنہا گئے ڈھونڈنے کے قابل نہ ملا کوئی زمین
 رات کی رات کا مہمان ہو مرا جا بجا بھان
 کاش پہلو سے نکلا جائے کہ ہو چین مجھے

اپنا سایہ بھی نظر آتا ہو عریان مجھ کو
 اپنے سینے سے لگاؤ نہ مرجان مجھ کو
 تنگ کرتے ہیں بہت اب مرا رمان مجھ کو
 میں وہ عاجز کہ نہیں مرگ بھی آسان مجھ کو
 آئینہ پھینک دیا دیکھ کے حیران مجھ کو
 چاہیے ایک نیار و زکریاں مجھ کو
 کیا نہیں جانتا ہو آپ کا دریاں مجھ کو
 رنج راحت ہو تو ہو درد بھی دریاں مجھ کو
 تجھ سے ہونا ہو جنون دست گریبان مجھ کو
 چور کا ڈالنگی تری جنبش دامن مجھ کو
 ایسا مرنا نہیں منظور مری جان مجھ کو
 اب نظر آتا ہو کہ سون کا سیاہان مجھ کو
 اک نظر آتے ہو دم جان کے خواہان مجھ کو
 بھول جانا نہ کہیں دل و شب ہجران مجھ کو
 ہو گیا دل بھی ترے ہجر میں ارمان مجھ کو



غبطہ ہی عشق میں آخر کو سخن کام آیا
 کوئی شکل ہو نظر آتی ہو آسان مجھ کو

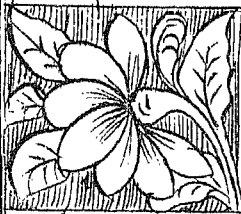


حال دل اشک آہ سے پوچھو	ان ہی دونوں گواہ سے پوچھو
مجھے کیا پوچھتے ہو حالت دل	اپنی ہی تم نگاہ سے پوچھو
زاہد اسکی شان رحمت کو	جھجھکا پانا سے پوچھو
فرہ فرہ مین نور ہی اسکا	شک جو ہو مہر و ماہ سے پوچھو
لذت زخیم تیغ تاتل کو	کچھ نہ مجھے بے گناہ سے پوچھو
میرے دل کی تباہی وقت گلہ	اسکی نیچی نگاہ سے پوچھو
مسئلہ کوئی ہو نہ بحث کرو	ہاں شریعت کی راہ سے پوچھو
یہ نہ تھے ہو اکبھی کہ فر ا	میرے حال تباہ سے پوچھو
لب تک آنے بھی ہو گیا دشوار	ضعف کو میری آہ سے پوچھو
نہ کو غیر سے صلاح یہ ہی	دوستی کی جو راہ سے پوچھو
سیری صورت ہی آکے دیکھ نہ لو	حال تم کون گواہ سے پوچھو
دل جو میرا تھاری زلفون مین	اپنی طرشت کلاہ سے پوچھو
کس کو مارا کسے کیا گھائل	کچھ تو تیغ نگاہ سے پوچھو

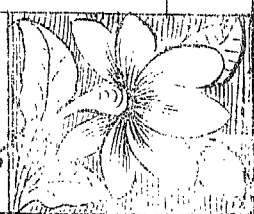
ہو گد اے در رسول سخن
مرتبہ اسکا شاہ سے پوچھو

چشم گریان راز دل افشاہو	دیکھنا طوفان کوئی بر پا نہو
تسکو ہر دم اور کچھ ہو یا نہو	آئینہ ہوز لہنا ہوا ورستانہ ہو

اُس سے احوال سوچ کر ملنا زور	و کیسنا ظالم کہیں دیکھتا ہوں
جلد ہو محشر کہ ہم اُس سے کہیں	آج ہے وعدہ فرما ہوں
مجبوراب شکوہ کسی سے کچھ نہیں	کیا کرے کوئی جو دل اپنا ہوں
وہ دکھا جو جلوہ اپنے حسن کا	و کیسے کاغیر کو یا را ہوں
آج وعدہ وصل کا ہوتا وفا	تیری جب مرضی نہیں اچھا ہوں
میرے گریہ کی شکایت غیر سے	مجھے طوفان دیکھے کیا کیا ہوں
میں بھلا کیا اور یہ اعشقی کیا	تم تو اپنے حسن میں کیتا ہوں
ایک عالم ہوتا شامی ترا	اس قدر تو محو و خود آرا ہوں
ہاں شکایت جب کروں میں غیر کی	بتجسس جب ظالم مجھے شکوا ہوں
وقت آخر وہ اگر آئے تو کیا	گفتگو اب اُن سے ہو بھی یا ہوں
قنہ مشرب بھی ہو تو کچھ نہیں	جو تری رفتار سے برپا ہوں
دل مرا لیکر چھپانے سے غرض	راز دشمن ہو کہ جواں شا ہوں



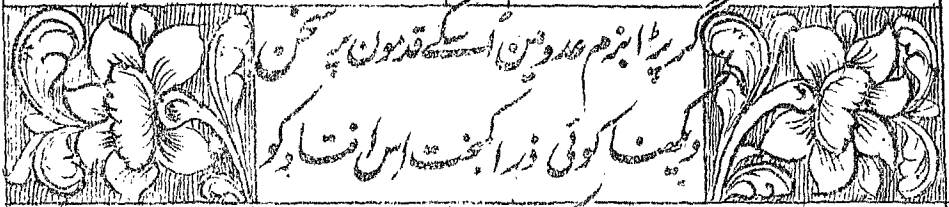
دیکھ لو جی بھر کے آج اُنکو سخن
دل خدا جانے کہ کیا ہو کیا ہوں



کیا کرینگے رکھ کے ہم اس خانان برباد کو
بیٹھ جاؤں تو لو دم بھر مری روداد کو
جو نہ سمجھے کہ پھر اس نیاے بے بنیا د کو

پھینک دینگے چیر کر ہل دلِ ناشاد کو
مجھ پر کیا آفتیں گزریں تمہارے ہجرین
خوشی سے حقیقت اس خراب آباد کی

اشک خون سے بسکھڑی رنگین ہمارا جسم ہمارے	نغم کا کچھ بھی پتا ملتا نہیں جلا دو کو
ایک گل میں بھی نہ پانی ہے تو بوسے وفا	غور سے دیکھا بہت اس گلشنِ احباب کو
اور بھی تکلیف قاتل کیا ہی چھڑکا ہونک	غیر کیا جانے بھلا اس لذتِ بیدار کو
کستور گلچین جگر خون کن مری فریا دہر	جب سنا ناامدِ مرغش آگیا صبا کو
یاد رکھ اسے چارہ گر کر اس کے سر مر جاؤ لگا	لنگ ہے میرا کہ پاس آئے دون میں جدا کو
تیری اندازِ کم کی عالمِ تصویر نے	کرو یا محبتِ شامانی و ہزار کو
اہلِ مشر کو یقین ہو دن وہ ماتم میں کئے	لائیں جب عشرت میں تیرے کشتہ بیدار کو



وہ آئے ذرا آنے کا انداز تو دیکھو	اسے ہمدون یہ وصلِ خدا ساز تو دیکھو
مارا نگہِ ناز سے ٹھوکر سے جلا یا	اُس رشکِ سیجا کا یہ عجز از تو دیکھو
اعدا کو تعظیم بٹھاتا ہے تمکار	گھر میں مرے انبیار کا اعزاز تو دیکھو
ہر دل کو ہمارے ہوسِ عشق میں	منعِ قفسِ عشق کے پر واز تو دیکھو
کیا دیکھا ہے تنے ابھی دنیا کا تماش	ہاں چشمِ تغافل ہو اگر باز تو دیکھو
کہتے ہیں سچے لونگا خبر دار میں تھے	کھل جائیگا الفت کا اگر راز تو دیکھو
کس حسرتِ دارِ مان سے دم توڑ رہا ہے	مقتل میں سوئے عاشقِ جانِ باز تو دیکھو
کیا یونہیں راکر تے تھے بگڑے ہوئے مجھے	تم آج کل اپنا ذرا انداز تو دیکھو

کس ناز سے کہتے ہیں سخن آتے ہیں ہم بھی
آواز کے قسربان یہ آواز تو دیکھو

یہ احتشام یہ زیبائش سمنو	جلوین آپ کی گریب ازمنو
جنون کے ساتھ بیابان سخن کھل کھلین	بہارین جوہین ابکی قید و بندنو
چڑھے وہ بام حقیقت کس طرح زاہد	کسی کی زلف کی جب باتھیں کھنڈنو
کسی کو آپ سمجھتے نہیں جان میں حسین	بشر کو چاہیے اتنا بھی خود پسندنو
کمال عشق میں صدمہ ضرور ہوتا ہو	محال عقل ہو اس میں اگر گزندنو
کسی کی زلف کی ہر جہل میں گمشدہ	کہ میرے دام تعلق میں پاب بندنو
وہ چشم کیا جو ترے واسطے ہو کر یاں	وہ قلب کیا جو پریشان و درد مندنو
وہ ل نہیں جو ترے ناز کا نہو یاں	وہ سر نہیں جو نشان پر تری بلندنو
ہجوم یاس میں جتک کا کوئی ٹھہر نہیں	ورق قبول بھی جتک آئیں بندنو
یہ دہرہ جو درجزا اسکی بی نیاز ہے	کہ اسکو بھی کہیں ناز و تباں پسندنو
عدو کو کرتے ہو میرا نہیں تنہائی	یہ تم سے کیوں نہو تم میرے درد مندنو

یہ حکم ہو کہ کرو صبر اور بہ بھی چندے
کہو تو کیونکہ قسربان سے سخن دو چندنو

اس طرح غربت میں ہو محکوم وطن کی آرزو	جیسے بلبل کو قفس میں ہو چمن کی آرزو
ہو کسی کو عمر بھر سیر چمن کی آرزو	ہو بیان تو اک مژدہ برہمن دن کی آرزو

عاشق شیدا جو پُر حسرت نہ ملے خاک میں
کس قدر آوازہ صحراے الفت میں وہ گ
ایک تازہ زخم ہو پلو میں ظالم اور بھی
خار ہو گا دشمنوں کو جب وہ آئینکے بیان
محرکشی میں تھا تامل ہو کو لیکن کیا کریں
خط پہ بلجائے جو بوسہ چاند سے رخسار کا
ہائے کس حسرت سے اپنی جان شیریں کو وہ
اسکو بھی قاتل نے سینے سے نکالا کھینچ کر
جگو اسکو ایک جا کر دے تو کیا دشوار ہے
جسکے وعدوں کیا ہو سیکر دن ارمان کا خون
نام لینے سے ہم آغوشی کے ہو جسکا فشار
کام آجائگی جس اہل ہوس کو ہو غرض
دل میں کیوں آتے خیال غیر کے ہمراہ وہ
ڈال دو مال تم اپنا جو میری لاش پر
مجھے پُر ارمان کو کھو کر یہ کہو گے ایک دن

کیونکہ بر آتی کہو چرخ کمن کی آرزو
تھک کے جو کرتے ہیں آخر راہزن کی آرزو
ہر ہی اب تو مرے زخم کمن کی آرزو
کم نہیں ہر مجھے کچھ اس گلبدن کی آرزو
جب ہی ہر ساقی تو بہ شکن کی آرزو
برہمن دل کو کون اسکو گمن کی آرزو
اور یوں رہ جائے دل میں کوہ کن کی آرزو
تیر تھا وہ یا کہ تھی مجھے خستہ تن کی آرزو
آرزو کچھ میری کچھ اس ستمن کی آرزو
پھر بھی دل میں ہر اسی بیان شکن کی آرزو
ہائے دشمن اور اس نازک بدن کی آرزو
مانگ کر بجلے وہ مجھے خستہ تن کی آرزو
مجھ کو خلوت میں نہیں اس انجن کی آرزو
خضر بھی کرنے لگیں ایسے کفن کی آرزو
قبر پر روتی ہر یہ کس خستہ تن کی آرزو



غیر کے ارمان دل نکلے بدولت آپ کے
دل کی دل ہی میں رہی لیکن سخن کی آرزو



گاہ شکوہ ہو جو کچھ گفت گو ہو
 دم کر یہ منتا بل کر عدو ہو
 فلک تیری کجی کو ماننا ہوں
 وہ ناز حسن ہی متکو کہ گویا
 چلون میں آپ ہی فاصد تر ساتھ
 جنون کے ماتھے سے ہین تنگ رہ نہ
 گریبان ہو تو کچھ تدبیر کیجے
 کمر میں تو جسے رکھتا ہی قاتل
 نہیں ستادہ بے پروا کسی کی
 شکایت پر وہ کرتے ہین گلہ یوں
 منالینے کا اک موقع ہی ملجائے
 کہ دن کیا حشر میں اید اور حشر
 وہی جانے تری چالاک یوں کو
 ہمارا حشر تو یوں ہی مناسب
 برا الفت کا ہو تم سے بھی ہر شک
 اگر ہوا متنا نا جو رسکا
 تنہا ہو تو ہو تیری تنہا

اسی سے کیوں نہ چکر دو بدو ہو
 تو مجھ کو دیکھ کر بے آبرو ہو
 نہیں ممکن کہ سید جانے سے تو ہو
 جہان میں ایک تم ہی خبر دو ہو
 کہانیک خط میں شرح آرزو ہو
 ہمارا ذکر اور یوں کو بکو ہو
 دل صد چاک میرا کیا رفو ہو
 وہی پنجہ ہو اور میرا گلہ ہو
 پھر اس سے کیونکہ شرح آرزو ہو
 کہ مجھ کو پھر نہ جائے گفت گو ہو
 اسے جو روٹھنے کی مجھے خبر ہو
 اسے دیکھ یوں کہ تجھے گفت گو ہو
 جسے تیری طرح وعدہ کی خواہو
 کہ بس ہم ہوں و مان اور ایک تو ہو
 سمجھتا ہوں کہ تم میرے عدو ہو
 تو پھر مرنے کی کیونکر آرزو ہو
 اگر کچھ ہو تو تیری آرزو ہو

<p>یہ آہ اشس اگر بہر عدو ہو انگاہوں میں ہماری جب کہ تو ہو کبھی تو دل کی پوری آرزو ہو</p>	<p>مجھے دو دل کے ماتم کی اجازت نظر کیونکر پڑے اپنی کسی پر ادھر آؤ گے لگ جاؤں گے</p>
<p>سخن بلنا نہیں آسان اُسکا عدو کو لاکھ اُسکی جستجو</p>	<p>سخن بلنا نہیں آسان اُسکا عدو کو لاکھ اُسکی جستجو</p>
<p>دل و لبت ملائے ہو</p>	<p>دل و لبت ملائے ہو</p>
<p>جس طرح ہو سپاہ شاہ کے ساتھ دم نکلیا یگانگ آہ کے ساتھ دل کھینچا جاتا ہو نگاہ کے ساتھ ظلم تیرے جو ہوں بناہ کے ساتھ یہ فنا ہو گا ایک آہ کے ساتھ اے فلک تجھے کینہ خواہ کے ساتھ مقرر نہ ہوں مگر گناہ کے ساتھ ہر گمان مجھے خیر خواہ کے ساتھ کیا ہو نسبت پھر اسکو راہ کے ساتھ یوں بسر کی جو عز و جاہ کے ساتھ کرے جو مست اک لگا کر ساتھ</p>	<p>اُسکی مرگان ہوں گاہ کے ساتھ ہنشین کچھ نہ پوچھ حال مرا جذب ہو کس بلا کا آنکھوں میں کبھی تیور پہ اپنے میل نہ آئے آسمان کی بھی کچھ حقیقت ہو مگر کہ روز چاہیے مج کو یوں تو بیشک گناہگار ہیں ہم کیا ہو تنہائی میں جو گہرا ہے مہر تابان پہ جو چشمک زن یہ کہ ہم تھارت اگر آفت میں جام و محبت کو دے دیں تاتی</p>

کعبہ و دیرہین کو مجھ کو

انس ہی تیرے جلوہ گاہ کے ساتھ

تو نے دیکھا نہ شہسوار مجھے

میں تو تھا تیری گرد راہ کے ساتھ

ہر سخن عشق میں وفا لازم
پسہا بھی چاہیے بناہ کے ساتھ

سک کر ہم بھی دینگے اپنا دم آہستہ آہستہ
تو قاصد کا بھی اٹھتا ہر قدم آہستہ آہستہ
گئے وہ لوگ سب سوے عدم آہستہ آہستہ
تو پھر چلتی ہو کیون تیغ و دم آہستہ آہستہ
اثر کرتا ہو اس افی کا سہم آہستہ آہستہ
جنون کے ساتھ رکھتا ہوں قدم آہستہ آہستہ
زمین پر غافل رہو قدم آہستہ آہستہ
زمین پر ناز سے رکھو قدم آہستہ آہستہ
انہیں یاں لائینگے ہم دیکے دم آہستہ آہستہ
کہ پڑھتا ہو مرے خط کو صبر آہستہ آہستہ
بت سے ہو گئے ہم پرستم آہستہ آہستہ
تو مٹ جائیگا نام جام جسم آہستہ آہستہ
کہ پیچھے آسکے ہو لیتے ہیں ہم آہستہ آہستہ

چلی گئی گر تری تیغ ستم آہستہ آہستہ
کیا ہو ضعف میں نامہ رقم آہستہ آہستہ
خبر کیا پوچھتے ہو سالکان راہ الفت کی
اگر تم چاہتے ہو میں نہ سبیل ہوں تہ خیر
نہیں چننا کبھی مارا ہو اس زلف پیچا نکا
نشہ اقلیم و صحر اہوں ہوا کھانے نکلتا ہوں
اگر کر کیوں نکلتے ہو غم و درد و گرفت سے
نہ بل کھاتے مگر بار نزاکت سے کہیں دیکھو
خبر کیا اس کے رنگے جان دینگے اپنے غش کا کر
اثر تو یہ سر سے نہیں ملے گا و ناتوانی کا
نہیں شکوہ فقط تیرا سوا تیرے ہی او ظالم
اگر یونہی رہیں اس کے شہ و اعطی کی بوجھان
حسین کو دیکھ کر چوں میں پھول ہو اپنا

و باتا ہوں شبِ وصلت ہو اُنکے پاؤں کے نشین
سخنِ تجکو مرے سر کی قسم آہستہ آہستہ

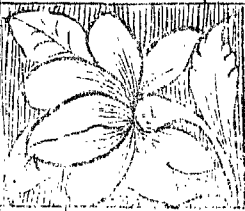
<p>ایں خوش اقبال و توقیرِ سحاب و آئینہ صاف و کھلائی ہو تصویرِ سحابِ آئینہ ہیرے آگے کیجئے تقریرِ سحاب و آئینہ ایں پری پیکرِ یہ ہیں تیر سحاب و آئینہ برق اور جوہر ہیں زنجیرِ سحاب و آئینہ دیکھ لو کیجا ہو تصویرِ سحاب و آئینہ تھی ازل سے یوں نہیں تقریرِ سحاب و آئینہ دل میں اس بت کے ہر تاثیرِ سحاب و آئینہ چشمِ عاشق سے ہو تصویرِ سحاب و آئینہ منجھڑے دکھلائے تصویرِ سحاب و آئینہ</p>	<p>یا رب بھی کرتا ہو تقریرِ سحاب و آئینہ قطرہ افشان کا کل شکنِ رخ پر نور پر بینِ قد ازل و رخ ہوں میں سنو گار این سیری آہ نارسا تیری نگاہ بے پناہ میں اسیرِ الفت کیسو و رخِ صمیم سیرا و نا اُنکی حیرت سیر کا ہنگام گریہ و حیرت خدا نے دی انھیں کیا کیجئے کہ رقیقِ القلب ہو کہ صاف ہو وہ سنگدل اشک سے پر آب وہ دیکھے سے یہ حیرت زور اک نظر دیکھو جو دونوں کی طرف شاہ حسن</p>
---	--

دل میں رہتا ہو خیالِ سنِ لعل کا ایسے سخن
ایک جا کھینچی ہو تصویرِ سحاب و آئینہ

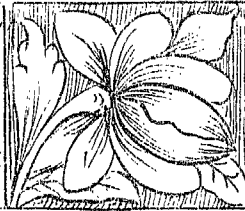
<p>یہی ہو حال تو ای مہربانِ خدا کی پناہ کہ سنکے کہتے ہیں سب الامانِ خدا کی پناہ تجھے ہمیشہ دل ناتوانِ خدا کی پناہ</p>	<p>ذرا سی بات پہ ہر زبانِ خدا کی پناہ فغان کا طرزِ ہر وقت گفتگو میں مری کساکشِ خم کیسو سے تو رہے محفوظ</p>
---	--

یہ ضعف ہو کہ اشارہ بھی ہو نہیں سکتا
 عدم تھا ہستی ناپائدار سے بہتر
 وہ حال زار مرا مجھے سنکے سکھنے لگے
 نظر اٹھا کے بھی اب دیکھتے نہیں مجھ کو
 مسافرانِ عدم کا شمار ہو کس سے
 ہزار گریہ کروں ضبط ہو نہیں سکتا
 یقین ہو کہ تہِ خاک بھی نہ چین ملے
 مرے جوابِ فغان میں فلک سے آتی ہو
 فلک تو کیا کہ خبر لامکان کی لی اُس نے
 مرے بیان کو کیا لفظِ عشق کو دیکھو
 کبھی خیال میں میرے کبھی ہو غیر کے گھر
 ابھی تو بیجا ہو قاصد ابھی یہ کتہ ہوں

نور ابھی اب نہیں تاب و تو ان خدا کی پناہ
 کہاں تھا میں مجھے لانی کہاں خدا کی پناہ
 یہ طحّٰنوں کی کبھی داستانِ خدا کی پناہ
 ہو امین آپ کو ایسا گراں خدا کی پناہ
 چلے ہی جاتے ہیں یہ کاروانِ خدا کی پناہ
 کہ ہر مژدہ سے ہو دریا روانِ خدا کی پناہ
 غضب کی آپ میں ہیں شویانِ خدا کی پناہ
 صدائے احوال و الامانِ خدا کی پناہ
 ہماری آہ بھی پہنچی کہاں خدا کی پناہ
 یہ ایک حرف ہو اداستانِ خدا کی پناہ
 کہاں سے جاتے ہو تم بھی کہاں خدا کی پناہ
 کہ مگر کے رہ گیا ظالم کہاں خدا کی پناہ



سخنِ جہان کو دم بھر میں خاک کر دیکھا
 ہمارا نالہ آتشِ فغانِ خدا کی پناہ



عشاق سے رہا جو تیرے دغا کے ساتھ
 کہ انہی نوں نے محشر ہوا کے ساتھ
 یہاں گئے مرنے والے ہیں غمِ جفا کے ساتھ

دل کا لگاؤ پاتے ہیں اُس بونفا کے ساتھ
 کچھ خاک تھی ہماری جو اس نقشِ پاک کے ساتھ
 کرتے ہیں مجھ پر ظلم وہ کس کس اور اس کے ساتھ

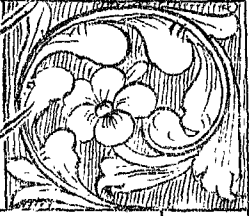
یا و آگیا فراق میں ہر کو تو رو دیے
 سب بھول جاؤ اپنی خود آرایاں صنم
 میں دار سے شفا ہی سمجھ کر ہوں آستے
 دینا ہے بدنیا و کا جھگڑا ہوا تمام
 ہر ایک بھٹی ہو تری بارگاہ میں
 اس مہروش کے سامنے پایا نہ کچھ فروغ
 جاتی ہو روز کو چہ جانان میں بیٹھ کر
 حاصل ہوا وصال سے کیا مدعا ہمیں
 تکلیف قتل تجکو مرے ضعف نے نہ دی
 اتنا تو صبر دے مجھے یا رب کہ وصل میں
 یونہی ہر ایک دل میں جو گھر کیجے گا آپ
 رخ کی طرف ہوں میں وہ ہوا خواہ رلف ہو
 تمکو اگر ہو کچھ بھی ہماری وفا کی قدر
 و اماں یا رب تک بھی نہ پہنچا کسی طرح
 روز جزا بھی شکوہ کریں گے نہ آپ کا
 تقدیر میں جو وصل بے مرض محال ہو
 نصرت انکی وصل میں ہو جائے فزا ل

پہنسا کسی کا وصل میں ناز واداکے ساتھ
 پالا پڑے تھیں جو کسی مبتلا کے ساتھ
 دے مجکو تو جو نہ ہر بھی قاتل دوا کے ساتھ
 اب ہو معاملہ ہمیں اپنے خدا کے ساتھ
 ہو ایک سا معاملہ شاہ و گدا کے ساتھ
 فرون نے میری خاک رکھ کر کہو کہ تہا
 کیونکر نہ رشک ہو مجھے با و صبا کے ساتھ
 یونہی رہیں گے آپ جو شرم و حیا کے ساتھ
 کیا اڑ گیا میں تیغ کی قاتل ہوا کے ساتھ
 بولوں نہ میں خود اس بت نا آشنا کے ساتھ
 کیونکر ملینگے دوست کسی آشنا کے ساتھ
 جھگڑا ہوا دن یہ دل مبتلا کے ساتھ
 ہمتو لڑا وین جان تھاری جفا کے ساتھ
 بر باد ہو غبار ہمارا صبا کے ساتھ
 یونہی رہیں گے تا بہ قیامت وفا کے ساتھ
 پوچھ گفست کو ہو اس بت دیر آشنا کے ساتھ
 بس کیجئے وہ کشتہ میں جسد ہم جفا کے ساتھ

دل لگ گیا مشاہدہ ماسوا کے ساتھ	ہر شوہن بسکہ جلوہ جانان ہوا آشکار
تقریر پھر ہو داور روز جزا کے ساتھ	جی بھر کے پہلے دیکھ تو ہوا نکوشت مین
کرنا نہ تھا ہمیں یہ بہانہ قضا کے ساتھ	ہنستی ہر تیرے آنسو کے وعدہ پہ وہ بلی ب
بچی نگاہ قمر ہوا انکی جیا کے ساتھ	جی چاہتا ہوا خاک مین لمبا ہے ابھی



کر یہ نے بات کی بھی تو مہلت نہ دی سخن
کھر مین ہم آنکھ لائے تھے کس تجل کے ساتھ



بھاتی نہیں انجمن ہمیشہ	فرقت مین جو ہو سخن ہمیشہ
دیوانوں کا پسہ ہمیشہ	رہتا ہو ہزار جا سے صد چاک
پو جا کیے برہمن ہمیشہ	اس بت نے نظر نہ کی ذرا بھی
کوچہ ہو تھارا رن ہمیشہ	مقتول نگہ پڑے مین چربا
تھی مجھے اسے جلن ہمیشہ	دشمن کو کیا ہو آج ٹھنڈا
ہمتور ہے بے وطن ہمیشہ	کیا تم کو وطن بتائیں اپنا
پہنا کر و نور تن ہمیشہ	آرائش تن سے کیوں ہو نفرت
کرتے ہو بہت نین ہمیشہ	وعدوں کے شمار مین تم اکثر
بھاگے رہے پان مین ہمیشہ	پاس آئے کبھی نہ میرے افسوس
ہم سے فلک کہن ہمیشہ	برگشتہ رہا مثال جانان
اس چاند مین ہو گسن ہمیشہ	کیا ضعف مین دل غ دل ہو روشن

سب وقت پہ اپنے چل بسینگے	کس کا ہر بیان وطن ہمیشہ
پانی نہ ترے بدن کی خوشبو	سو نگہ گل و پارسن ہمیشہ
زنگین ہر خون سے عاشقوں کے	ہر تیغ تری دھن ہمیشہ
کشتوں پہ تمہارے زخم اُنکے	اگر بیان ہیں تہ کفن ہمیشہ

مضمون نئے سنیکے تم سے
کتے ہو غزل سخن ہمیشہ

تھی فکر میں پیر زن ہمیشہ	غافل رہا کوہ کن ہمیشہ
عریانی ہو زیب تن ہمیشہ	صد چاک ہو پیہر ہن ہمیشہ
رہتا ہی برنگ بو کریزان	مجھے مرا گلبدن ہمیشہ
خم ہوں بخیاں زلف جانان	گردن میں ہو یہ رسن ہمیشہ
بھرتی ہو تمہارے کان مجھے	یہ کا کل پر شکن ہمیشہ
اٹے وہ قمر نقاب شاید	رہتا نہیں کچھ گھن ہمیشہ
بڑھتی رہی میری سوزش دل	گھٹتا ہی گیا بدن ہمیشہ
نساہر نہ ہوئی کمر تھاری	پہنایا ہی بر باد ہن ہمیشہ
ہم عشق میں ناصحا کرین مہر	اور وہ بھی جناب ہن ہمیشہ
ہر جوش جنون سے میرے تن پہ	ہر حساسہ کو کس ہمیشہ
بیخود رہے جب تک جیہ ہم	غریب نہ رہی در وطن ہمیشہ

خلوت میں ہر جسم ہمیشہ	ہر دم ہر جہم حسرت و یاس
لب لبک ہر نہ ہو چین ہمیشہ	مہمان ہو ہمار کوئی دن کی
ہر شمع نہ انجمن ہمیشہ	یہ رونق بزم ہر کوئی دم
کیا رہیے گلاب و لہن ہمیشہ	کچھ کہیے نقاب اٹھا کے ہنسے
زادہ مرا پسین ہمیشہ	پاؤ گے نہ رہیں میکدہ تم
یاں دوش پہ ہر کفن ہمیشہ	جب چاہیے کیجیے قتل مجھ کو
سب سے تر ابا نکین ہمیشہ	وحو کے مجھے دے رہا ہو ظالم
پرز سے ہی رہا کفن ہمیشہ	تا شیر جنوں سے قبر میں بھی

بے یار بھی نہ نیند آئی
تڑپا کیے اسے سخن ہمیشہ

ہین تل و گھر چین ہمیشہ	دندان و لب و دہن ہمیشہ
ریحان و گل و سمن ہمیشہ	حیرت میں تمھاری ناز کی پہ
غربت سفید وطن ہمیشہ	ہو ایک تمھارے وحشیوں کو
ہر شیخ سے برہمن ہمیشہ	رکھتا ہوتا ہے سب سے اک لاگ
نسرین گل و نسترین ہمیشہ	شمار دن سے آپ کے خجل ہیں
نرگس جتا دہرن ہمیشہ	شرمندہ تمھاری انکھڑیوں سے
جن و پرتی مرد و ترن ہمیشہ	سو جان سے شمار تیرے اوپر

کشتون پہ تمھارے نوحہ خوان ہیں	و اتمق نل و کوہ کن ہمیشہ
ہم سے تو نہ کیجیے خسہ دارا	یہ مکر و فریب و فن ہمیشہ
ہیں یہ سکر ہی انیس و ہم	سج و آلم و محن ہمیشہ
تقدیر سے ہیں مجھے میسر	مہ رو گل و گل چمن ہمیشہ
ہاتھوں پہ لیے ہیں تیرے شیدا	تسک و سر و پاں و تن ہمیشہ
ہر وقفہ برائے تیغ قاتل	جان و جگر و بدن ہمیشہ
گلو تری اس نہیں پہ صدقے	گلزار و گل و چمن ہمیشہ
کیون ہر ترے ابرو وں پہ ظالم	یہ چین و خستم و شکن ہمیشہ
پاس اپنے بدفع عذر قاتل	ہر تیغ و سر و کفن ہمیشہ

کچھ شعر پڑھو بطور دیگر

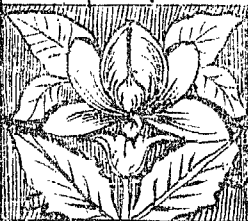
تا یا در ہیں سخن ہمیشہ

بہتر نہیں بانگین ہمیشہ	اب دو نہ مجھے محن ہمیشہ
تم رونق بزم ہوشان ہو	میں غم کش انجن ہمیشہ
تم اور سرِ ظلم و بدعت و جور	میں اور مرا سید حاین ہمیشہ
میں تو کبھی اُن کروں نہ جسے	تم یوں رہو طعنہ ن ہمیشہ
تم اور کبھی نہ نہیں کے بولو	ابر و پہ رہی شکن ہمیشہ
مجھ سے نہ ملو ملو وعدہ سے	جسے بیزار رہیہ چلن ہمیشہ

کہد و تونہ تمسہ بولین اب ہم
 شہرتنے نکالی خیر بہتر
 اندھنار اب نگہبان
 دل دینکے اب ایسے شوخ کو ہم
 پیدا کرین وہ صتم جو تم کو
 دل شاہد کرین اسی سے اپنا
 رکھیا گاتھاری بزم بہم
 کیا سیر ہووے جو غارتگو
 جاؤ جو کبھی گلی میں اُسکی
 ڈالو جو نگاہ اُسکے رخ پر
 بن دیکھو جو اُسکے گیسوؤں کا
 سو نکھو جو شیم زلف اُسکی
 آئین جو نظر تمہیں وہ ابرو
 دیکھو جو تم اُسکی چشم جاو
 آتے جو نظروہ تر بھی چوں
 پاؤ جو کبھی تم اُسکو خندان
 ڈوبے رہو چاہم میں اُسکے

گویا زمین بے وہن ہمیشہ
 اب بگڑ گئی جان من ہمیشہ
 اور سایہ نچتن ہمیشہ
 ہو تم پہ جو طعنہ زن ہمیشہ
 کتا رہے بد چلن ہمیشہ
 رہتا ہو جو خندہ زن ہمیشہ
 وہ روئی انجمن ہمیشہ
 طغون سے وہ گلبدن ہمیشہ
 سمجھو اُسے پھر وطن ہمیشہ
 تکتے ہی رہو وہن ہمیشہ
 کاکل پہ رہے شکن ہمیشہ
 پھر ڈھونڈو رہ ختن ہمیشہ
 پھر یوں نہ ہو تیغ زن ہمیشہ
 پا لا ہی کہو ہرن ہمیشہ
 بھولے رہو بانگین ہمیشہ
 روتے رہو گلبدن ہمیشہ
 دیکھنا ہی کرو ذوق ہمیشہ

تم بات کرو وہ ہنس کٹالے	سنجے تمہیں کم سخن ہمیشہ
ہر وقت اڑتے قہقہوں میں	پھر رہے خندہ زن ہمیشہ
بگڑو تو وہ اور تمکو چھڑے	دے دو نہیں تمہیں سخن ہمیشہ
تم دے نہ سکو جواب اسکا	وہ تم سے کرے سخن ہمیشہ
انتگے نہ لے پناہ اس سے	جھاگے پھر وہاں میں ہمیشہ
پھر آئین ہم تمہارے	گو لا کہ کرو جن ہمیشہ
پھر کو نہ پوچھیں ہم کہ ہو کون	ہو پاس وہ گلبدن ہمیشہ
پھر بکو بری لکین نہ کیہ کر	یا نین تری دل شکن ہمیشہ
پھر ناز تمہارے کیوں اٹھائیں	وہیں سنج بچان و تن ہمیشہ
پھر آئین نہ ہم تمہارے و تمہیں	کرے تے رہو مکر و فن ہمیشہ
پھر تہ تیغ میں نہ لٹ کے نہ آئیں	سنجیں اسے ہم رسن ہمیشہ
پھر نام سے میرے اک پرکارو	تھرا ہے ترا بدن ہمیشہ
پھر تھ نہ دکھا ہے مجھ کو تکلیف	ہو راحت بہان و تن ہمیشہ
پھر عشق میں نہ چھو بیٹیت	پھر ہر سنہ مجھے سخن ہمیشہ



پھر نہ لاکھ سنا ہے نہ وہ نہ مانو
وہ سنے ہی رہو سخن ہمیشہ



اولیٰ فیہ ایسے تھانی

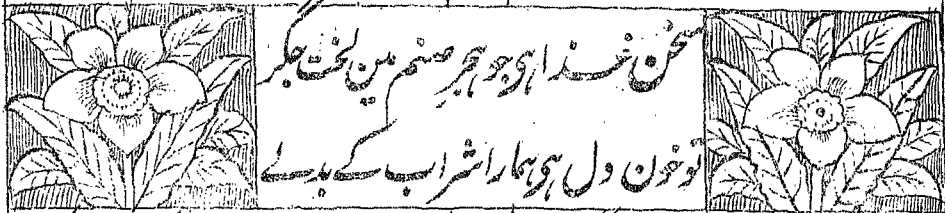
مگر کیا شوق دید میں کس کے	بھول تربت پہن بونکس کے
غیر آتے ہیں کس طرح و کھین	ہم ہیں شقائق تیری مجلس کے
ہو مبارک صنم نئی پوشاک	اترے تیرے یہ بھی گھس پس کے
ہو مجھے دیکھتا ہو کستا ہو	ہوش مطلق بجا نہیں رُس کے
مثل یوسف کے پنج ڈالیکا	ماتہ تم آگے جو مجلس کے
دور و سر ہی رہتے ہیشہ گر آپ	سر میں صندل لگا پتے گھس کے
تد احمد خواب میں آیا	رات دن منتظر تھے ہم جس کے
جان بھی ساتھ ہی چلی آئے	پاس سے دونوں اب مگر کس کے

تد کر کرتے ہیں ماہوش میری

پاس جاتے ہیں اسے سخن جس کے

بے نذر و چھی ساقی شراب کے بہنے	جلے نہ کیونکہ مرادوں کباب کے بدلے
پسند ہوں تو لگا لیجے زمین توں میں	ہماری آنکھوں کے حلقے رکاب کے بدلے
سنبھالو ہوش تو ترسے لگے حینوں پر	ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے
شہید یار کو بدیوں شہید پرست سے	ورق غلام کا لون آفتاب کے بدلے
الم پسند ہوں کیا کیا ہیں خاطر میں میری	قرار و ہر کہ ہو انقلاب کے بدلے
جب ہو کیا جو مان نامہ بر کو میر ہوئی	وہ آپ آئینے شاید جواب کے بدلے

چمک رہا ہوں شب ہجر کلبہ غم میں	ہمارا دل غم جگر آفتاب کے بدلے
وہ باد کاش ہوں کہ غفلت ہوتی تو سامنے	وہی شراب کا چھٹا گلاب کے بدلے
فراق یار میں گنتے ہیں ساعت شب ہجر	یہیں عذاب ہر روز حساب کے بدلے



حالت ہے وہی شام سے پھر در و جگر کی	امید نہیں آج توہم کو بھی سحر کی
اندھری نزاکت کہ دم بندش مضمون	تارِ رگ اندیشہ ہے تشبیہ کمر کی
لیتے نہیں ارمان لب خاموشی کے بوسے	کیا حرف تنہا بھی قسم ہے ترے سر کی
پیغام اجل تھی خلشِ خجشِ منقار	پہل ہوئے سنتے ہی اذانِ مرغِ سحر کی
لیجائے نہ پیغام نہ بوزلف کی لائے	ای باد صبا تو نہ ادھر کی نہ ادھر کی
ای موج ہوا خوب نکالینگے ترا بل	وہ زلف اگر بال برابر کہیں سحر کی
مانا کہ وہ کل صبح کو پھر آئینگے لیکن	امید کسے ہے شبِ فرقت میں سحر کی
جب ہاتھ وہ رکھتے ہیں سنبھل جاتے ہیں بون	حالت انہیں دکھائیے کیا قلبِ جگر کی
الاس میں یہ بہر جگر کا دی عشاق	تشبیہ ہے بیجا ترے دانتوں سے گہر کی
خاموشی لب میں بھی تکلم کا مزا ہے	کیا بات ہے واندہ بُتِ رشکِ قمر کی
دفن ہو مرا کو پہ جانان میں عزیز	مگر کہ بھی تمہارا اسی راہ گزر کی
مہرِ بک شجرِ وجد میں ہر گل میں شکفتہ	کیا نہ مزمزہ پر دانی ہے مرغانِ سحر کی

افسوس و مہرگ رہی حسرت و یاد آئے وہ مگر انکو کسی نے نہ خبر کی

سچ ہو یہ سخن مصحح ہر جہتہ شاعر
پتھر میں بھی ہو جاتی ہو تاش نظر کی

برقِ رخشان سے زیادہ تیز ہو
میں سے جی بھر کے دیکھوں کس طرح
طائرانِ ہم کے اُڑتے ہیں ہوش
ساغرِ امید بھی چھلکے گا اب
تیر یوں پر عمر کا شبدیز ہو
و اسے ناکامی کہ نخب تیز ہو
ای جہون کیا دشت وشت خیز ہو
کاسہ عمرِ بد و لبریز ہو
یوں خطِ تقدیر دستاویز ہو
یہ کسی کی آہ درد آہینہ ہو
یا در کھ اسے نامہ ہر انا پتا

اے سخن جھٹکا رہی نخب کی
بات بھی تیر ی جہون انگیز ہو

سورجِ جامِ ہر یون تیرے کس رو تاباں سے
گلہ جگر بھی ای پر وہ نشین ہو چشم گریاں سے
ہوئی ہو کچھ تو تیرے ہزاروں قاتل کی سرکشی
غبار وشت کیا ہلا سے سیر دل کو وشت میں
خیال پاتا ہر ساقی ماہ جیسے مہرِ رخشان سے
کہ اشکِ پناہ ہو سے کیوں آں شادمان مرگان سے
کہ لبریز ہو شکلاتی ہو ہمارے زخمِ خندان سے
بہلا ہو نہیں دل بھی پریشان کا پریشان سے
خیالِ داغِ دل بھی کم نہیں سیرِ گلستان سے
قصور کر بجائے باغِ میرے دل کا او گلزار سے

انھیں کی آبرو ہی جنگ ہو اقاو کی شیوہ
 ہمیں تو خط یہ بھی بوسہ ہون کا اُنکے ملتا ہو
 جلانا اُنکا اور رونام مجھے اپنا جو یاد آیا
 مبارکباد قتل عام ای دل عید قربان ہو
 بچھائے شعلہ و آغ کیا کو کون فرقت میں
 تتھارا تو ہی اک شعلہ ہو سچے ہر کوسے پر
 ہواے غم ہی خوش شک ہو ای دل خدا حافظ
 جسے دیکھا اسی کو مار ڈالا میرے قاتل نے
 اگر میں عشق میں اس مہروش کے خاک ہو جاؤں
 تھے جوڑے کی بندش سے نہو دل بستگی کیونکر
 نہیں ممکن کہ محراب عبادت تیری ای زاد
 اگر بھیجا تو خط غیر بھیجا نام سے میرے
 چلو اچھے رہتے تم وصل کے سماں میں اُٹھ جانا

گہر بنتا ہی کرتا ہو جو قطرہ ابر نیسان سے
 سکندر کیون رہا محروم و خضر اب جویاں سے
 تو شب کو میں لپٹ کر خوب رو یا شمع سوزاں سے
 زکا قاتل نے جوڑا آج پھر خون شہیدان سے
 لگی ہو آگ یہ میرے چراغ زیر دامن سے
 کہو تو آج دل کتنے کند زلف میں بھانپنے
 خطر ہو کشتی عمر روان کو ایسے طوفان سے
 لگا و حجاب اُسکی نہیں کم تیغ عریان سے
 لڑائے آنکھ ہر فرہ مرا غور شیدا بان سے
 پریشان کیوں نہو عاشق تری زلف پریشان سے
 زیادہ منزلت میں ہو ہمارے طاق نسیان سے
 ستم کرتا ہو وہ ظالم ہمیشہ طرفہ عنوان سے
 تمہیں فرصت نہیں آرائش کیسے چچان سے

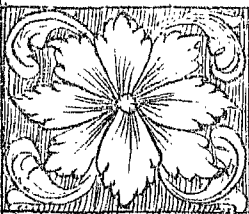
بہشت میں نوائی اک فزل تو اور بھی نکھو
 سنا کو کچھ نہ تھنوں سخن طبع سخندان سے

فروغ حسن میں بہتر تو غور شیدا ویر سے
 نہ جنت کی تنہا ہو نہ مطلب بھلو کوثر سے

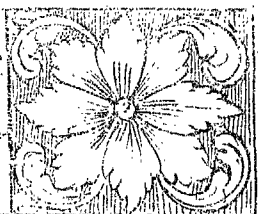
سحر میں لعل عشاق تیرے روئے نور سے
 غمزدان بھی ہی اپنے چراغ دل اور دیدہ سے

دم گر یہ بیامو فان ہوا شکستیدہ تر سے
 خیال روئے جانان عالم سودا میں ہر ہکو
 پڑے جن کو اتار ساقی مہوش نے شیشے میں
 شب وصل صنم آواز قد قامت قیامت ہی
 وصال یار کا طالب ہو کس امید پر ناوان
 ہمارا سخت جان ہونا تجھے باور نہیں ظالم
 سراسر اس میں جو مہمون ضعف و ناتوانی ہو
 دیا ہو کا دل راحت طلبنے وصل میں ہکو
 ہمیں کیا اگر کسی کو تو نے اپنا جلوہ دکھلایا
 نہ نکلی حسرت دیدار ہی اسے واسے ناکامی
 صدائے نالہ دل سوئے ہر داغ جو خوشید
 نہیں معلوم کیا لوفان بیامو کیا قیامت ہو
 کیا کب میں نے شکوہ غیر کا کچھ خبر ہو تجھ کو

جھڑی لکھنے آنسو کی سحاب چشم اگر بر سے
 فزون ہر پندہ داغ جنون خورشید محشر سے
 کیا واعظ کو محو و خمر زریک ساغر سے
 نکل جاتا ہی دم زار ترے السد اکبر سے
 کوئی پوچھے تو یہ میرے دل ناکام مضطر سے
 ہمیں تو وزن کر کے دیکھ لے اب تیر خیر سے
 تو خط لیکر اڑا جاتا نہیں میرے کہوتر سے
 لپٹ کر سو رہے ہم یار کی زلف مضرب سے
 کہ اپنی عمر بھر ہوتو ترے دیدار کو تر سے
 کیا قاتل نے میرے بچ بھگوتیر خیر سے
 ہمارا روز نہ سحران کم نہیں کچھ روز محشر سے
 گرے گرا ایک بھی آنسو ہمارے دیدہ تر سے
 خدا شہد و طرکے ادبیت کا فر تر سے



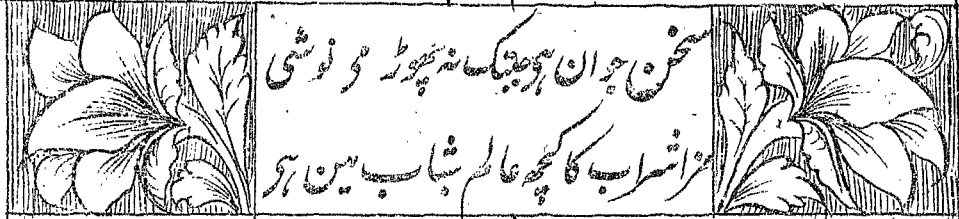
اسے گزشتے فہم جاہل میں کلام اپنا
 سخن میں تو مخاطب ہر میں ان اہل جو ہر سے



ماہین وہ ضیا ہر نہ آفتاب میں ہر
 گمان مہر نسان پردہ سحاب میں ہر

جو سخن یار تر سے روئے پیچایاب میں ہر
 نقاب سے جو رخ دل با عجب سب میں ہر

فشارِ دامنِ صد چاک سے بہینِ دریا شعارِ اسکا ہر شوخی تو کچھ نہیں کھلتا ترے وصال میں کیا لطف ہر خدا جانے کہو تو گھٹن کی طرح اسکو پیسِ داون میں نہ سمجھو برقِ اسے حُسن کی تجسلی ہے خبر کر کے کہ صنم جیسے تو بگر جاتے نواب لے اسے جلدی سرفج کر قاتل	یہ جوشِ گرید مرے دیدہ پر آب میں ہے اگر یہ غیر کی خاطر وہ اضطراب میں ہے کہ جس حسے وعدہ نہیں وہ بھی اضطراب میں ہے رقیب سامنے میرے کسی حساب میں ہے پرہی جمال کوئی پر وہ حساب میں ہے بناؤ لاکھ طرح کا ترے عتاب میں ہے شہیدِ ناوکِ حسرت بڑے عذاب میں ہے
---	--



ٹھوکرین کھاتا ہوں چہ جاتے ہیں اکثر کانٹے آمد اس گل کی ہر جا میں وش پر کانٹے مردہ اسے ذوقِ اسیری پر ہواے صبا و طعنہ و صفِ سبکدوشی اغیار ہو گیا لبکے وہ جوشِ جنون ہے کہ ہوے ہیں پیدیا جی میں آتا ہے کہ آنکھوں سے لگاؤں آنکھوں خارِ حسرت ہیں رگون میں میری نہانِ اس ہر ساقی میں ذرا منہ سے لگانی تھی شراب	لطف و کھلاتے ہیں کیا کیا مجھے پتھر کانٹے باغبان پھینکے سے گلزار سے پتھر کانٹے جائے گل آج تو ہیں دامن کے اندر کانٹے کیوں چھو تا ہر گل زخم میں دلیر کانٹے جائے سب جزا و رد و یوار کے اوپر کانٹے او جنون ہیں مجھے مڑگان کے برابر کانٹے چمالے تو طیرن نہ تری تیغ کے بکر کانٹے ہر گئے حلق میں نکس خطِ سافر کانٹے
---	--

<p>آبلون کو مرے رکھ لیتے ہیں سر پر کاسٹے نوک کی لیتے تھے جو باغ کے اندر کاسٹے راہ بھی وہ ہو کہ میں جہین سراسر کاسٹے اندون میں ترے مشتاق کے ہر کاسٹے حق نے پیدا یہ کیے ہیں گل تر پر کاسٹے چین سے نہیں قاتل نہ خنجر کاسٹے</p>	<p>میں وہ مجنون ہوں کہ کہتے ہیں تعظیم مری آگے میدان میں عاشق کے قدموں پر آگے کس دشت بلا شیر میں لافی قسمت جھکو کیچے لیے پورے ہیں ارادہ اور اوجہ نہ انہیں عارض گلگون تیرے شکستہ ہیں ہوں ہون غلش جنبش مرگان سے تری</p>
--	---

<p>اوسمیں آئے ہر رکتے ہیں بچپن مجھے ہر سببان میں ہیں تار سر سبز کاسٹے</p>	<p>اوسمیں آئے ہر رکتے ہیں بچپن مجھے ہر سببان میں ہیں تار سر سبز کاسٹے</p>
--	--

<p>یہ خار حسرت ویدار عاشق تھے نہان نکلتے وہ ہیں گریہ میں ہم آنکے آگے بربان نکلتے تھے ہر ناز پر کیونکہ دم ای جان جان نکلتے ہوتے نامہ زبان جتنے وہ اپنے مہربان نکلتے شبِ فرقت میں یہ دو چار اپنے مہربان نکلتے مرا دم جو تیرے کچھ مرے آہ و فغان نکلتے سب جانان اگر کھائے تو مغزِ استخوان نکلتے کہیں منہ سے جو میرے نالہ آتش نشان نکلتے</p>	<p>ترے ہر کبریا کو نہ خطا و جانِ جان نکلتے نہ کہنے پائے فرارِ عجب سے کچھ سامنے آنکے تری ہر بات سے لاکھوں طرح کے ناز میں پیدا بھاپہ انکی میں عشق و فاپہ میری وہ نازان نہ ناکت کی مری دردِ الم نے آہ و نالہ نے تم کہتے ہو مجھے عاشقِ جانِ جان پر کر کو سچا کہ واسطے سوکھی ہوں میں بربان میری ہلا دے شل خس و خاشاک ہر جسم لاف کو</p>
--	--

<p>تھیں یہ آرزو ہر ہمدینہ آشیان اسکا</p>	<p>تھیں یہ آرزو ہر ہمدینہ آشیان اسکا</p>
--	--

پھر کرب قفس سے تن کے میزغ جان نکلا

<p>شکل سبل لوستے ہیں ہم سرِ تیر پڑے کھو لکڑی سینہ اگر دکھلاؤں داغون کی بہار آرزوے بخت الفردوس مرہ خشک پہ ایکے تو اپنے جنون کا اور ہی کچھ رنگ ہے ہجر و لبر سوز دشمن کے سبب نالان ہوں میں پھر بہار آئی جنون پھر جانبِ صحر اچلیں لے لیا بوسہ تو بولے یا آئی میرا صبر ابر و دھڑکان سے ظالم نے اشک پھر کیے او فلک مرقا ہوں میں اب اسکے حسنِ سبز پہ میں وہ خود سر ہوں کہے تو قتل بھی مجھ کو اگر اب نہیں طاقت بقدر لذتِ افتاد بھی دیکھنا قسمت کہ مرنے پر مقدر تھا یہ رشک زانو دلدار پر راحت جنہیں ملتی نہ تھی</p>	<p>ہجر میں مقدور کیا ہو چین جو دم بھر پڑے ایک ہنگامہ میانِ فتنہ محبت پڑے مشفق من آپ کی اس عقل پر پتھر پڑے خون نہ نکلا سیکڑوں فصا کے نشتر پڑے دیکھیے کس پر مری آؤ دل مضطرب پھر وہی طوق اور وہی زنجیر کا لنگر پڑے کہد یا میں نے بھی گھبرا کر بہت بہتر پڑے آج پھر دل پر کئی نیزے کئی خنجر پڑے قبر پر سیڑی گیا ہ سبز کی چادر پڑے لاش ہو قد مومن پہ تیرے دور جا کر سر پڑے صبر بھی دل میں نہیں جو اس شکر پڑے بچکے ظلم آنکے جو مجھ سے عرو کے سر پڑے ٹھوکرین کھاتے ہیں غافل دیکھو آنکے سر پڑے</p>
--	---

استقدر نفرت ہو دشمن کو ہمارے نام سے
 جب کوئی بولا سخن بل اسکے ابر و پر پڑے

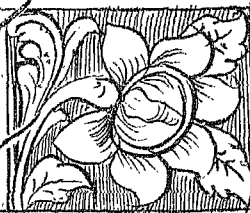
ستمِ نیابتِ کافر کوئی خدا کے لیے
 تڑپ رہا ہو دل تبلا جفا کے لیے

جو ہنسنے بوسے کبھی کا کل رسا کے لیے
 وہاں زخمِ مین والذبتِ جفا کے لیے
 کوئی تو بولو کچھ انصاف سے خدا کے لیے
 بہانہ چاہیے اب اور کیا قصا کے لیے
 دعا بھی کی تو فقط ترکِ دعا کے لیے
 بنانا قبر میں روزِ ن کوئی ہوا کے لیے
 ستم پسند ترے ظلمِ ناروا کے لیے
 کہ مرومک ہوں ہر اک چشمِ نقشِ پاک کے لیے
 بڑھا بڑھا کے دل اُسکا مری جفا کے لیے
 بلایا مجکو بھی قاتل نے مر جفا کے لیے
 بہانہ چاہیے کچھ تو مری سزا کے لیے

کبڑے کے زلف و سنم دونوں ہو گئے برہم
 نمک کی کیا ہے حقیقت ستم کرو ایجاو
 یہ کیا کہ اُسکے طرفدار ہو گئے سب لوگ
 وفا کے جرم پہ قاتل نے مجکو قتل کیا
 یہ آرزو ہے کہ کچھ دل میں آرزو نہ رہے
 صبا وہاں سے کبھی شاید اس طرف آجائے
 کہاں سے لاؤں نیا اک دل و جگر ہر روز
 تری تلاش میں لاغر ہوا ہوں اس درجہ
 گھٹا گھٹا کے ستم سب میں آشکار کیا
 نیا یہ طرزِ ستم ہے کہ قتل دشمن میں
 میں کس خطا پہ سزاوار قتل ہوں ظالم



کچھ ایسی یاس کی صورت ہے سامنے ہر دم
 کہ ماتھے اٹھ نہیں سکے سخنِ دعا کے لیے



کیا گھٹی کہنے سے تیرے عزیزِ شانِ موجِ مری
 قفلِ مینا نہیں یہ ہر فغانِ موجِ مری
 موجِ گل پر کیوں نہو ساقیِ گمانِ موجِ مری
 ہو گیا رخ پر ہمارے سائبانِ موجِ مری

کیوں کیا واعظِ سرِ نیرِ بیانِ موجِ مری
 ہو لبِ ساتی کی فرقتِ مینِ بانِ موجِ مری
 مست کرتی ہے جو انانِ جہن کو اُسکی بو
 وقتِ مزنوشی کبھی آیا جو سر پر آفتاب

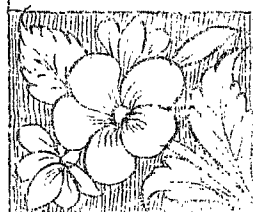
کس قدر قوت سے کی لیتا ہی بظاہر میکشو	سیری باتون پہ زراہد کو گمان موج مر
جسکو جو مرغوب ہی اسکا رہی ملوب ہر	کیون نہ پھر کھائے قسم ساتی بیان موج مر
ست ہن ٹٹنڈی ہوا ہی موسم برسات ہر	لطف کیا سوچ ہوا اکا ہی میان موج مر
جھوم کر ندون نے نخل میں وہاں ہی بیج	آگیا لب پر جو کچھ میرے بیان موج مر
ہی وہاں لگتا ہی ساتی مجھ صبر و شاکا	ہو جہاں کچھ ذکر گل اور وستان موج مر
کیون نہیں چلتی ہوا ہی جب میرا ہی ساقیا	کشتی میں لگا دے بادیاں موج مر
ہو گئی تنہی اسکو پھر نہ سنے کیا	جسنے دیکھا حال زرا کشتگان موج مر



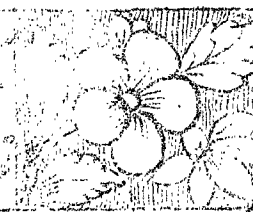
سے سخن سیر چمن سے سیر تواب ل مرا
اندون کرتا ہوں سیر وستان موج مر



کتنی بڑے چشم قاتل میں ہوا اک فریہ شر کی	نظر آتی ہر دست ترک میں شمشیر سے کی
تری آنکھوں کے ڈور سے او صغیر گئے ہیں کجا	عصا سے مروم بہا لہر تھریر سے کی
لگاتے ہیں اسے خوابان ہوش اپنی آنکھوں میں	بنائی ہمارے کیا اندر نے تقدیر سے کی
لگا دے غور سے دیکھو تو یہ بھی خاک ہی لیکن	لگتا ہے آنکھوں میں ہونی تو فریہ شر کی
غزال دشت آنکھوں کے قاتل ہیں سکتے	یہ وہاں دین جنگی سپہ سالار سے کی

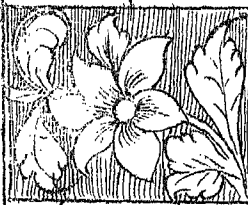


جب مجھ کو چشم مست جانان یاد آئی تہ
پھر چلی ہی آنکھوں میں مری تصویر شر کی

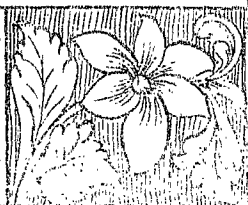


یوں کسی پر کوئی سہ گرم جہاں ہوا	پھر کچھ اپنے بار جو کیسے تو کلا ہوتا ہر
---------------------------------	---

وہ کبوتر مرا اڑتے ہی اٹھا ہوتا ہے	نامہ یار کو لیس کر جو ہوا ہوتا ہے
جو ترا شیفۃ اسے زلف دوتا ہوتا ہے	آپ سے آپ گرفتار بلا ہوتا ہے
ہم منالیتے ہیں جب یا رخا ہوتا ہے	جوڑ چلتے ہیں رقیبوں کے تو کیا ہوتا ہے
تیر سید دوستگر جو خطا ہوتا ہے	ظلم ہی مجھ سے کہ کیوں تو نے نہ روکا اسکو
قبلہ یہ اُنکے لیے قبلہ نما ہوتا ہے	اہل بالین کا دلا کعبۃ مقصود ہو اور
بانگ زخم کے کھانے میں مزا ہوتا ہے	تو نے چھڑکا جو نمک خوب کیا اوقات
پر وہ اڑتے ہی پر بال ہوتا ہے	پیر کو آتش کبوتر جو اڑاتا ہے پرے
لغۃ سنتے تھے کہ اندوہ رہا ہوتا ہے	بھکونا ساز ہوا رنج و سہیے کا فرنی
کنے جاتے تو ہیں پر دیکھے کیا ہوتا ہے	آج حال ل شید اکو ہم اس ظالم سے
جس سے فرقت میں تری رنج سوا ہوتا ہے	یار آتا ہے صنم لطف شب وصل بٹے
ہاے وہ شرم و حیا حسین مزا ہوتا ہے	وہ تراناز سے شراب کے ہٹا ناچسکو
اور یہ کہنا کہ پھر اس ظلم سے کیا ہوتا ہے	کوسہ لپٹے میں وہ تھو دیکھ کے رہ رہ جانا



پیش تقدیر ہی تدبیر کو کیا دخل سخن
وہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے



کہ ٹھہرائی ہو میرے واسطے تعزیر پتھر کی	جنوں میں نے تری کیا خاک کی تقصیر پتھر کی
پریش جاو چاہا ہی ہر تقدیر پتھر کی	کس پرہیزگار اسود اور کہیں تصویر پتھر کی
مناجرت پرستوں کی جو کی تقدیر پتھر کی	اگر انصاف سے دیکھو تو کونسا تقدیر پتھر کی

ہوئی دیر و حرم و نون جگہ توقیرِ پتھر کی
سراے عالم فانی میں تو آبا و کردل کو
تصور اک بُت کیلکا کار ہتا ہو کردل میں
نگاہ بد سے غیروں کی ذرا او سنگدل بچنا
سرے دہر کے آگے سکر زون نے پڑھا کلمہ
بتوں سے کم نہیں ہر سنگ اسود کعبہ میں لیکن
کیا زیب جبین اُس بُت نے آج الاس کا بنا
کبھی تو مثلِ مقابلِ کھینچے تیغِ قاتل کو
کھڑے وہ فاتح پڑھتے ہیں سیرِ سنگِ مرقد پر
جنونِ زندان میں جبِ حشتِ زیادہ محکوم ہوتی ہو
ہزاروں آرزوئیں ہیں کہ بولے وہ بُتِ کافر
ترے سینے پہ ہونجی لیشب کی ہم رہیں حیران
بتوں کے عشق میں جوشِ جنون حد سے زیادہ ہو
بھلا و نون دل سے اپنے کس طرح یادِ بتانِ زاہد
ہوا تیغِ نگاہِ یار کو سنگِ فسانِ سرسہ
اگر چاہیں تو پھر انسان کی تو کیا حقیقت ہو
بتانِ سنگدل سے کیا امید خاکساری ہو

بڑھائی قدر تو نے اوبتِ بے پیرِ پتھر کی
ارے نادان بنا تا کیا ہو یہ تیسرے پتھر کی
خدا کے گھر میں بھی پانی گئی تصویرِ پتھر کی
خبر لیتا ہو او ظالم نظر کا تیرے پتھر کی
ہوئے حیران سُنی لوگوں نے جب توقیرِ پتھر کی
گنہگاروں کی آمرزش ہے ہو توقیرِ پتھر کی
خدا کی شان ہو چکی ہو کیا تقیرِ پتھر کی
الہی دے مری گردن میں بھی تاثیرِ پتھر کی
خوشا اقبال میرا اور رہے تقدیرِ پتھر کی
تو اڑ جاتا ہوں میں دیوار و درتیرِ پتھر کی
گروہ میرے آگے جیسے اک تصویرِ پتھر کی
خوشا تقدیرِ انسان اور رہے تقدیرِ پتھر کی
پنچا دسے چارہ گر لا کر کوئی زنجیرِ پتھر کی
ٹٹائے سے ہی مٹی ہو کہیں عمرِ پتھر کی
لطافت سے نہیں محتاجِ شمشیرِ پتھر کی
طبیعتِ موم کر دین صاحبِ تاثیرِ پتھر کی
کسی نے آج تک دیکھی نہیں اکسیرِ پتھر کی

ہمارے حق میں جو کچھ ہو کر تم کو مسیحا ہو	ابھی ٹھوکر لگاؤ بول اٹھے تصویر پتھر کی
شکایت کر رہی ہو آسیا بھی اس زمانہ کی	جو داناہین سمجھتے ہیں وہی تقریر پتھر کی
بوقت فرج آنکھوں میں وہی بت ہو خدا حافظ	انظر آتی ہی پھر صورت دم تکیر پتھر کی
کئی دن تک رہا وصل گلوششیر قاتل سے	و کھا دی سخت جانی نے مری تاثیر پتھر کی



عد و سنکرب جلتے ہیں بارشک حسرت سے
زمین تے سخن کیا خوب کی تحریر پتھر کی



اندھیری گور سے کیا ہو قلق زمین کے تلے	ترے جمال کی ہوگی شفق زمین کے تلے
کرونگا نا بے جو میں جان بحق زمین کے تلے	فلک کے ہونگے یہ ساتون طبق زمین کے تلے
گلے لگانا جو یا د آیا آپ کا تو ہوا	فشار قبر سے دل پر قلق زمین کے تلے
نہیں ہر چین تہ خاک بھی کہ ساتھ مرے	گر ٹی ہو آرزو یا سبق زمین کے تلے
نکل کے آئی نہ پھر تن میں جان زار مری	غبار یار تحاسد زرق زمین کے تلے
لما ہر خاک میں سخن شہید نازا سے چرخ	عجب نہیں کہ جو پیو لے شفق زمین کے تلے
پکارا اٹھا جو میں گجرا کے یا رسول اللہ	ہوا فرشتوں کا بھی رنگ فقی زمین کے تلے
گناہگاروں نے کر ڈالا خاک کو پانی	ہوے ہیں شرم سے ایسے عرق زمین کے تلے
نموش ہونگے نکیرین ایک فقرے میں	جواب دوں گا وہ آنکھو اوق زمین کے تلے
کیا تھا تنے قیامت کا وعدہ جس خط میں	کیا وہ ساتھ ہمارے ورق زمین کے تلے



معوذتین کا رکھو دے سخن ہر دم



پناہ مانگ برت الفلق زمین کے تلے

عشق میں چاہیے شکوے سے زبان دور کرے	ہو یہی شرط و قالب سے فغان دور کرے
بقیاری میں کٹی ہر سے بدتر شب وصل	تم جو آغوش سے ای جان جہان دور کرے
ہمکے کس طرح ترے تیر کا پیکان قاتل	دہن زخم سے کیونکر یہ زبان دور کرے
ابرو یار ہر یون کا کل شکین سے الگ	جیسے اترے ہوئے چلے سے کان دور کرے
نزع کا ہر تہ سے ہو تو پاس آؤ مرے	وہم آخر بھی تم ای جان جہان دور کرے
اہل جوہر کا عدد ہر فلک ناخبر	دل سے یار و ہوس نام و نشان دور کرے
فصل گل میں ہوئے آزاد قفس سے تیار	گلشن عیش سے تیرے بھی خزان دور کرے
نالہ میرا شر افشان ہر فرشتوں کو	ہاں بچکے خود دم آہ و فغان دور کرے
سیرایہ قول ہر جس کو چہ میں ہتھ ہوں تیرے	اُس محلے میں بنائے نہ مکان دور کرے

اے سخن اُن سے کہو حال سب پناہ لیکن

دل کا مطلب جو ہو وہ وقت بیان دور کرے

سرور سے افزون ہو گیا رنج و محن ساقی	مجھے اس وقت یاد آئی کسی کی انجمن ساقی
جو مر تا ہر تری الفت میں روزِ خستہ تن ساقی	تو اُسکا پیہر مینا سے بتا ہر کفن ساقی
بیتہر میں مجھے یہ سات چیزیں سہم گل میں	پر ہی شیشہ گزک آہے و آن غریب تن ساقی
مری تو نہ نہ لوئے کس طرح ہو جبکہ عزادار	سہم بر سر و قامت غنچہ کلب نازک بدن ساقی
بلا میں میں جو سرک دور میں لیتا ہوں ساقی کی	شیشہ دیتا ہر میرا دیکھ کر دیوانہ پن ساقی

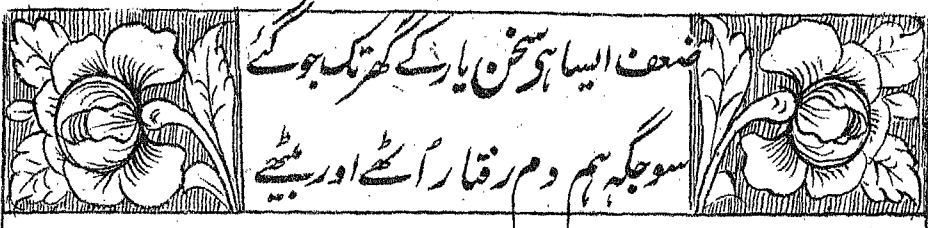
جسکا تاہر کنوین مجکو ترا چاہ و قن ساقی	اُسی کا دھیان ہو اور جام ہوئی ماتھین ہر دن
چمکتا تاہر جس سے عشق کا داغ کُن ساقی	کہوں صبا کو آتش یا کہوں آبِ حیات لیکو
زبان دے منہ میں دوسیکر جو وہ تو شکر ساقی	بھلا فرمائیے پھر کس طرح باقی رہے تقویٰ

ہوس ہو جس ہنر کو بادہ مضمون کی وہ پی لے	کہ ہر سخنانہ عالم میں اس کو کا سخن ساقی
---	---

تم کیلے نہ پھر آتے ہیں دسواں مجھے	اپنے سلسلے کی طرح یار رکھو پاس مجھے
بلبل و خوش نہیں آتی ہی یہ کہو اس مجھے	وہاں کر و نالے کہ کچھ درد ہو پیدا دل میں
منع کرتے ہیں کھڑے حضرت الیاس مجھے	آیا طوفانِ بلا دیدہ گریاں تھم جا
نہ ملاحظہ کے لیے جب کوئی قرطاس مجھے	ساتھ قاصد کے چلا آپ ہی میں یا کے پاس
کس لیے چاہیں پھر ریزہ الاس مجھے	کاوش دل کو ہر کافی ترے وانتوں کا خیال

جو ملے اُس سے کہ تھی جسکو نہ امید وصال	آکے ملنے سے سخن کیونکہ نہو یاس مجھے
--	-------------------------------------

میری تعظیم کو بیکار اُٹھے اور بیٹھے	کیونکہ عمر سے دل سے ایسا اُٹھے اور بیٹھے
جس طرح سے کوئی بیمار اُٹھے اور بیٹھے	یوں چمکتی رہیں میا تری آنکھیں مغمور
سیکڑوں بار وہ دیوار اُٹھے اور بیٹھے	زیر دیوار اُٹھیں وہ جیسے جا کر اتنا
ہاتھ میں لے کے وہ تلوار اُٹھے اور بیٹھے	کیا سبب ہو جو مرے قتل میں تاخیر ہو یوں
پُر تعظیم سنگار اُٹھے اور بیٹھے	کس قدر ذوقِ شہادت ہو کہ ہم سو سو بار



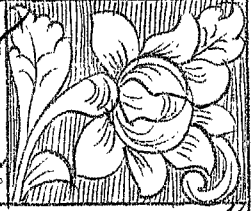
نہ قدم کو آگے بڑھائیے نہیں سنج دے کے نہ جاسیے
جو غبار ہو وہ مٹائیے اور آسائیے اور آسائیے
کھڑے در پہ چشم براہ میں خلش جگر سے تباہ ہیں
ہر دمِ خدنگ نگاہ میں کوئی تیرا اور لگائیے
لیے بوسے میں نے جو رات کو وہ سمجھ گئے مری بات کو
لگے کہنے کھینچ کے ہات کو کہ بت مزے میں نہ آئیے
یہ نہیں ہو لائق دلبری یہ نہیں ہو طرزِ ستگری
کوئی دیکھیے جو نیا پری اُسے چکیوں میں اڑائیے
کہو کیوں نہ تھے ہوں بد گمان کہ جو بات تھی وہ ہوئی عیان
یہ کہاں تھے رات کو مہربان ذرا آنکھ اُدھر تو ملائیے
دل زار اور کو دستِ بے ترا نام تک بھی نہ لیجیے
کبھی سنج اُدھر کو نہ کیجیے اگر اپنی بات پر آئیے
ہمیں بھی نگاہوں میں تو لیے کوئی بات لطف کی بولیے
میں تیار آنکھیں تو کھولے شب وصلِ سُندہ نہ چھپائیے
تسکین کیا خبر نہیں مہربان کہ تمہارا عاشقِ نیم جان

کوئی دم کا اتو ہو میسمان ذرا دیکھنے کو تو آئیے
رہے ہوش سر کا نہ بانوں کا نظر آئے کچھ نہ بجز خدا

جو شراب ایسی ہو ساقیا تو ذرا ہمیں بھی پلائیے



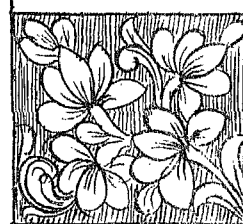
کہا مٹنے میری غزل کو سن متفاعلین



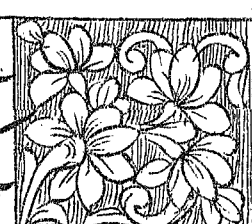
یہ غزل تو خوب لکھی سخن کوئی شعر اور سنائیے

کر دگے تم نہ جب تک سبھ وز تار دو ٹکڑے
مزا جب ہو کہ ہوں اک وار میں چار دو ٹکڑے
ذرا اٹکی تو پھر ہو جائیگی تلوار دو ٹکڑے
مرادوں ہو گیا ای ساقی سرشار دو ٹکڑے
چلو بس سہستے ہو گئی اب یار دو ٹکڑے
کہ جیسے آبلے میں ٹوٹ کر ہو خار دو ٹکڑے
تو کہتا ہو مرادوں جام کو کر یار دو ٹکڑے
ہمارے اور تمہارے ہو گئی جب یار دو ٹکڑے

سبکی یار سے ای کافرو دیندار دو ٹکڑے
تکلف کیا ہوا اگر تیغ سے میں زار دو ٹکڑے
صفائی سے لگانا ماتھے قاتل سخت جان ہون میں
گرایا جام و ماتھوں سے تو نے لمبے مستی میں
تڑکے ہو تم تو لو سنہنے بھی تڑک کر دیا نقط
تمہاری نوک مرگان یوں کھٹکتی ہو مول میں
کسی کی چشم میگوں ساقیا جب یاد آتی ہو
تمہیں ہنسے غرض کیا اور ہمیں تپتے کیا ب



ملے رہنا کہ یہ رشتہ آفت بہت نازک



کچھ گراے سخن ہو جائیگا یہ تار دو ٹکڑے

صدے کہانیک او گل رعنا اٹھائیے
جو رنج ہوں وہاں دل شیدا اٹھائیے

کب تک تری فراق میں ایذا اٹھائیے
شرط وفا ہی ہو کہ اُف ہی نہ کیجیے

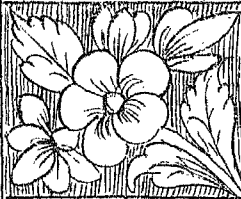
شفاق دید جمع ہیں کہے میں آپ کے
 لکھے سمندر خامہ سے اوصاف چشم پار
 موی کے وصل یار سے دل شاکیہ
 بے سمجھے دلبروں کو کبھی دل نہ دیجیے
 یوسف کو کبھی شرم کبھی مول لیجیے
 لکھتے چلے ہی جاتیے ہنگام فکر شعر
 محفل میں اب تو آپ کی ہرگز نہ جائینگے
 بوسہ میں لو لگا ابرو رخسار کا ضرور
 کیا لطف ہو کہ چین بھی دنیا میں جب ملے
 ہو گلشن عدم میں اگر دخل تو یہاں
 نالے وہ کیجیے کہ فرشتوں کے ہوش ٹرین
 کام اپنا ہو چکا مرض عشق میں تمام
 کوئی حسین ملا نہ ہوا راج دان
 ور پر مجھے تو آپ بٹھایا تھا شرم سے
 وصل صنم سے شاد کوئی دم اگر ہو دل

اب تو نقاب چہرہ کا زیا اٹھائیے
 آہوے دشت حسن پہ گھوڑا اٹھائیے
 دنیا میں کچھ تولدت دنیا اٹھائیے
 بیٹھے بیٹھائے کس لیے دھوکا اٹھائیے
 کیوں مفت میں کسی کا تقاضا اٹھائیے
 رسیکے نہ جبکہ باگون پہ گھوڑا اٹھائیے
 بٹھائیے اب آپ ہیں یا اٹھائیے
 تلوار اٹھائیے کہ تیغ اٹھائیے
 دل سے جب اپنے خواہش دنیا اٹھائیے
 صیا دو باغبان کا نہ دھڑکا اٹھائیے
 ہنگامہ تا بہ عالم بالا اٹھائیے
 اب ہاتھ ہمسے رشک سیجا اٹھائیے
 کس کے جان میں غمزدہ چھا اٹھائیے
 کتنا ہو اب یہاں سے بکھیرا اٹھائیے
 ہجر صنم میں غم بھی بہت سا اٹھائیے

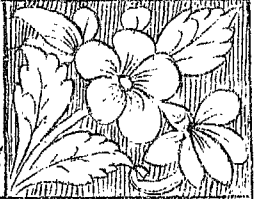
فرصت نہیں ہو کام سے سر کا سکے سخن

اب آپ شاعری کا بکھیرا اٹھائیے

سرسے پائیک بوتری زلف رسا آتی ہو	ناز کرتی ہوئی عاشق پہ بلا آتی ہو
ابر کا کل سے مضامین کے گہر لانا ہوں	سوج میں جبکہ مری طبع رسا آتی ہو
قید عصمت سے سخن بھی نہیں ہوتا آزاد	بات کرنے میں بھی ظالم کو حیا آتی ہو
تو بھی چل جسم سے اور روح پی استقبال	انگشت زلف لیے با وجہ آتی ہو
کوچہ اس حور کا ہو غیرت فردوس برین	دل کھلا جاتا ہو جب سرو ہوا آتی ہو
اندنوں باغ میں وہ سرو سہی جاتا ہو	روز و شب دو صنوبر پہ بلا آتی ہو
موسم باد و کشتی فصل بہاری کو لیے	ساقیاست و حوان و حار گھا آتی ہو
یا و کیسو میں تڑپتا ہو تمہارا عاشق	رات کیا آتی ہو اک سر پہ بلا آتی ہو
ابھی ابھی نہ شب وصل میں تقریر کرو	خیر ہو مت کو بھی شرکتی بڑھا آتی ہو



دفن ہو اس میں سخن لاشہ لیلے سن لو



ہائے مجنون کی وہ مرقہ سے صدا آتی ہو

اب صبح شب وصل ہو گھر کیوں نہیں جاتے	کس سوچ میں ہو رشک قمر کیوں نہیں جاتے
اصرار فرمائیے اک بیسہ ہو اس میں	کیا جانیے ہم آپ کے گھر کیوں نہیں جاتے
مانا کہ رہو گے نہ مریں اس میں ہمیشہ	کیوں جاتے ہو اس وقت سحر کیوں نہیں جاتے
بجیتے ہیں تری تیغ کی امید پہ کیوں ہم	ابر و کوترے دیکھ کے مر کیوں نہیں جاتے
رہ رہ کے ہو کرتے ہیں خلش دل میں ہمارے	یہ تیر نگہ دل سے گزیر کیوں نہیں جاتے
ماسور نہیں ہیں تو کیوں بہتے ہیں ن رات	جراح یہ ہیں زخم تو بھر کیوں نہیں جاتے

کھٹکا ہر سخن یار کے گھر میں نہیں کس کا
کیون ڈرتے ہو بیخوف و خطر کیوں نہیں جاتے

جوش گریہ میں جو وہ مگر و نظر آیا مجھے	سر و موزوں تھا کنار جو نظر آیا مجھے
الفت خال سیاہ یار سے دل میں ہر	خاند کہ میں بھی بہت و نظر آیا مجھے
رو کے آنکھوں سے ملا سر پر رکھا تعظیم کی	زلف جاناں کا جو کوئی سو نظر آیا مجھے
بیشتر میں نے لکھا ہر تیرا مضمون کمر	باندہ ڈالا جب کوئی پہلو نظر آیا مجھے
ہاے دل میں پہلے کیا کیا آرزوئیں تھیں	کچھ نہ سمجھتا ہو سکا جب تو نظر آیا مجھے
آج میں نے پی جو تیرے ہاتھ سے ماتی شرا	کاسہ عمر عدد و مملو نظر آیا مجھے
آہ و نالوں کے سبب وہ رات سولی پر کٹی	یار کا جس دن قدم دل ہو نظر آیا مجھے
اک جہان دیکھا ہوا آنکھوں سے لیکن جو صنم	سب سینوں میں پری رو تو نظر آیا مجھے
جوش و شست میں کیا دامن شب کو چاک چاک	خواب میں جب یار کا گیسو نظر آیا مجھے
اک اشارے میں نہ خبر لگے کو کب دیا	نم جو تیرا گوتہ ابرو نظر آیا مجھے
رو دیا ہدم و ہین اپنا سنا نکمیں سو نچکر	جب کسی کی آنکھ میں آنسو نظر آیا مجھے

یا دودن میں کسی کی اور سخن رو یا بڑی
کو ہر نایاب ہر آنسو نظر آیا مجھے

اپنے صدر تہی میں عیا کر آزاد مجھے	ور نہ دے بہر زراعت نرا دے
بات یہ یاد رہی ستم ایجا د مجھے	تو نے بھولے سے بھی اک دن نہ کیا د مجھے

نام رخصت کا لیا مائے یکس مگر رونے
 ابھی کل تک ڈانٹیں شب تنہائی تھی
 ظلم کیا کیا نہ ترے عشق میں ہونگے مجھ پر
 بارہو میرے گناہوں کا تجھی پر دوا عطا
 ظلم پر ظلم ستم پر ستم ستم تہمت میں
 ایسا آوازہ صرا و بیابان ہوں میں
 بوسہ لے لوں تری آنکھوں کا یہی ہر منظر
 کیا کہوں میں شفیقت کے مصائب تھے
 دے کے دل آپ ہی کہتا ہوں کہاں لکھو
 سپر کیا کیا مری قسمت کی طرح او گلچین
 کم نہیں عشق تہان یا دالتی سے کہ وہ
 وعدہ خشر پہ تسکین ہو کیونکر دل کو
 مشق کر تیر ستم کی مری کچھ فکر نہ کر
 کیسے وعدہ فرما تو ذرا لکھ دیجے
 یاد کرتا ہوں اس امید پہ ہر دم آنکھوں

ہوش آتے ہیں نظر نکلت برباد مجھے
 آج کیوں بھول گئی ہر مری فریاد مجھے
 واسطہ تجھے ہے جب اوستم ایجا و مجھے
 تیری ہی ضد نے کیا اس قدر آزاد مجھے
 یاد ابرو ہوتے خنجر جلاؤ مجھے
 کوہ کن پیر تو مجھوں کے استاد مجھے
 حرف قدرت پہ تو کرنے دے ذرا صواب مجھے
 صبح تک چین نہیں دیتی ہر فریاد مجھے
 ہوں وہ خود رفتہ کہ اتنی بھی نہیں یاد مجھے
 ترچھی نظروں سے ابھی دیکھ کے صیاد مجھے
 ظلم کرتے ہیں تو آتا ہی خدا یاد مجھے
 تم وہاں ہی تو یہ کہو گے نہیں یاد مجھے
 ڈھونڈ ہی لگتا ترانا کوک بیدار مجھے
 بھول جاؤں کہیں شاید نہ رہے یاد مجھے
 چکیاں آئیں تر شاید وہ کرین یاد مجھے

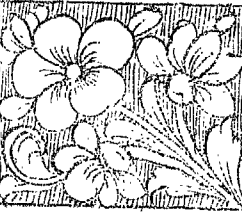


قیدی سلسلہ کامل شکیں ہوں سخن
 لوگ دیوانے ہیں کتے ہیں جو آزاد مجھے



غافل و بیخبر ہی سب حاصل دنیا کیا ہے
 غیر از قابلِ اعلیٰ وہ اچھا کیا ہے
 جانے دے غیر بلا اپنے یہ سر مول نہ لے
 زندگی موت بھی آپ کے ہر قابو میں
 چیز اپنی ہے جسے پائینک دے ڈالینگے
 کہتے ہیں صاف کو مہرے چھپاتے کون ہو
 اُسے بوسے جو طلب کیجے تو شرماتے ہیں
 مین دم قتل ترپتار ہا لیکن قاتل
 جو ٹپکتا ہے ان آنکھوں سے غنیمت سمجھو
 آؤ دل کھول کے ہم آج تو مل لین تم سے
 جبین ہی نور تر احببین ہی جلوہ تیرا
 دیکھ پھپھٹا یگانا مل نہو اسپرے دل
 جان کر پوچھتے تم کیا ہو تم میری
 ہاے جو کچھ ہے گلہ اپنی ہی تقدیر سے ہے

اس گھر وندے میں بجز خاک کے رکھا کیا ہے
 یہ تو کیسے کہ اُسے آپ نے سمجھا کیا ہے
 کچھ نہیں برہی زلف کا سودا کیا ہے
 سامنے آپ کے عجز از مسحا کیا ہے
 آپ کا کیسے مرے دل پہ اجارا کیا ہے
 دل کسی پر اگر آیا ہے تو آیا کیا ہے
 مانگیے دل تو یہ کہتے ہیں تقاضا کیا ہے
 میری وجہ تپش شوق نہ سمجھا کیا ہے
 خون دل بھر میں پیٹنے ہی سے پتھا کیا ہے
 زندگانی کا مری جان بھروسا کیا ہے
 ہاے وہ کونسا دل ہے وہ سوید کیا ہے
 ہم کہے دیتے ہیں تو جان ہمارا کیا ہے
 تم ہی مطلوب ہو بس اور تمنا کیا ہے
 تم سے یا اور کسی سے مجھے شکو کیا ہے



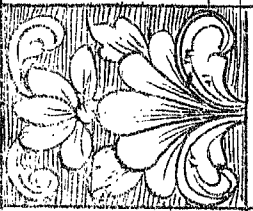
بات کے منہ سے نکلتے ہی غضبناک ہو
 کچھ نہ سمجھے کہ سخن آپ سے کہتا کیا ہے



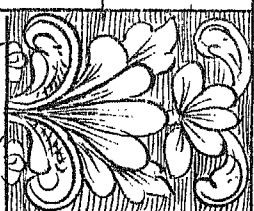
مری طرح جو کبھی تجھے گفتگو کرتے
 کلیم طور کی ہرگز نہ آرزو کرتے

تو دیکھنے کی ترے لوگ آرزو کرتے
یہ جانتے تو کبھی اُس سے گفتگو کرتے
اگر زیادہ ترے وصف میں غلو کرتے
ذرا بھی شرم نہیں آئی تاکو تو کرتے
ہمارے زخم جگر کی جوشت و شو کرتے
تو اپنے ناصح مشفق کا منہ زف کرتے
تیسر ہوتی تو عاشق کی آبرو کرتے
جو حکم ہوتا تو خالی کئی سب کرتے
ستم کشی کی جو ہم آسمان سے خو کرتے
ذلیل ہوتے جو ہم تیری جستجو کرتے
اسے جو سوزن مرگان سے تم رفو کرتے
نماز شکر ادا کیونکہ بے وضو کرتے
ستم جو کرتے تھے تم میرے روبرو کرتے

کوئی جو نالہ ہم اسے چرخ کینہ جو کرتے
خبر نہ تھی کہ خفا ہونگے ذکر غیر پہ وہ
یہی نہ لگتے کہ ہم کچھ بھی لکھ نہیں سکتے
عدو سے بھی ہر مٹی بات جس طرح مجھے
کہاں نصیب کہ اپنے وہ آب پیکان سے
جنون میں ہم کو جولا دیا کوئی سوزن زر
یہ کم سنی ہر مری قدر جو نہیں آنکو
ادب سے کہنے میں ساقی بہت تامل ہر
یہ سچ ہوتے ہیں کس لیے اگر پہلے
بچا یا رشک عدو نے بہت شب و عدہ
فیض اپنا نہ رکھا ہمارا چاک جگر
نہ دعوت تھی کو جو ہم خون اپنے قتل کے وقت
یہ کیا ہو ظلم کہ ہمراہ لے چلے دل کو



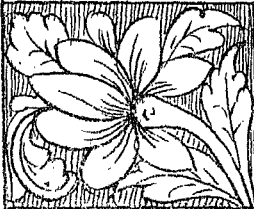
جنھیں نہ آتا ہو میری طرح سے گم ہونا
سخن وہ خاک بجلا اسکی جستجو کرتے



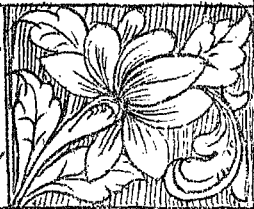
گلچین ہر خار زار سے بدتر چین بچے
کیا کیا دیے ہیں آپ نے ہنرمیں مجھے

تنہا چلا ہی چھوڑ کے وہ گلبدن مجھے
دور و فراق و صد سہ دوری و رشک غیر

جھڑتے ہیں منہ سے پھول سے گلزار کے	و تیار ہو گایاں جو وہ گل پیرہن مجھے
شہرت تمہارے حسن کی ہر میرے عشق کی	شیریں تھیں تو کہتے ہیں سب کو کہن مجھے
کیا کیا سوال وصل پہنچ ہو کے رہ گیا	کچھ دے سکا جواب وہ بیدہن مجھے
کب توبہ کی تھی سانس تیرا نہ لے سکا	ای شیخ تو جو کہتا ہے توبہ شکن مجھے
ہو فکر تانہ اُنکو مرے تل و دُفن میں	یجانا ساتھ چاہے تیغ و کفن مجھے
بے اختیار ہو گیا آنسو نکل پڑے	غربت میں یا د آیا جو اپنا وطن مجھے
کتنی ہیں کیا پہاڑی راتیں فراق کی	افسوس تو نے دیکھا نہ ای کو کہن مجھے
میر جاؤں گر فراق میں اس کے تو ای فلک	وامان کو ہمارے دینا کفن مجھے
مان کس ادا سے قتل کیا تھا قیب کو	بہر خدا دکھاؤ وہی بانگین مجھے



ہر دم ہو لطف بزم عروسی سخن کہ ہر
پلو میں زخم تیغ ستمگر دو لہن مجھے



نہ سے رونق ہو نہ وہ اور نہ شان دہلی	اب فقط نام کو باقی ہو نشان دہلی
ضبط ہوتی ہی نہیں جیسے غمان کیا کیجے	آہی جاتا ہر مرے لب پہ بیان دہلی
ہاں سے وہ قلندر کہ تھا رکش فردوسین	ہاں سے وہ شاہ کہ تھا روح دروان دہلی
پانڈی چوک کا وہ لطف بوقت آخر	ہاں سے وہ جلوہ دیدار بہستان دہلی
بہیسی تسنیم کہ فردوس میں جاری ہو گئی	ہاں سے بازار میں وہ نہر روان دہلی
رونق مسجد جامع کا بیان کیا کیجے	جہین پڑھتے تھے ناز کے شان دہلی

کیسا برباد کیا اسکو فلک نے افسوس
کیسکو صدہ نہیں اس شہر کی بربادی کا
جن و انسان و ملک و حش و طیور عالم
کیسکو طاقت نہیں اظہار کی بہم مت پوچھ
دوست سے دوست برادر سے برادر چھوٹے
رہتا ہی پیش نظر شہر کا نقشہ ہر دم
حکم جب شہر سے جائے گا ہوا لوگوں کو
دار پر چڑھ گئے بے گور و کفن دفن ہو
جنگہ رخسار سے غور شید خجل ہوتا تھا
حضرت یوسف اگر دیکھتے عاشق ہوتے
خاتم جم کو ہر فرد بشر کو دان کے
عیش و عشرت میں جو تھے انکی یہ اب حالت ہر
اور نقشہ ہر کوئی پیخ ستگر باقی
اور کچھ اب تو مرے پاس نہیں ہر ظالم
یہ فصاحت تو کسی میں کبھی دیکھی نہ سنی
گو کئی بار مٹا جو فلک سے لیکن

ملگنی خاک میں سب شوکت شانِ دہلی
کون عالم میں نہیں مرثیہ خوانِ دہلی
رکتے ہیں دل میں غم ماتیانِ دہلی
بیکسی مائے تنہا کے کسانِ دہلی
ہو گیا ایسا فلک و دشمن جانِ دہلی
ہر تصویر میں جو ہر ایک مکانِ دہلی
مائے کس یاس سے تھے سب نگرانِ دہلی
و اے برصرت ماتم زدگانِ دہلی
ملگئے خاک میں وہ ماہر شانِ دہلی
ایسے خالق نے بنائے تھے تباہِ دہلی
ریشک بقیس تھے مشہور تباہِ دہلی
چشمِ خوبنار ہر اور لب پہ فغانِ دہلی
چشمِ انجم سے جو تو ہو نگرانِ دہلی
ہاں مگر بہر فغان ایک زبانِ دہلی
ہفت اقلیم سے بہتر ہر زبانِ دہلی
شہر دنیا میں نہیں اب بھی بسانِ دہلی



نام ہر ہند کا دہلی سے سخن عالم میں



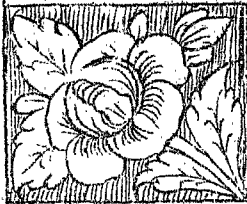
اور ہر حضرت غالب سے نشان دہلی

ہنوز شوقِ لقاءے نگار باقی ہے	کہ ہجر میں رہتے جان زار باقی ہے
ہوس زیادہ کروں کیا یہی غنیمت ہے	کہ اُسکے دل میں مرا اعتبار باقی ہے
غبارِ ہر کے جیگی تمہارے دامن پر	جو میں نہیں مری خاک مزار باقی ہے
فنا ہو محو نہیں دیکھ کر مرقعِ دہر	ٹیگاہ یہ بھی جو نقش و نگار باقی ہے
وصال میں کبھی دیکھا نہ سحباب اُسے	یہ آرزو سے دل بے قرار باقی ہے
کبھی تو اور رہو ایک شب مرے مہمان	پھر اس کے بعد تمہیں اختیار باقی ہے
شبِ وصال میں کیا کہے دل کو بھانپیں	کہ رات تھوڑی سی پرور و کار باقی ہے
اسے بھی کیا فلکِ کینہ ورنہ ٹائیگا	نشان جو کچھ سہرے مزار باقی ہے
کبھی تو شامِ فراق اپنی ہو گی صبحِ امید	ابھی تو گردشِ لیل و نہار باقی ہے
تمہارے وعدے سے کیا خاکِ مٹی میں	کہ دل میں خوفِ شبِ انتظار باقی ہے

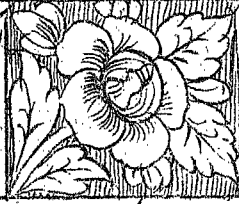
نثار اُس پہ کسی دن سخن کرینگے ضرور
اگر یہ زندگی ستار باقی ہے

چھوڑ گیا نہ وہ ستم شعار ہی اپنی	چھوڑینگے نہ ہم بھی جان نثاری اپنی
اے ہمدرد چھوڑ دو ہمیں تم تنہا	کرینگے ہم آپ غمگساری اپنی
لوہے بھی زلیست سے اٹھایا اب ہاتھ	ترک اُس نے بھی کی ستم شعار اپنی
الفت کے معاملے میں انصاف نہیں	آتی ہے تمہیں تو پاسداری اپنی

لو فان سے جو کچھ ہوا وہ اس سے ہوگا	گر یونین ہر سبکی اشکباری اپنی
دل لینے کو میرے یار کیا پوچھتے ہو	یہ چیز تو خاص ہو متاری اپنی
کچھ کام نہ ہے دین و دینا کا ہوا	اوقات یہ مفت میں گزارے اپنی

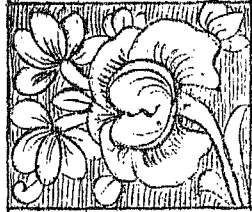


اک روز سخن فراق جانان میں ضرور
لایسگی قیامت آہ و زاری اپنی



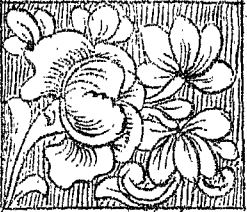
بگاہ آپ کی جو پر عتاب ہو کے پھری	پھری گلے پہ وہ میرے جناب کے پھری
تڑپ کے رہ گیا کل نیندا ڈر گئی میری	بگاہ یار جو آنکھوں میں خواب کے پھری
مزا جو بوسوں میں اُنکے ملا تو مدت تک	زبان ہو ٹھون پہ میرے نقاب ہو کے پھری
متھاری زلف مغبر نے عطر بیزی کی	تھمک پسینے کی بوسے گلاب ہو کے پھری
جیانی آپ کی صورت نہ دیکھنے دی مجھے	مری نظریں نہ وہ عجباب ہو کے پھری
کلام غیر سے گنبد کی ہو گئی آواز	جوابات کی وہی الٹی جواب ہو کے پھری
بوقت مرگ بھی حسرت سے اشک تھم نہ سکے	پھری جو آنکھ ہاری پر آب ہو کے پھری
فلک پہ جا کے نیا رجم و شمنون کے لیے	پھری جو آہ تو تیر شہاب ہو کے پھری
محیط عشق غم افزا ہیں ہمک رفا	ہماری عمر دور روزہ جاب ہو کے پھری
ربا حجاب یہ مجھے کہ میری آنکھوں میں	کبھی نہ شکل زری بے نقاب ہو کے پھری
فلک پہ نالہ آتش فشان کے ساتھ گئی	تو سیخ آہ پہ حسرت کباب ہو کے پھری
متھاری آنکھوں کو سب دیکھ کر ہے شہر	بگاہ بزم میں جام شراب ہو کے پھری

کوئی دعا جو مری مستجاب ہو کے پھری	ضرور اس سے اجابت کاراڑ پوچھو لگا
بہان گیا میرے سر پر سیلاب ہو کے پھری	فلک پر آہ نئے باندرے دھوین کے دلاؤ لہلہ
ہماری جان کو لیکن عذاب ہو کے پھری	پھری نگاہ تو انکی حد کی جانب سے
صبا و مان سے کنجی کا سیلاب ہو کے پھری	پیام باد ہوائی انھیں مین بھیجوں کیا
جہان مین آرزو شیخ و شاب ہو پھری	مری تلاش مین مرنے کے بغیر لیت مری
ہوا آوھر کی عجب انقلاب ہو کے پھری	بخمار اپنا پس مرگ یا رتک پوچھا
گلی گلی مری مٹی خراب ہو کے پھری	بخار خوب نکالا فلک نے بعد فنا



سخن بدیدہ دل و کیم تو تری حسرت

نثارِ قبر رسالت آب ہو کے پھری



شبنم نکست گل سے دماغ جان معطر ہو	پس مین کسکی آمد ہی صبا جو روح پرور ہو
ینا اک روز صد مہ الفت جانان مین لہو	خلق ہو درد ہو رنج و الم ہو ہجر و لبر ہو
تری برق بستم خرمن جان عدد پر ہو	ستار جان یہاں غرق سرشک دیدہ تر ہو
کہ جو دلسوز ہو میرا زیادہ مجھے مضطر ہو	مداو اکیا کرے کوئی دل بقیاب کا میرے
ترا افسانہ غم بے تکلف ایک دفتر ہو	حقیقت جس سے کتا ہوں مین وہ کتا ہو گھر ہو
عنایت مہربانی لطف جو کچھ ہو دم بھر ہو	کسی کو یہ وفا الفت پہ تیری کیا بھروسا ہو
سبق آموز سحر سامری چشم فسو نگہ ہو	کوئی سیکھے اگر جادو تو اسکی آنکھ سے سیکھے
ابھی روتے ہو کیا اسکا تور و ناز زندگی بھر ہو	یہ مجھے بکسی کہتی ہو میرے دل کے جانے پر

خیال اسکا رہے ہر دم کہ لگ جائے ٹھیس
 حسابِ بیزمِ الفت میں عذابِ ہجر جانان میں
 مزا ملتا ہے خوبا کے لب شیریں کے بوسوں میں
 ترقی کی وہ سن جانستان نے اسکے عالم میں
 جفا تین لاکھ ہوں لیکن حضورِ داوڑِ محشر
 تعجب کیا جو چھینش جنوں میں خونِ روم ہوں
 مزا بتلا تین کیا اور خضر تکو مرگِ الفت کا
 بجای ہے تجکوا و جانِ جہان دعوایِ یکتائی
 ہر کچھ ہمد مومل رات بھر رویا ہوں فرقت میں
 وفا اور جو میں ہم اور تم دونوں ہی نامی ہیں
 نہوتے کاش صورتِ آشنا ہم اس ستر سے
 غضب ہے یہ مجھے وہ راز دار اپنا سمجھتے ہیں
 رہ گیا یا دکنو کر شکوہ جو رستم اسکا
 نہیں موقوف آئینہ پہ ہمتو یہ سمجھتے ہیں
 سنائی بعدِ بخش عشق میں ملتی ہے آسائش
 نزاکت پر انیلا پن تمہارا قتل کرتا ہے
 لگاوی آگ اس کا فریے میرے خرم جان میں

ترا میناے موسیقی مجھے دل کے برابر ہے
 شبِ فرقت ہماری روزِ محشر کے برابر ہے
 اور اسپر گانیوں سے لذتِ قدر مکر ہے
 کہ وہ ظالم بھی ہے تو ظالموں میں سب بڑھکر ہے
 شکایت اور تمہاری میں کروں یہ تلو باوڑ ہے
 کہ یا وجہش مرگان قاتل مجکو نشتر ہے
 رہے تم یوں ہی یہ لذت کہاں تکو تیر ہے
 زمانے میں نہوگا کوئی جیسا تو ستر ہے
 بزرگِ موج دریا ہر شکن بالائے بستر ہے
 نہ مجھساب شکش ہے نہ مساب ستر ہے
 سنا ہے غیر کی باتوں کے سنتے کا وہ نوگر ہے
 شکایت غیر کی مجھے زبان پر انکی شب بھر ہے
 بھلا جانے کہ مرنے پر ہے یا کب روزِ محشر ہے
 جسے تو دیکھ : وہ وقت کا اپنے سکندر ہے
 خطا ہو کر ذرا تم سے ملجا تو بہت ہے
 وہی گردن میں میری ماتھ ہے حسین کہ خبر ہے
 ذرا سا پر تو برقِ نگاہ یار دل پر ہے

ترے ضبطِ فغان نے اے سخن رسوا کیا تجکو
بڑا گر آہ و نالہ تھا خموشی اُس سے بدتر ہے

کبھی نہ صبر و قناعت سے اک حسین پہرے	فدا ہی ہوتو ہر اک یارِ مہ جبین پہرے
تری نظر پہرے یا شکن بین گیسو کی	بلا سے دل تو ہمارا رہے کہین پہرے
سوال وصل پہ مان کر کے کیوں کرتے ہو	بھلا کو تو کوئی کب تک اس نہیں پہرے
بلا سے میں نہ ہوں اے فلک تو بچ نہیں	جو کچھ بھی خون مرا قاتل کی آستین پہرے
خیال غیر نہ آئے ہی تو مطلب ہو	غبار میرا تری طبع نازنین پہرے
ہزارہا جان سے ہو دل فدا حسینوں پہ	مگر نگاہ اُسی صورت آفرین پہرے
آٹھاکے ماتہ سے قاتل کے پاؤں پر رکھ دو	جو بعد قتل یہ سر اے فلک زمین پہرے
بہت وہ تیر ہیں مجھوں انھیں میں قریب نگاہ	نظر جو انکی مری آہ آتشین پہرے
خدا کے واسطے یہ کہیں غصہ کا ہر انداز	کہ وصل میں بھی شکس رات بھر جبین پہرے

غش آیا باہت سے مجھے زلف بایا
اٹھاؤا کہ نہ بونی سخن ہیمن پہرے

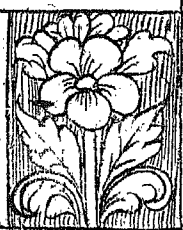
اٹھایا ماتہ اتھو زندگی سے کہ بخت میں جی کے کیا کر نیکی
مرض ہی ہو تو اے سبھا کہان تلک ہم دوا کر نیکی
یہ چہڑا چھی نکالی تھے کہ دیتے ہو طعنہ ماسے بچا
تمہارے سر کی قسم پری رو کیا جواب تک نہ تھا کر نیکی

اگرچہ غیر از صنم پرستش گناہ ہر عشق میں ولیکن
 نظر جو آئینگی طاق ابرو تو سجدہ حق ادا کرینگے
 کرینگے ہم مرگ کا بہانہ ضرور آئینگے دیکھنے وہ
 اسی طرح سے ہم اُس پری کو ہزاروں ہی دم دیا کرینگے
 ہمیں بھی ضد آٹری ہی ہوتی تھی کہ تم جفا سے جو باز آؤ
 تو ہم دفن کا نہ نام لینگے نہ تھے پھر التجا کرینگے
 وہ شوخ چالاک کس قدر ہر کیا ہیہ انتظام اُسے
 کہ خود رہ گیا شریک غالب عدو سے جب ہم دغا کرینگے
 تمہاری تیغ جفا سے ظالم نہ پھر گاہا ہرگز
 نثار تم پر کرینگے سر کو حق ثبت ادا کرینگے
 بھلا یا تم نے جو دل سے ہکو تو اُسکے صدمے سے خاک ہو
 دیاں گے دلال ناظر تمہارے ہم دل میں ہجا کرینگے
 اگر یہی ہو تمہاری عادت کہ منہ سے ہوا نہ سر سے کھلو
 تو بھولی بھولی فقط یہ صورت تمہاری ہم لیکے کیا کرینگے
 جگہ ملیگی نہ پاس اُنکے تو آہِ عوزان سے چلک اپنی
 مثال رہ رہے باغِ محفلِ صنم کی آنکھوں پر
 نہ ہو کر دیکھیں نہ منہ سے بولیں نہ پاس ٹھہریں یا نہ ہست جاہن

یہی ہو مرضی تو خیر بہتر تھا راہی ہم کہا کر نیگے



سخن سنائے ہیں شعر کیا عجب طبیعت خدا دی ہو
غزل سنا دو جو اور ایسی تو یاد و تسک کیا کر نیگے



وہ اپنی زلفوں کو واکر نیگے ہمیں اسیر بنا کر نیگے
تو ہم بھی آہ و بکا کر نیگے نہ یہ کر نیگے تو کیا کر نیگے
نہیں یہ اسید مجھ کو اُن سے کہ وصل میں کچھ بھی نہ ملے
گلے ہزاروں تو لاکھوں شکوے وہ جسے پروں کیا کر نیگے
پھر اُنکی الفت سے تجھ کو حاصل کہ یہ وفا فی ہن ہونے کامل

ہزاروں وعدے ہیں اُن سے اور دل وہاں کہا ہی کیا کر نیگے
مرضی الفت کا ہو یہ عالم کہ چکیں ان آہی ہیں ہم
بھلا کو تو سچ اس میں جو آہیں گے مجھ کو کر نیگے
کسین تو شکوہ ہم اُس سے جا کر ہمیں جو دیکھے نظر اٹھا کر
جو آپ نام ہو سر جھکا کر تو اُس سے کیا ہم گلا کر نیگے
غضب ہیں یہ ترک خون کے پیاسے کوئی جیسے یامرے بلا

یہی ہو کام انکا ابتدا سے ستم کر نیگے جفا کر نیگے

ہمارے دل میں بھرے ہیں ارمان نہ خوف شکوہ سے ہو گریزا

گلے لگا دو گے ہم کو اے جان تو کیوں تنہا راہ گلا کر نیگے

خیال میرا نہیں ستر تو ہو یہ تدبیر سب سے بہتر
 کہ آپ ہم اپنا درد ہو کر تمہارے اب دل میں باکرنگ
 صنم نہ تھو سہر و فاہو نہ ہم کو اب طاقتِ جفا ہو
 سوائے اسکے اب اور کیا ہو کہ بیٹھے یا و خدا کر نیگ
 پڑے تڑپتے ہیں لاکھوں بسمل کرے جو آسان تو انکی شکل
 دمان زخم جگر سے قاتل وہ تیرے حق میں دلا کرنگ
 ابھی ہو سسے انھیں کہ ورت مرے پہ کھل جائیگی حقیقت
 جو یاد آئیگی میری اُلفت تو ماتھ اپنے ملا کر نیگ

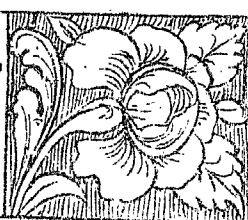
سخن تو اب کیوں ہو بکلی میں کہ آچکا دامنِ لی میں
 نیاز لا در گہ علی میں وہ تیری حاجت را کر نیگ

<p>ہو مگر کچھ ایسی صورت انکی صورت دیکھیے ہر رنگ برگ شجر میں سیرِ حنبت دیکھیے حشر کو کیوں سوئے خوشید قیامت دیکھیے عشق میں ملتی ہو کیوں مگر مجبورِ راحت دیکھیے صبر کرنے کی اگر کچھ مجھ میں طاقت دیکھیے جی اگر چاہے تو اک دن آکے حانث دیکھیے شوخ ہو کیا خارِ صحراے محبت دیکھیے</p>	<p>جی میں ہو مٹ جائیے آفت پہ آفت دیکھیے چشم بپا ہو تو پھر خالق کی قدرت دیکھیے دیکھیے آج میرے دلع سوزان کی بہا تنگ ہوں ہر تباں میں بخدا تسکین دیکھیے روزِ محشر وعدہ دیدار ٹھہرا دیجیے ماجراے اضطرابِ دل کہانیک ہو بیان آپکے مژگان کی میرے دل سے گشتِ بیان</p>
---	--

سیر انجم خوش نہ آئے عمر بھر چہر آپ کو
 آہ و نالے بے اثر دل دشمن جان عشق میں
 یار ہوساتی ہو جی ہو ابر ہو دیر یا بھی ہو
 در دوغم افسوس و حسرت ہر سر اس عشق میں
 آج ہی بلوائے دشمن کو برا متحسان
 بحر سے بدتر تھ شکل وصل ہر میرے لیے
 جی میں آتا ہی سراپا آئندہ ہو جائے
 اس لیے میں نے اٹھائے صدمہ رشک و
 حیف ہر لیکن کبھی مجھ کو نہ پوچھا آپ نے
 ایک دن بھی گر ہمارے داغ حسرت دیکھیے
 صورت آرام چہر کسی بدولت دیکھیے
 یہ جو ہو سامان تو پھر کچھ لطف صحبت دیکھیے
 یہ کہاں قسمت کہ اک دم رک و راحت دیکھیے
 ایک دن تو میرے اُسکے رنگ صحبت دیکھیے
 ہوتی ہر رونے سے کب تک مجھ کو فرصت دیکھیے
 بیٹھے رہے سامنے اور تیری صورت دیکھیے
 مہربانی کر کے شاید میری حالت دیکھیے
 سیری اُلفت دیکھیے اپنی صورت دیکھیے



وعدہ دیدار فردا سے قیامت ہی عشق
 دی تو ہی آسنے ہمیں تھوڑی سی مدت دیکھیے



میرے گلہ و ترا نظارہ جو بلبلی کرتے
 دستہ ہر دم مجھے تار از محبت کہ دون
 پھول لانے کی جو توفیق نہیں تھی مسکر
 مارنا غیر کو میں دینی نہ تھی دیت
 دیکھی جب زلف تھاری تو چہن میں ہم کو
 بزم میں غیر پہ در دیدہ نگہ ہر ہر دم
 چہر بھی رخ نہ وہ گلشن میں سو گل کرتے
 بار بار میں نے سنا شیشون کو قفل کرتے
 شمع تربت ہی کو تم آکے مری گل کرتے
 قتل میں میرے اگر آپ تامل کرتے
 کیا غرض تھی جو نگہ جانب سنبل کرتے
 عارفانہ کبھی ہمسے بھی تجاہل کرتے

آپ ہی اپنی مصیبت میں گرفتار ہو وہ	قیدی زلف کو دیکھا جو کہیں غل کرتے
باغبان ہوتے گلون کے نہ اگر جو جمال	تنگ گلزار میں صیت او کو بلبل کرتے
لطف کس درجہ شب وصل میں حاصل تھا	نوش بلبل کے جو ہم تم قحط بل کرتے
آیا گھر آیا ہوا اُنھ کو میرے بند کیا	سن لیا کوچے میں اُسے جو مجھے غل کرتے
تیر مرگان کی محبت جو ہوتی دل میں	کیون وہ ہو کہ وہ دنیا پر تغافل کرتے

اے سخن مرتبہ خاص عنایت ہوتا
اسکی درگاہ میں پیدا ہو تو تسل کرتے

کھینچے جب قاتل تری شمشیر آدمی رہی	تن میں جان عاشق و لکیر آدمی رہی
ٹکڑے ٹکڑے کرو یا دشت میں سین ببار	جب ہوا جوش جنون زنجیر آدمی رنگتی
ہو گیا عجیب رمانی اٹھ گئے وہ شرم سے	ناکمر کھینچی گئی تصویر آدمی رنگتی
سر مٹے لیکن نہ پہونچا تیرے واسن تک غبار	خاک اپنی ہو گئی اکسیر آدمی رنگتی
میں ابھی تو کہرا ہوں کیوں لگے دینے جو اب	پہلے سن لیجے مری تقریر آدمی رنگتی
باتوں میں اُنکو لگایا تھا لیکن رک گئے	ہو چکی تھی وصل کی تدبیر آدمی رنگتی
یوں نہ بھٹلا کر کچا راتھا کبھی نئے ہمیں	پہلے سے اب تو مری توقیر آدمی رنگتی
مار کر تاتل نہ مجھے تشہیر کرنا تھا ضرور	آرزو سے عاشق و لکیر آدمی رنگتی
پہلے خود آتے تھے اب کیوں لکھتے ہیں وہ ہر کھنڈ	کیا ہا رہی آہ میں تائید آدمی رنگتی
لکھتے لکھتے ہم تھے وصف دہن میں گم ہوا	صحف رخ کی ترے تفسیر آدمی رنگتی

سب ہوا بوس و کنارِ رای جان ہوا لیکن وصل
آرزو سے عاشق و لکیرِ آدمی رنگی

سے سخنِ دل سے نہ نکلی کوہن کی آرزو
اسکی نادانی سے جو سے شیرِ آدمی رنگی

آج موحواروں سے ساقی سیکہ آباد ہے
سوز و غمِ دل سے سینہ کورہ حاد ہے
واہ کیا نیرنگی خونِ سرفراز ہے
نالہ کیا شہر بہتِ آوار کیا فراد ہے
آج تو جو بن پہ کچھ اپنی شب فریاد ہے
ہاے ان سنگین دون کے ظلم سے فریاد ہے
جیسے مرتے یہ متاعِ عاشقِ ناسزا ہے
قیدِ مذہب سے صنمِ عاشقِ تورا آزاد ہے
کچھ نہ تھا اگلے برس تک خوب ہمکویاد ہے
نغمہ بلبلی نہیں شورِ مبارکباد ہے
جانتا ہے چرخِ کس مظلوم کی فریاد ہے

آج گھٹا ہے شور ہے ہر رند کا دل شاد ہے
گر موعشقِ صنم سے دل بین سیرِ داغِ بہن
نعلِ تپھر میں بنا لالہ ہوا کتار میں
نو گرفتارِ قفس ہوں اے سیرانِ کُن
دیکھتا ہوں جس طرف ہے تیرہ بخت کی بہار
کر دیا باتوں سے میرا شیشہ دل چوڑا ہے
آہ و نالہ حسرت و آراں و دروازہ و غم
کفر اور اسلام کی تحقیق سے مطلب نہیں
پھٹ پڑا جو بن پر ی ایسی جوانی آگنی
آدِ فصلِ بہارِ ستان ہے گلچینِ باغِ مین
تیری کیا بنیاد ہے عرشِ برینِ تھرائیکا

منزلِ آرام و آسائش نہیں دنیا سخن
جائے عبرت ہے سرِ اسرِ رخ سے آباد ہے

وہ نہیں تو باغِ مین ہر سروِ شکل دار ہے
باغبانِ آنکھوں مین اپنی گلِ رنگِ خار ہے

یار بھی اپنا سراپا جلوہ گلزار رہی	زلفِ سنبل ہی دہنِ عنبرِ گلِ خسار ہی
جوشِ وحشتِ مین یہ تیرا ماتہ جاتا ہی کہ صر	ای جنون یہ جیب ہی یا زخمِ دامنِ دار ہی
پھر ہو اسرینِ مرے سودا تھاری زلف کا	پھر گراں زنجیرِ میرے پاتوں کو درکار ہی
شوقِ وصلت ہی مین اُنکی نہیں مرضی بھی	ہم سے اور اُن سے بس اتنی بات پر تکرار ہی
کیا قیامت ہی کہ اک دن شکل دکھاتے نہیں	آج کلِ امر و نہ ضرور اوعدہ دیدار ہی
حق کو جب تو جانتا ہی غافر و نبِ عظیم	جامِ می سے زاہدِ پھر کس لیے انکار ہی
کس کے عاشق ہو گئے جلتے ہو کیوں کچھ تو کہو	صورتِ برگِ خزان کیوں اندونِ رخسار ہی
خوب گلچہرے اڑاتا ہی چمنِ مین میکشو	ہو سہم گل کی بدولت باغبانِ زردار ہی

ایسی توبہ تہ سب کب ہی سخنِ توبہ کر دے
دلِ مین ہی یادِ صمیم اور لبِ پرستغفار ہی

مجھ کو کہنے مین کیا تکلف ہی	وہ سے مین آپ کے تکلف ہی
جب خفا ہوتے مین تو کہتے مین	تیری اوقات پرارے کُف ہی
مجھ کو بھی جانتا ہوں اک عالم	تکو دو گون سے گر تعریف ہی
آپ سے مین توبہ تکلف ہوں	آپ کو مجھ سے کیوں تکلف ہی
تم تو ہر وقت شاد رہتے تھے	آج کسکا تھیں تاسف ہی
جب کا جی چاہے کھینچ لے تصویر	یا میرا مثال یوسف ہی
و اعطون سے ہی تھے بکچتی	محبِ زاہد اتر اُکھٹ ہی

ہٹ گیا وہ سچ بالین سے روح اب تجھ کو کیوں توقف ہے

قلبیے سب کلمے سخن تے

لیکن اک اور قافیہ آت ہے

<p>اس لیے جیب میں ہر وقت گھڑی رہتی ہے دن کو ہونٹوں پہ جو مستی کی دھڑی رہتی ہے نوک مرگان جو ترے دل میں گڑھی رہتی ہے بے محل در پہ سواری جو گھڑی رہتی ہے مژدہ یار کی پچڑ جو جڑی رہتی ہے جس طرح نزدیکی چوسر میں اڑی رہتی ہے پانوں میں بیڑی تو باہنوں میں گری رہتی ہے روز اس کوٹھے پہ اک حور گھڑی رہتی ہے آج کل ہاتھ میں پھولوں کی چھڑی رہتی ہے</p>	<p>انگو جانے کی جو تجھ ل بڑی رہتی ہے چوس کر شرم سے وہ آپ چھوڑا ڈالتے ہیں چشم خونبار اسی واسطے رہتی ہے مدام تم تو آئے مگر اسکا ہو کہو کیا موقع ناوک یار مرے زخم سے نیکلے کیونکر کھیل جاتا ہوں میں یوں آج تو سپر قاتل زلف واکل کی محبت میں گرفتار ہوں میں نہیں معلوم اسے نظری ہے کس کی ناز کی پر بھی تھیں چین نہیں شوخی سے</p>
--	--

منتظر ہوں سخن اک وعدہ فراموش کا میں

انگھروں سے ہر وقت لڑی رہتی ہے

<p>پھر دکھایا زور اپنا تو انی نے مجھے پیر سے بدتر کیا تیری جوانی نے مجھے تلف کیا دکھلاتے ہیں جوش جوانی نے مجھے</p>	<p>پانوں پر نکلے گرایا سر گرانی نے مجھے نہم ہوا شوق ہم آغوشی میں میں مثل کان کستہ در میں نے مرے بوٹے ہیں وصل یار میں</p>
--	--

پہلے تو کچھ کچھ رکے تھے اور بھی اب کہنہ گئے	کھینچ کر آنکی جو دہی تصویر مانی نے مجھے
بے تکلف ہو گیا سپکر مرا گل پیر جن	رنگ دکھلائے شراب ارغوانی نے مجھے
خوش رہا کرتا ہوا اکثر غیر میں ضد سے مری	سج بے پایاں دیے ہیں بار جانی نے مجھے
یلا و قاہوں کرستم کیونکر تجھے سمجھاؤں میں	مار ڈالا یا تیری بدگمانی نے مجھے



جب غزل پڑھتا ہوں کہتا ہوں یہی مجھے حد
ای سخن پہنکا تری آتش ربانی نے مجھے



رکتی ہو تیغ خلق پہ تیرے شہید کے	ویتی ہو لطف نعرہ ہل من مزید کے
ایسے دار و مل نے دیکھیں عتوتیں	وعدے سے تیرے ہم ہوئے لائق وعید کے
یوسف سے بھی وقار میں ہر کوڑھا پایا	آزاد کر دیا ہمیں اسنے خرید کے
اونیا میں ہمیش کم ہر مصیبت زیادہ تر	دس دن اگر ہیں غم کے تو دودن میں عید کے
پوچھو نہ خط میں مجھے حقیقت مزاج کی	اب حال امی عنہم مرا قابل ہو دید کے
نظارہ جال سے جو کچھ گزر گیا	وہ ماجرا سے دید ہو لائق شنید کے
ہر داستان عشق بھی حیرت فزائے خلق	آتے ہیں سننے لوگ قریب و بعید کے
اس سادگی کا عشق میں خانہ خراب ہو	بیٹھے ہیں انتظار میں خط کی رسید کے



چھوڑو نہ طوف کوچہ دلدار ای سخن
فقر و ن میں آؤ تم نہ عہد و مزیں کے



بہار آئی ہو ساقی جام دے بھر کر گلابی سے	کہ ہو کچھ فائدہ ہکو بھی تیری بار بارابی سے
---	--

گدزتی ہر ہماری زندگی کس کس خرابی سے	تیا میں کیا سر ہوئی کہ کونکر بجز جانان میں
عجب جو بن صنم و آج تو پوہ شک آبی سے	ہوئی ہر جامہ زیبی ختم تم پر اس نے میں
بہت مدت ہوئی محروم ہیں ہم باریابی سے	اجازت دیجے آنے کی نہیں اب صبر کی طاقت
ہمیں آیا حجاب او جان تحاری عجبانی سے	یہ کیا انداز ہر اب گالیان دیتے ہو لوگوں کو
یہ بوسے لب جان کج لیکن اس خرابی سے	ہزاروں ہفتین کین باتھوڑے گالیان میں
مزا ملتا ہو مجھ کو انکی ایسی بے جانی سے	غضب میں اپنے جامے سے جو ہو جاتے ہیں ڈھیر
ہماری بات تو مانی مگر کس کس خرابی سے	ہوے برہم الگ لیٹے رہے گرے پہ پہروں
کہ مر جاتے نہ ہرگز ماتھو اٹھایا نگار گئی سے	جہاں وہ دل ہو وصل میں جیسے کوئی بھوکا
تفاوت حب کیا پہننے ترے روئے کتابی سے	سارک ہی نظر آیا تری الفت میں مر جانا



طریق صوفیہ میں رند مشرب ہر سخن میرا
 رہی نفرت ہمیشہ فرقہ مرند دہلی سے



خوب ہم آپ کو اسے شفق من دیکھ چکے
 انس و ہمدردی یاران وطن دیکھ چکے
 گردن تیری بھی او چرخ کھنچ دیکھ چکے
 بار بار ہم ترا بے ساختہ پن دیکھ چکے
 دیکھنا تھا جو ہمیں رنج و محن دیکھ چکے

سیر و مکروستہ عشوہ و فن دیکھ چکے
 بیکسی میں نہ ملا کوئی بھی غمخوار ہمیں
 ایک بھی دور تر اپنے موافق نہوا
 جسکے مشتاق تھے وہ بات نہ پائی تھیں
 عشق میں شکوہ بیدا و صنم کیا معنے



کسی پہلو نہ بندھایا رکھ مضمون کر



خوب ہم اسکو دم فکر سخن دیکھ چکے

گھر اپنے آج تو جانے کی تنے خوب کہی	ہمارے پاس نہ آنے کی تنے خوب کہی
یہ مال مفت ہو شاید تمہاری نظروں میں	ہمارے دل کے چرانے کی تنے خوب کہی
یسی جیا ہو تو ایسی جیا کا کیا کہنا	عدو کو آنکھ دکھانے کی تنے خوب کہی
کہیں گے نوکچہ خیر ہو تمہیں صاحب	یہ ہم سے روٹھ کے جانے کی تنے خوب کہی
کھلا کہ ہم بھی ہیں کچھ اور نہیں نوکچہ بھی نہیں	قسم ہماری نہ کھانے کی تنے خوب کہی
خبر بھی ہو مرے پہلو میں اب کہاں ہو دل	کبھی سے دل کے لگانے کی تنے خوب کہی
عدو کو بزم میں جا کر بٹھاؤں میں کیونکر	یہ بارہ رشک اٹھانے کی تنے خوب کہی
شبک نہیں ہوں گر انہار ہوں میں حسرت سے	مجھے نظر سے گرانے کی تنے خوب کہی
چراغ پر وہ فانوس ہو کہ روشنی ہو	یہ وارغ دل کے چپانے کی تنے خوب کہی
ہوئیں جو غیر سے باتیں وہ سب سنیں ہمنے	ہمارے ہوش میں آنے کی تنے خوب کہی
کہاں کی نیند تصور بھی یاں نہیں اسکا	ہمارے خواب میں آنے کی تنے خوب کہی
سیان تو اسنے ہیں مشتاق کون سوتا ہو	شب وصال جگانے کی تنے خوب کہی

عجب مذاق طبیعت خدا نے تجھ شاہی

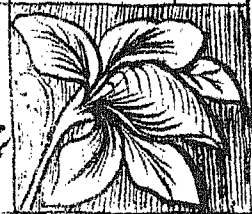
سخن غزل تو یہ گانے کی تنے خوب کہی

وصل کا اقرار ہو رہو جاؤ بھی	وعدوں سے اپنے کبھی شرمناؤ بھی
کیون ہیں ترساؤ بھی رو او بھی	جانے دوں گا کون کو بس اب آؤ بھی

بوسون کے دینے میں تردد ہوا	لے چکے تم دل کو میرے لاؤ بھی
ہم تو نہ لیں غرق شرم سے	گایون کا منہ کہیں بساؤ بھی
تمنے مرے دل کو چھپا یا کہاں	ہو چکی بس دل لگی بتلاؤ بھی
داور اٹھری کوئی پٹہ خیال	نیر غزل ہی سہی کچھ گاؤ بھی
پاس وفا آپ نے اچھا کیا	دیکھ چکے خوب اچھا بھی



روٹھ کے جلتے ہو سخن یار سے
تسک میرے سر کی قسم آؤ بھی



مرنے پہ کوئی کیا خبر وصل یار سے	اُجڑے ہوئے چمن میں یہ گل کیا بہار سے
عاشق کو ہر طرح کا جو گل اختیار دے	معتوق اس مزاج کا پروردگار دے
دل تو جلا یا گھر بھی جلا دے رقیب کا	کچھ نفع بھی تو اے نفس شعلہ بار دے
اے سوز عشق کا مکیے جا کمی نہ کر	اچھی طرح سے دانع کو دل کے اُجھار دے
انداز کچھ تو جو رکائے اُسکے اوڑا کبھی	کچھ بھی تو لطف اے ستم روزگار دے
مجمور کی بھی داد کو غافل ہو نہ چھوڑو	تجھ کو خدا جہان میں اگر اختیار دے
دیوانوں سے بھی حضرت ناصح الجچہ پڑے	عقل سلیم آپ کو پروردگار دے
کل شب کہاں گزار رہی پوچھتا ہوں میں	کچھ تو جواب مجھ کو مرے شرمسار دے
بے فائدہ ملال ہو انسان کو چاہیے	راحت ہو یا کہ نہ چ خوشی سے گزار دے
وعدہ ہی کر کے ہائے نہ تسکین دو مجھے	یہ بھی دعا کرو کہ خدا اعتبار دے

وصل اُس پری کا جو ہو نام رقیب ہو
گستاخین میں لذت آزار یار کو
قسمت کی بات ہے جسے پروردگار دے
جان اپنی تانہ بواہوس بدشمار دے

نثر رقیب کا وہ مرے پاس ہو سخن
جن ہی چڑھا ہوا ہو تو اُس کو اتار دے

مرا محبوب دل وہ شاہ دین ہے
کوئی منوس نہیں اس بیکسی میں
شبِ فرقت میں نالوں سے ہمارے
خرام یار کا ہو وصف جس میں
ہجوم مور کا خط پر بگمان ہے
کسی صورت نہیں تسکین ہمدم
جہان میں جن یوسف کی ہر شہرت
کہ جسکا فرش رہ عرشِ بن ہے
خیال یار لیکن ہنشین ہے
پریشان ز اہد خلوت نشین ہے
زمین اُس شعر کی عرشِ برین ہے
دہان یار میں کیا انگین ہے
دل نالان بہت اندوگین ہے
گر میرا صنم اُس سے حسین ہے

نہیں معلوم کس جا ہے وہ وحشی
سخن کی کچھ خبِ مطلق نہیں ہے

حال پر میرے کرم اوبت کافر ہو جا
آرزو وصل میں ہو نشہ صبا کی مجھے
شبِ ہجران کو میں اک چشم تغافل سمجھوں
حرمت بادہ کا ہی ذکر مری خاطر خواہ
نکہ لطفِ سو عاشق مضطر ہو جا
میرے حق میں لبِ ساقی لبِ ساغر ہو جا
وصل جانان کا اگر روز مقرر ہو جا
کچھ بیان اور بھی واعظِ سرِ فیر ہو جا

فرقت میں تو مدد جو کرے اس خیال یار
کیا دھجیان اڑاؤں میں شبہا سے تار کی
تالی رہے کبھی نہ تصور سے اس کے دل
آئینہ کیا وہ جہین نہ صورت ہو یار کی

کچھ تو آگے وعدے سے ہو رہا سخن
امید کو زندگی ستار کی

یہ بحث رہنے دے اسے یار آج تو باقی
بلا سے ایک مراد دل رہا رہا رہا
قدیم تو ہے سوا تیرے جو ہر حادث ہو
کیا ہو فرج تو اچھی طرح سے اوقا تیل
شراب میکشواتنی پیو کہ تھک جاؤ
وصال عاشق ناقام پہ ہزار افسوس
ابھی سے تیری طبیعت بدل گئی گلرو
شال کو کہن وقیس حشر تک اس دل
اڑا وہ دھجیان دست بہتون گریبان کی
ہو ت مرگ اتنی یہ ہو دے سنا تجھے
اسید وصل کے جھکڑے جو تھے تمام ہو

کہ مجھ کو تیری وفا میں ہر گفت کو باقی
خدا تک یار کی رہ جاے آرزو باقی
فنا ہو سب کو خدا ایا مگر تو باقی
نہ تیغ اٹھا کہ ابھی ہو رگ گلو باقی
نہ رنجے پائے کوئی تم کوئی سب تو باقی
کہ جبکی رہ گئی کچھ دل میں آرزو باقی
رہی نہ تجھ میں محبت کی کچھ بھی ہو باقی
رہیگا قصہ غم میرا کو کہو باقی
رہے نہ کوئی جگہ تابل رفو باقی
کہ حشر میں بھی رہے میری آبرو باقی
بس ایک اور ہو مرنے کی آرزو باقی

فراق یار میں کیا کھا کے اب جینگے سخن
دل و جگر میں تو مطلق نہیں ہو باقی

<p>یہاں آج اپنے گھر وہ جانِ جان ہو کوہی نالہ دلِ ہجر میں آتشِ نشان ہونے کوہی وہ چلے جاتے ہیں صبحِ وصل کیا سا بان کرؤ جلدِ فرصت و کہ تابِ جو رابِ مطلق نہیں صبحِ جائیگا وہ گلِ باوِ بہاری کی طرح اب کوئی اخفائے رازِ عشق کی صورت نہیں وصل کا وعدہ تو کرتے ہو مگر یہ توبت او اضطرابِ دل سے پہنچی ہو یہ اجالت کی بدگمانِ تھامین تو مجھے بڑھسنے وہ پائے گئے صبحِ وصل اسکی مجھے صبحِ قیامت ہو گئی دوست کہتے تھے صفائی یار سے ہو جائیگی سخت جان میں ہیں تو وہ نازک بہت ہیں کیجیے ہائے الفت کا بُرا ہو وہ تو دشمن ہو مرا</p>	<p>کلبۂ احزان مرا شکِ جنان ہونے کوہی پھرتے وہ بالازمین و آسمان ہونے کوہی رنجِ فرقت انکا دل میں یہاں ہونے کوہی ہو چکے وہ بھی جو کچھ اسی آسمان ہونے کوہی پھر بہارِ گلشنِ عشرتِ خزان ہونے کوہی استدرِ چپچپ کہ خاموشی بیان ہونے کوہی قبر میں یا حشر میں آخر کہاں ہونے کوہی کوئی دن میں غیر میرا رازِ دان ہونے کوہی انکا دربان میرے گھر کا پاسبان ہونے کوہی جب کہا اسنے کہ جاتے ہیں اذان ہونے کوہی اب یہ سنتے ہیں کہ دشمن و میان ہونے کوہی آج میرا اور انکا امتحان ہونے کوہی میں سمجھتا ہوں کہ مجھ پر بان ہونے کوہی</p>
---	--



بڑھ گیا زندان میں ذوقِ دشتِ پیائی سخن
مجھے پہلے اب مرا سایہِ روان ہونے کوہی



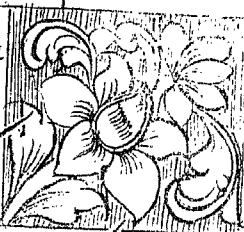
نہالِ عشق کی ہر شاخ پھر ہری ہو جائے
نگاہ وہ کہ خجل جس سے سامری ہو جائے

وہ دیکھ لین چمنِ دل ابھی پری ہو جائے
وہ اسکی آنکھ کہ جادو سکھائے آہو کو

گنہ کو جو ہر تابلِ سمجھ کے لائین اگر	تو سامنے ترے دانتوں کے کنکری ہو جا
دکھاؤں سینہ پڑ داغ تو ابھی سب کو	گمانِ مطلعِ نور شید خاوری ہو جا
کہو نگا واور و زہرِ جزا سے محشر میں	کہ میرے خون سے ستگر مر ابری ہو جا
ستمِ شعار پر پوش سے بواہوس کو دم	یہ فکر ہو کہ کسی طرح جان بری ہو جا
تمھاری بزم میں مجھ کو نہ کوئی دیکھ سکے	غمِ فراق میں اس درجہ لاغری ہو جا
مجھے تو خوفِ ہوابد مزاجیوں سے تری	کہ سہم کر مری صورت نہ دوسری ہو جا
یہ میری خوبی قسمت کہ وصل میں بھی مجھے	غبارِ دل تراست سکندری ہو جا
پنچوڑ و بال نہا کر جو خاک پر میری	تو کشت زارِ منت ابھی ہری ہو جا
چلے جاؤ دمِ نزع یوں تجاہل سے	ادھر تو آؤ کہ دیدارِ آخری ہو جا

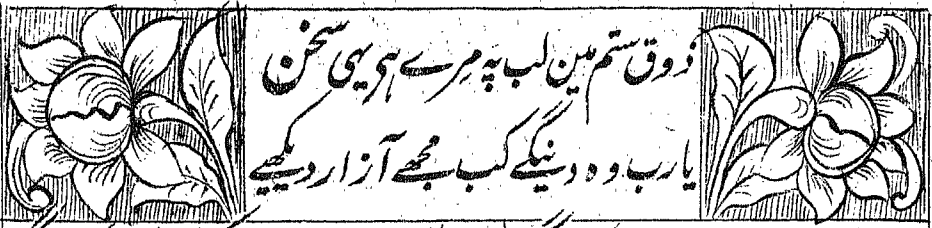


خیالِ زلفِ صنم میں سخن نہ روا تنا



کہیں نہ ابر کو دعوایِ ہمسری ہو جا

مجمع ہو کستہ ریسِ یوار دیکھیے	سب آپکے ہیں طالبِ دیدار دیکھیے
ہر دمِ نظر نہ ڈالیے دل پر ہمار آپ	یہ چیز وہ نہیں جسے ہر بار دیکھیے
روزِ فراق تو کسی صورت گذر گیا	کتنی ہو تاکے کیونکہ شبِ تار دیکھیے
اککا ہوا ہو دل ہر زلفون میں آپ کی	اسکو نہ چھوئے گا خبر دار دیکھیے
باو صبا ہو اور نہ تپنا نہ بر کاہی	گھر میں پڑے ہوے در و دیوار دیکھیے
دینے پڑینگے آپ کو بوسے ابھی ابھی	ہوتے ہیں آپ دل کے خریدار دیکھیے

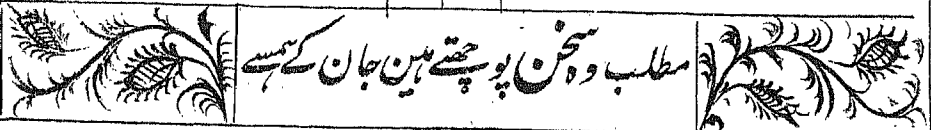


ذوق ستم میں لب پہ مرے ہر ہی سخن

یارب وہ دینگے کب مجھے آزار دیکھے

یہ دیدہ دل دیکھے کیا کیا نہ کرینگے
 اچھا جو کرینگے تو کچھ اچھا نہ کرینگے
 اٹھار کرینگے اُسے ہم یا نہ کرینگے
 ہم ایک حسین روز بلیا یا نہ کرینگے
 جو کہتے تھے ہم گھر ترے آیا نہ کرینگے
 ہم اُس سے کبھی کوئی تمنا نہ کرینگے
 معلوم یہ ہوتا ہے کہ گویا نہ کرینگے
 ایذا شب ہجران کی گوارا نہ کرینگے
 کچھ ہوتی ہی بیدار کا شکوہ نہ کرینگے
 سنتے ہیں وہ قلیل سیحانہ کرینگے
 چھڑینگے مجھے آپ تو اچھا نہ کرینگے
 کیا راز غدوہ ہے کہ وہ افشانہ کرینگے
 ہر کون سا فتنہ کہ وہ برپا نہ کرینگے
 ہم گھر ہی میں زندان کا تماشہ نہ کرینگے

بدنام اُسے اور مجھے دیوانہ کرینگے
 بیسار حُبّت ہوں مجھے آکے مسیحا
 تم کون مری حالت دل پوچھنے والے
 منت کش دلدار جفا کار رہیں کیوں
 بیٹھے ہیں وہی گھر کا لکھانے کو قبائل
 ہونے دو فلک ہے جو مراد شمن اران
 یوں کرتے ہیں اقرار وہ وعدہ کی وفا کا
 مرجائینگے جاتے ہی ہم اُنکے سحر و صل
 عادت ہے ہمیں ضبط کی سچ جان لے ظالم
 آئینگے عیادت کو تو بولینگے نہ مجھے
 قابو میں ابھی تک تو ہے میرا دل نادان
 کرینگے اشاروں میں مرے قتل کا ایما
 کچھ حشر ہی موقوف نہیں چال پہ اُنکی
 اُس لے مسلسل کے تصور میں الجھ کر



مطلب وہ سخن پوچھتے ہیں جان کے سہ

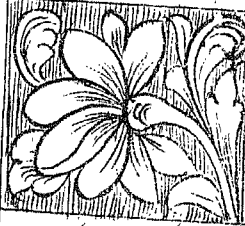


ہم بھی کبھی اٹھ سار تبت نہ کر نیکی



غم سے ایسے دل کے ہر دم چشمِ نریم چاہیے
نغم دل پر اسکے عکسِ رخ کا مرہم چاہیے
ایک دن ہو عید تو دس دن محرم چاہیے
آنکے داکرنے کو ہدم کوئی محرم چاہیے
ہر گھڑی دل میں مرے سبل کا عالم چاہیے
اب تجھے اچھ چشم گریان دل کا ماتم چاہیے
عالم تہستانی میں کوئی تو ہدم چاہیے
غم بہت ہو گئے سلامت آپکا دم چاہیے

غم ہو سین سخن اس دل کا بھی غم چاہیے
مرہم کا فور کی حاجت نہیں ہر چارہ گر
کارخانے میں جہان کے عیش سے غم ہر فزون
غیر سے بند تبا کیونکر گھلین اس حور کے
ناوکِ دل و زار اس کم کم خلش سے فائدہ
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہاتھ سے جاتا رہا
غم کو مونس کر یا بہتے فراق یار میں
فکر ایذا کیوں ہو کچھ غمِ اُلفت نہیں



ہر جہت ذکرِ غم بھران سخن جانے بھی دو



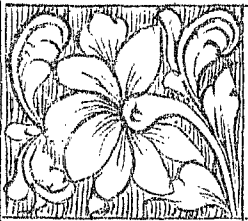
کوئی دم تو وصل میں اخلاص ہم چاہیے

قطرے میں بھی دریا کی سمانی نظر آئی
بجلی کی طرح جب وہ کلائی نظر آئی
جو کچھ کہا سب ہرزہ درانی نظر آئی
یہ جسم پہ اس گل کے صفائی نظر آئی
کچھ تو مرے ناون کی رسائی نظر آئی
اللہ نری شانِ خدائی نظر آئی

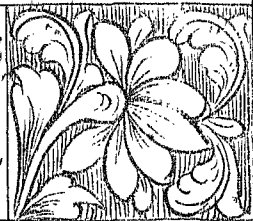
دیکھا جو اسے شانِ خدائی نظر آئی
اسپتہ تو دل و جان کی صفائی نظر آئی
ناصح تری اک بات لگی دل کو نہ میرے
جہتی ہی نہیں پسلی ہی جاتی ہین نگاہیں
گہرا کے ہر اک سے وہ مجھے پوچھتے ہیں باب
اس بت کو بھی دعویٰ ہوا یکمانی کا اپنی

چلن سے جو اس گل کی کلائی نظر آئی
ہم کو نہ کسی شکل رمانی نظر آئی
جو چیز تھی اپنی وہ پرانی نظر آئی
ٹاپو کوئی دیکھا نہ ترانی نظر آئی
جو آہ کہ نکلی وہ ہوائی نظر آئی
جب خاک ہوے ہم تو صفائی نظر آئی
پنیر مجھے سو جہانہ کلائی نظر آئی

لے لیں ہیں بس پنیر مرگان نے بلائیں
مگر کبھی تو صیاد کے پھندے سے نہ چھوٹے
دعویٰ ہوا لو انکو بھی اب دل پہ ہمارے
گریہ سے مرے ہجر میں تھا عالم دریا
کیا سوزشِ دل ہو شبِ ہجران مرے منہ سے
یوں تو کبھی زانو سے رخسار آنکی نہ نکلا
دیکھا تو سر اپنا تھا وہ اک نور کا عالم



ذرا بھی تو خالی نہیں قدرت سے خدا کی
ہر شے میں سخنِ اسکی خدا کی نظر آئی



چشمِ جادو سے صنم شہرہ آفاق ہوے
بوسہ ہمارے لبِ جانان مجھے تریاق ہوے
گل وہ سب آپ کے دانے دلِ عشاق ہوے
لعلِ اتر تھے بہت خوب ہوا عاق ہوے
لایا خطِ یار کا قاصد تو ذرا چاق ہوے
سادگی تھی کہ جو ہم آپ کے مشتاق ہوے
مجھ سے دور و زگزر نے بھی بیان شاق ہوے
کیا پریشان ہمارے وہ سب اوراق ہوے

سحر میں نامِ خیر آپ بھی مشتاق ہوے
انہی زلف نے تو ماری رکھا ہتھاکر
پھول پھینکے تھے غیبِ رجو گل بازی میں
رازِ الفت نہ چھپا اشکِ زگا ہون سے گر
منہ پیٹے ہوئے بیہوش پڑے تھے ہم تو
کیا سمجھتے تھے ملاقات سے صدمہ ہوگا
شتر تک ویرہ دیدار پہ کیا صبر کروں
جن پہ تیرے محاسبِ حال پریشانی دل

آتش عشق نے بے طور گھلایا تک
چند سو ترون میں سخن سوکھ کے تم قاق ہو

میں نے وفا کی اس سے تصویر تو یہ ہے	چھوڑی جفانہ اُس نے تعزیر تو یہ ہے
اُس کو خیال میرا کچھ بھی ہوا نہ اتنا تک	نالوں کی میرے سہم تاثیر تو یہ ہے
ابرو ہلائے اُس نے بسمل ہوئے یہاں ہم	بہر سزاے عاشق شمشیر تو یہ ہے
دیتا ہر گالیان وہ ہر وقت بے سبب بھی	عاشق کی اُسکے یار تو قیسر تو یہ ہے
سہنم ہی یان تصور ہر وقت اُس کا دل میں	آئینہ کے مقابل تصویر تو یہ ہے
آتم ہی تیرے ہوگی شکل ہماری آسان	اب سو تین ستمگرا تخیل تو یہ ہے
باتوں نے اکی جھکوشید ا بنا لیا ہے	جادو کو دل نہ کیوں کر آفتاب تو یہ ہے
بجلی کے کوند نے سے تھک گیا کلیم	اب میرے آشیان میں تو یہ تو یہ ہے
سوچ ہوا سے گل کا پابند دل ہو اپنا	جوش جنون میں میرے زنجیر تو یہ ہے
مشتاق ہو تو یار و دیوان ہمارا دیکھو	صحف کی اُسکے رخ کے تفسیر تو یہ ہے
میں ہوں مریض لفت کھاؤ نگاہ ہر دم پر	آزار کے مناسب تدبیر تو یہ ہے
دینا کے یہ تماشے سب خاک بن لینے	اس خواب کی ہمارے تعبیر تو یہ ہے

اس پر خدا رہے ہم قسمت سخن تو دیکھو
اُس نے کبھی نہ پوچھا تفسیر تو یہ ہے

رندیش نشہ میں کرنے لگے نعل چچ اُسٹے
سیکڑے میں سنتے ہی شیشوں کی قفل چچ آٹے

آتش گل اس قدر بھڑکی کہ بلبل چنچ اُٹھے	بہنجان بھی کچھ خوش کرنے لگے غل چنچ اُٹھے
باغبان بھی ہو گیا بے چین بلبل چنچ اُٹھے	جو گلچین و خزان سید راوی صیاد سے
بیٹھے وہ چپکے مگر ہم بے تامل چنچ اُٹھے	انکی مغل میں خدا جانے یہیں کیا ہو گیا
کر بلا میں دیکھ کر ہم شکل و دل چنچ اُٹھے	رو نہ عاشورہ تھا جوش گریہ بے اختیار
عارفانہ کر کے وہ ہنسے تباہل چنچ اُٹھے	ہم پہ تھا آنکھو گمان غیر لیکن بزم میں
ڈال کر تم دوش پر اپنے ہی کا کل چنچ اُٹھے	خیر باشد کیا ہو اکیون اس قدر ڈرنے لگے
زادہ آف کر کے تو بھی بے تامل چنچ اُٹھے	دیکھ لے کر چشم مست ساقی تو بہ شکن
جب ذرا اسکو ہوا ہنسے تغافل چنچ اُٹھے	اسکو خوف اقربا ہی صبر یان مطلق نہیں
آہ و نالہ کر کے مہتوب بے تامل چنچ اُٹھے	زور الفت چھپ سکا اسکا نہ ہنسے بزم میں

کیا غزل کچھی سخن تو نے کہ سب اہل کمال
 بزم میں تعریف کر کے بے تامل چنچ اُٹھے

شرنہ بہین عارض سے شے شے قمر بھی	ہر طلعت زیبا سے مجھ بل نور سحر بھی
ای دل تجھے اس فتنہ و شر کی ہونہر بھی	غیر آتے ہیں ساتھ انکے جو وہ رشک قمر بھی
ہوتی نظر لطف و عنایت جو ادھر بھی	ہو جاتی ابھی تک تو مجھے غیر سے فرصت
قربان ان آنکھوں کے کوئی جام ادھر بھی	باقی ہوں فقط میں ہی ہی بزم میں ساقی
دشن ہر قیدیوں کی طرح مرغ سحر بھی	دیتا ہر شب وصل اذان یا خبر مرگ
لب خشک بھی سپین سپین ہو تر بھی	قابو میں نہیں آئے ہوا تک مرے لیکن

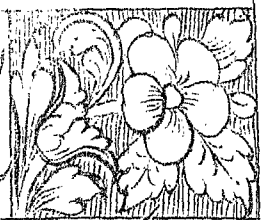
وہ ضعفِ تپِ غم ہی کہ دل بیٹھ گیا ہو
 یان وضعِ کام ہی پاسِ شیشِ نازِ عزیزان
 کہ غیر کی جانب ہی کبھی سیری طرف ہو
 بختِ سانس و کعبہ کی حقیقت نہ کھلی کچھ
 جو کام کسی سے بھی نہو اس سے وہ ہو جا
 کیا اسکے سوا وصفِ بیان کیجے تون کا
 حیات و تو کیون در پر و ایدہ قفسِ مین
 تو سمجھیکا اس بے جگری کو بھی مری چال
 حیات و نہ گلزار کی رونق ہی اڑا دی
 کاوش یہ بہت آج جو مژگان کا تصور
 حد سے نہ سوا بال ٹھٹھالے کار و شوق

رک رک کے اب اُٹھتا ہوا مراد و جگر بھی
 مشکل ہی یہ کیسی کہ ادھر بھی ہو ادھر بھی
 وہ شوقِ ستمگارا ادھر بھی ہو ادھر بھی
 بے فائن دل میرا ادھر بھی ہو ادھر بھی
 و اتد عجیب چیز ہو دنیا میں بشر بھی
 معبود و مہن ہو تو ہی مفتوح و کر بھی
 حاضر ہیں مرے کچھ پین جلدی سے کتر بھی
 حد سے ترے قدموں پہ اگر ہو مراسر بھی
 بابل کا چمن میں غلہ سرتا نہیں پر بھی
 دیکھو تو ہر آنسو میں مرے سخت جگر بھی
 لائق نہیں اس بوجھ اُٹھانے کے کتر بھی



ایذا شربِ فرقت کی سخن پوچھ نہ مجھے

روستہ میں مرے حال پہ مرغانِ سحر بھی



شکوہ بھی ہر قیب کا جسے کلا بھی ہو
 اسپرستم تو یہ کہ زود آشنا بھی ہو
 لاساقیا شراب کہ ٹھنڈی ہو ابھی ہو
 ہدم ہی غضب ہو کہ انکو حیا بھی ہو

او بدحسا کچھ تجھے شرم حیا بھی ہو
 بدعہد مزاج ہو وہ بے وفا بھی ہو
 دریا بھی ہو گٹھا بھی ہو وہ دلربا بھی ہو
 ہر شرم انکی باعثِ گستاخیِ عدو

جائے تہن اب تو آپ اسے لیتے جاتے	ہمراہ آپ کے یہ دل بہت سلا بھی ہو
اجاب چارہ سائر دل دروند ہیں	ان آشناؤں میں کوئی درو آشنا بھی ہو
ذکر سزاے غیر مرے سامنے ہی کیوں	یہ توبت ایسے کوئی سیری خطا بھی ہو
اتنا کہینگے غصہ تو ہو انکابے طرح	لیکن پھر اس کے ساتھ ہی لطف و عطا بھی ہو
فرماتے ہیں وہ حالت دل کے بیان پر	ہاں کہیے آپ بہنے کچھ اس کو سنا بھی ہو
یہ توبت اور شک میسا ذرا ہمیں	تم پھر مر گئے کوئی انہیں جیسا بھی ہو
دل لیکے ناحق آپ نے برباد کر دیا	آخر بتائیے تو کچھ اس کا پتا بھی ہو



جس مردش سے ہم کو تعلق ہوا سخن
وہ بد مزاج نام خدا بیوفا بھی ہو



ہر ہر نفس فراق میں روز شمار ہو	کس درجہ آہ طول شب انتظار ہو
نالہ ہو یا کہ آتش غم کا شراب ہو	ہو ابریا کہ دیدہ و خوبا ریا ہو
ہم منتظر ہیں غمیر کے پہلو میں بار ہو	جو بن پہ اپنے آج شب انتظار ہو
کیونکر درازی شب ہجران بیان کروں	اک لول مثل قصہ گیسو سے یار ہو
ساون برس کے بھاؤں کے دن بھی گزر گئے	لیکن ہنوز چشم مری اشکبار ہو
دشمن سے چاہتا ہوں کہ میں راز دل کہوں	اس درجہ میرے قلب کو اب اضطراب ہو
کس طرح چارہ سازد او اگر سے مرا	بیچارہ اپنے عجز سے خود شرمسار ہو
ڈر ہو کہ اسکو دیکھ کے تسکین ہو نہ جائے	اتنا کہ تو میرے دل کو بہت اضطراب ہو

کیونکہ گرم آج ہو غسل رقیب کی
 گل کیا ہو ایو فلک مجھے اسکی خبر نہیں
 ہم اور روز حشر اٹھیں خوشچکان کفن
 جنبش سے تیری زلف کی بے منت صبا
 دم ویکے ہم تو موت کو بھی ٹال دین مگر
 وہ لے رہا ہو مجھے گنہ کا مرے حساب
 پیری میں سرنگون ہیں پشیمانوں سے ہم
 ذوق ستم میں دیکھ رہے ہیں وہ میری راہ
 میں لکے جھوٹے وعدہ دن پہ حیرت ہوں خوش
 حجاج بعد مرگ نہیں میں چسپراغ کا
 پایا جہان میں ہنسنے کسی کو نہ لاجواب
 میری تو خاک میں یہ رسائی کمان مگر
 مرنے کے بعد بھی مری آنکھیں کھلی رہیں
 جاتی رہی ہر بات تمہیگانہ مجھے مل

آتش فشان مرا نفس شعلہ بار ہو
 نالوں پر آج تک تو مرا اختیار ہو
 یہ بھی تو شان رحمت پروردگار ہو
 ثابت ہوا کہ دل کوئی دان بقرار ہو
 مشکل یہ ہے کہ یارت نفا فل شمار ہو
 میرے لیے تو آج ہی روز شمار ہو
 یالشہ شباب کا اپنے خمار ہو
 مجھے مرادہ آنکو مرا انتظار ہو
 وہ جانتے ہیں اسکو مرا اعتبار ہو
 داغ فراق یا رہی شمع مزار ہو
 طول امل مقابل گیسوے یا رہو
 دل میں تھارے اور کسی کا غبار ہو
 بعد از قضا بھی ہمارے ترا انتظار ہو
 آتے ہو آؤ ورنہ تمہیں اختیار ہو

وان نامہ بر کو قتل کیا اسنے اسٹیشن
 اور بیان جواب خط کا تمہیں انتظار ہو

حسن و عشق کے جھگڑوں سے فراغت ہو جا
 ہونا جو کچھ ہو وہ آج اوشب فرقت ہو جا

راہِ اُلفت میں میسر جو شہادت ہو جا
 سوزِ اُلفت کی جہان میں مرے شہرت ہو جا
 شکل سے میری بلا سے اسے نفرت ہو جا
 موت کیوں چاہوں کہ ایذا ہو بہت مجھ کو عزیز
 صدقے اس طرزِ حیا پر کہ وہ فراتے ہیں
 کم جہنم سے بھلا کیونکہ نہ سمجھوں اس کو
 طمع و حرص نہیں جاہ و چشم کی مجھ کو
 دل یہ کہتا ہے کہ اُلفت کے مصائب جھیلو
 جانِ سینے سے دم منع نکلتی ہی نہیں
 غیر کی شکل سے ایسا ہو متغراب تو
 بیعتِ حسن کرین عاشق و معشوق بہم
 حشر میں اس میں عجب کُلف سے پوشیدہ ہیں
 رشک یہ بھی تو اجازت نہیں دیتا مجھ کو
 خیر و کلا کاٹ کے مرجاؤں وہ جاننا نہ ہوں میں
 اُن سے بد خو کا ستم بھی ہو کر م میرے لیے
 ہاے تم دور کھڑے ہو کے متا شاؤ کیو
 غیرِ منہ دیکھ کے رہ جاے وہ سیکھو نہ

میرا قتل ہی مجھے گلشنِ جنت ہو جا
 داغِ دل غیرتِ خورشیدِ قیامت ہو جا
 اس کو دیکھوں مگر ایسی کوئی صورت ہو جا
 اس کی فرقت میں کہیں مرگ نہ راحت ہو جا
 جو بُری نظروں سے دیکھے ہیں غارت ہو جا
 غیر کے حق میں جو کو چہ ترا جنت ہو جا
 اس قدر چاہتا ہوں رفعِ ضرورت ہو جا
 میں یہ کہتا ہوں کہ مرجاؤں تو راحت ہو جا
 تم اگر چاہو تو اس سے بھی فراغت ہو جا
 گھر کے باہر جو نکلیاؤں تو وحشت ہو جا
 حضرتِ عشق کی ظاہر جو کر امت ہو جا
 آئینہ دل کا مرے دیکھو تو حیرت ہو جا
 غیر سے میرے لیے اس کو عداوت ہو جا
 مانعِ قتل جو قاتل کی نزاکت ہو جا
 کاش یوں بھی ہو کہ مجھے کسے نفرت ہو جا
 اور پامالِ عدویں مری تربت ہو جا
 یوں مجھے چاہو کہ دشمن کو بھی حیرت ہو جا

شکوہ جو ربتان یون نہ سخن اب کیجے
ابھی سن پائین اگر وہ تو قیامت ہو جا

آسے ہم دے کے دل کیوں راسی کلمہ ہم ہوئے
عدو کی قتنہ پردازی نہ ہو پختی ضرر کچھ بھی
حسینوں کی خطِ رخصتِ اکیر کھتی ہو
خدا سے مانگتا گر مین دعا اس بت کے ملنے کی
شہیدِ نازِ قاتل ہو کے کھوتے آبرو اپنی
شبِ وصل اس پری سے اور اگر ہے بگڑ جاتی
خیال ہو قافی جب بھی اس بت کو آجاتا
اٹھاتے سوطح ایزدِ اوستی قیدِ سستی میں
جو ہوتی ہم پہ کچھ شہم عنایت تیری مرگان کی
بچا سکتے جو ہم باو خزانِ رشکِ شہنشاہ
اگر تم خواب میں بھی آکے عہدِ وصل کر جاتے
میسر کر انھیں ہوتی زیارتِ خوش نصیبی سے
خدا سے جب نہ تیرے ظلم کی فریاد کرتے ہم
شکایت چھیڑتے ہوتی جو وہ وعدہ پہ آجاتا
غلام کہتے تھے پہلے ہم جو کہتے تھے کہ مر جائیں

نہ تھے دل تو دل ہوتا جو دل ہوتا تو ہم ہوئے
کسی صورت سے دنیا میں اگر ہم تم ہم ہوئے
کسی کی آنکھ پر چڑھتے تو ہم بھی اک رقم ہوئے
تو دونوں ماتھ میرے حکم سے اسکے قلم ہوئے
غضب ہوتا جو ہم سہل تہ تیغ و دوم ہوئے
بلاے جان عاشق کیسو پیچ و خم ہوئے
تو بوسے اسکے میرے دشمنوں کے حق میں ہم ہوئے
اگر زنجیرِ زلفِ یار سے آزاد ہم ہوئے
تپش سے طائروں کی پریشان یون نہ ہم ہوئے
ہمارے دماغِ دل رشکِ گلِ باغِ ارم ہوئے
تو پھر کیوں استعد ہم قبلایے سچ و غم ہوئے
ترے پانچیر پر قربانِ غزالانِ حرم ہوئے
کہ ہم بھی بے وفائی طرح سے ادا صدم ہوئے
گلہ ہم اس سے یون کرتے کہ شکوے و سہم ہوئے
کہ مر جانے پہ بھی اسکے نہ ہرگز جو کم ہوئے

ہماری آرزو کہتی ہو یہ قاتل کے ابرو سے
کہ ہم ای کاش تیرے کشتہ تیغ ستم ہوتے
یہ کیسا ظلم ہو منہ پر انھیں کیونکر نہ لاتا میں
مرے ارمان دل بھی کیا مرے سر کی قسم ہوتے

سخن پھر آج بھی کل کی طرح آتا وہ بھانے
تو عجز آگین مرا سراور ناصح کے قدم ہوتے

سب سمجھتا ہے جو کچھ سود و ضرر ہوتا ہے
تین پر کون تری سینہ سپر ہوتا ہے
سکے فریاد مری کون خبر ہوتا ہے
کسکو ہر میری طرح ضبط فغان الفت میں
بزم دشمن نہ سہی ہو مگر اس سے بدتر
فصل گل میں مرا صیاد کرتا ہے وہی
بات کرنے میں جو وہ غیر سے رک جاتے ہیں
صاف ہو قلب خود بینی و نخوت نہ رہے
آپ مجھے کریں الفت تو تعجب کیا ہے
قابل دید ہوں میں اور مرے گھر کی رونق
بھولے رہنا نہ کہیں تم مرے چپ رہنے پر
دیکھتے ہیں چین و داغ محبت کی ہمار
بزم دشمن میں مجھے دیکھ کے وہ کہتے ہیں
لیکن اس عشق میں مجبور بشر ہوتا ہے
جان دیتے ہیں وہی جن کو جگر ہوتا ہے
ہوتے ہیں سب اسی جانب وہ جدھر ہوتا ہے
کون یوں کشتہ شمشیر نظر ہوتا ہے
ذکر غیروں کا جہان دود و دہس ہوتا ہے
سب میں شالیتہ پر واز جو پڑ ہوتا ہے
کچھ خیال آنکو ہمارا بھی مگر ہوتا ہے
طاہر اس شیشے سے سب عیب ہنر ہوتا ہے
کہ بشر ہی سے تو مانوس بشر ہوتا ہے
آج مہمان وہ مراد شک قمر ہوتا ہے
ضبط میں عاشق صادق کے اثر ہوتا ہے
خوش ہیں وہ جگہ مرے دل میں گذر ہوتا ہے
خیر سے آپ کا اب یان بھی گذر ہوتا ہے

کل تو تاج شہر تیرے گزری وہ پری آئے حسن ہی کس کا یارب جس طرح جان تن عاشق سے نکل جاتی ہے تم نہیں جانتے ہو یاں چھوڑ کے رہا مجھ کو شب کو رہتا ہوں فلک حال پہ میرے شبنم شمع سان سوزنے کی ریشہ دوانی دل میں وقت نظارہ نہیں حسن تو اسے پر دہشتیں ہائے اس دل کی جگہ پارہ آہن نہ ہوا ہر جو قسمت تو مرے سر سے گز جائیگا	آج پھر شام سے کچھ دور دگر ہوتا ہے کہ اسے دیکھ کے حیران لبشر ہوتا ہے پارہ یوں دل کے ترا تیر نظر ہوتا ہے آج رخصت مرے نالوں سے اثر ہوتا ہے صبح کو چاک گریبان سحر ہوتا ہے وہن خشک مرا اشکوں سے تر ہوتا ہے غل یہ کیوں روز پس روزن در ہوتا ہے ان بتوں کا بھی تو تیر کا جگر ہوتا ہے آب خنجر جو ترے تابہ کمر ہوتا ہے
---	--

میں چلا کیا کہ مرے ساتھ بعد رنج سخن
یاس و حسرت کا بھی دینا سے سفر ہوتا ہے

میرا وجہ حسیں اسکا چہرہ پر نور ہے چارہ گرس ہو علاج عشق کیا مقدور ہے یہ گزیاں شگل دامن بے مغرور ہے آشنائے رمزد لبر ایک بھی انہیں نہیں نخن آترب جو سمجھتے ہیں وہ ہیں اس سے قریب دیکھیے عاشق کو اپنے کیا وہ دیتے ہیں جواب	کہہ طعن کہ رشک شعاع ہو رہے اسکی وقت میں ہر اک دامن کس ناسور ہے ای جنون پھاڑے اسے تو تیرا کیا مقدور ہے قیس دیوانہ ہوا ہے کو کھن مزدور ہے پاس جو اسکو نہ سمجھے وہ اسی سے دور ہے وعدہ فردا کا اُسے آج پھر مذکور ہے
---	--

ہم تو مرتے ہیں تو سے دیدار کی امید پر
خون رواتی ہے یا چشم سیگون اندون
پہلے دلواد و خدا سے رتبہ پیغمبری
جیتے جی سب کچھ ہے مرنے پر نہیں کچھ اختیار
جان دیتے تھے جو کل تیغ برتسم پر تھے
آج گریان اُنہ چشم جو ہر سا طور ہے

کون کتا ہے خراب آباد اسکو ای سخن
صبرت و ارمان سے اپنا ملک مل جھوڑ ہے

ہاے تدبیر چلی کچھ بھی نہ غمخواروں کی
ایک معشوق ہو خواہاں تو کون قیامت ل
ای پر جی رو ترے وحشی کے ٹہر جانے کو
ابرو یار کا ہست ہے تصور ہر دم
ترا نبی ار محبت نہ بچکا ہرگز
اہل غفلت جو ہیں عالم میں وہ ہیں شیریں کام
غم نہیں گردش افلاک سے مرے جانے کا
مثل گل یون تری نوبت میں نہ کھلا جاتے
مفت میں جان کی عشق کے پیاروں کی
وہم تو گھر آگیا کثرت سے خریداروں کی
کچھ بلندی ہے یہ زندان کی بھی دیواروں کی
زیست ہوتی ہے بسر حائون میں تلواروں کی
آرزو خاک میں بجا یگی غمخواروں کی
زندگی تلخ ہے دینا میں تو ہشیاروں کی
بات رہ جائے اگر تیرے وفاداروں کی
ہم بلا میں جو نہ لیتے تھے رخساروں کی

گرم صحبت میں سخن بزم میں اُنکی دشمن
کون سنا ہے وہاں سے دل نگاروں کی

<p>آگتی کام طبیعت کی روانی میری ہاے افسوس گئی مفت جو انی میری سن لو اک روز ذرا مجھے کہانی میری آپ کے پاس نہ تھی کوئی نشانی میری یوں ہی تھی بحر میں خونابہ فشانی میری رہتی ہی شعلہ صفت ریشہ روانی میری بات اتنی سی کرتے نہ مانی میری لیجئے مانگتے تھے آپ نشانی میری</p>	<p>شعر جہتہ سنے اُننے زبانی میری مٹ گیا اُننے گرفت در نہ جانی میری داستان لیلی و مجنون کی عبت سنتے ہو دل آشفہ لیا سیر اچلو خوب ہوا جیسی برسات میں پڑتی ہوئی دیکھی ہو چوٹا نالہ گرم سے دل اُنکا ہلا دیتا ہوں رشک دشمن بھی سے میں نے تمہاری خاطر رانغ دیکر مجھے چٹکوں کے ستگر بولا</p>
---	---

سے جادو وہ کیا چشم خنک سے سخن
 ملکی خاک میں سب سحر بیانی میری

<p>کہ ہوں میں تو او لا و مودود چشتی مکان ہو کوئی ہو گلی یا کہ ششتی کہ دو رخ میں ہم جا میں یا ہوں ششتی نکرنا صحتا مجھے اس درجہ ششتی نشانہ اُنپہ کیجیے جو اہر کی ششتی کہ آخردل دوستان ہم بر ششتی</p>	<p>نہ ڈوبے مری بحر عصیان میں ششتی بسر سے غرض ہو جہان میں ہمیں تو رضا ہو جو اسکی ہمیں ہو برابر نہ مائوز گامیں ایک ہی بات تیری وہ زندان و لبہن تمہارے پری رو چنان وادہ سوز اسے جان بد ششتی</p>
---	---

بہ بند اسے سخن فارسی قافیہ ہرسم

ہندی زبان چون غزل را بشتی

مُحْشَات

خمسہ بر غزل اوستادی جناب نواب نجم الدولہ و سر الملک
نواب اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ غالب تخلص مرحوم

ہماری استراحت اور سخن اب عار بستر ہے	اسی باعث سے فرقت میں مجھے انکار بستر ہے
ابھی لیٹا ہوں میں دیکھو یہ حال زار بستر ہے	پیش سے میری وقت کشش ہر تار بستر ہے

مرا سر سنج بالین ہر مرا تن بار بستر ہے	
نہ تھی امید یہ تیسے کہ پاس آکر مرے چھو	ہمارا جذب دل ای یار لا یا کھنچ کر نکو
بڑھے تقدیر ہمار محبت حال تم بوجھو	خوشا اقبال رنجوری عبادت کو تم آئے ہو

فروغ شمع بالین طالع بیدار بستر ہے	
بیان کیا کیے کیفیت ایام تنہائی	کہ شب ہو یا سحر ہر وقت ہی ہنگام تنہائی
سحر کو ہر جو طوفان بلا آلام تنہائی	بہ طوفان گاہ جوش اضطراب شام تنہائی

شعاع آفتاب صبح محشر تار بستر ہے	
کیا جب سے نہ دیکھی شکل پھر اُس یار خوہن کی	نہ نکلی آرزو اپنے دل شیدا و غمگین کی
گر! اینہما تک تو کچھ صورت ہو تسکین کی	ابھی آتی ہو بوالین سے سسکی لاف شکین کی

ہماری دید کو خواب زلیخا عار بستر ہے	
و فوضعت اب عشق میں یہ حالت تن ہے	اکہ اٹھ کر جس جگہ بیٹھے وہی گویا کہ مسکن ہے

ہر دم ہیں ہمارے انکا بھی اب تک لٹکے ہیں ہر
سرشک سب صبح ادا دے نور العین دامن ہر

دل بیدست و پا افتادہ بزخوردار بستر ہر

نہ پوچھو حال میرا عشق کے آزار میں غالب
تڑپتا ہوں اکیلا فرقتِ دلدار میں غالب
تلق ہوتا ہوں دل پر درد کے اظہار میں غالب
کہوں کیا دل کی کیا حالت ہے ہجر پار میں غالب

کہ بتیابی سے ہر اک تار بستر خار بستر ہر

ایضاً

آپ وہ شرمائے ہم شرمائیں کیا
ایسے دم میں انکے ہم آجائیں کیا
اس ستم سے دوستو گھبرائیں کیا
جو رستے باز آئے پر باز آئیں کیا

کہتے ہیں ہم تجھ کو سنہ و کھلائیں کیا

سرد بان تم ہو گے یا نامہربان
کس لیے ہونہر کو فکر اتی جان جان
آؤ گے یا ہسکو بلو اؤ گے وان
رات دن گردش ہیں ہیں ہفت آسمان

ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرا ئیں کیا

کہتے ہو کس سنہ سے تم یاں روز آؤ
تم بگڑ جاؤ تو ہو یہ بھی بناؤ
تسکو کچھ ہمسے تعلق ہو بتاؤ
لاگ ہو تو اُسکو ہم سمجھیں لگاؤ

جب نہ کچھ بھی تو دھوکا کھائیں کیا

شک سے اب کوئی مر ہی کیون بن جائے
آئے آفت اور سر ہی کیون نہ جلے
جان جائے بال و زہر ہی کیون بن جائے
سوج خون سر سے گذر ہی کیون بن جائے

استان یار سے اٹھ جائیں کیا

ہیں سخن وہ بھی جان میں ایک شہ
شاعری کا جو نہ سمجھیں دہی و دی
جو سریر کلک کو کہتے ہیں کہ
پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے

کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلا میں کیا

ایضاً

وصل ہے ہجر میں واصل بخدا ہو جانا
عید عاشق کو ہے دلبر پہ فدا ہو جانا
فرگ ہے دوام محبت سے رہا ہو جانا
عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا

درو کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

کل تجھے وصل پہ آمادہ کیا اے خوش قد
شکوہ غیر کروں کیا مری تقدیر تھی بد
اٹھ گیا پاس سے تو سکے عدد کی آمد
تجھے قسمت میں مری صورتِ فضل بجا

تھا لکھا بات کہ بنتے ہی جدا ہو جانا

عیش میرا ہے تپِ نعم سے ہونا اچھا
نصل گل ہے مرے ہر داغ کا ہو جانا ہرا
بخت دلِ نقل ہے اور خون جگر ہے صہبا
ہے مجھے ابر بہاری کا برس کر گھٹنا

روتے روتے نعمِ فرقت میں فنا ہو جانا

صاف ہو قلب تو ہو جا جان میں اکمل
غور کرو دل میں ذرا قدرتِ خلاق ازل
باغِ فردوس نظر آتے تجھے ہر جنگل
تاکہ تجھ پر کھلے اعجازِ ہوا سے صیقل

اویکے برسات میں سبز آئینہ کا ہو جانا

رازِ الفت نہ چھپا ہو گئے آخر ہر نام	سو چنا تھا ہمیں آغاز سے پہلے انجام
یاس دیکھو کہ کہے غیر سے اپنے آلام	دل ہوا کشمکش چارہ رحمت میں تمام
ہست گیا کہنے میں اس عقدہ کا دوا ہو جانا	
دیکھ تو زمرہ پر دازی مرغانِ نفس	شوق میں تیرے نہیں جنکو سیرِ نیم نفس
بحثِ فیائدہ اتنا تو بتا دے مجھے بس	گر نہیں نجات گل کو ترے کوچے کی ہوس
کیون ہو کر ورہ چولان حبس ہو جانا	
مغتنم جانتے تھے اسکو ہم اسی غیر سے ماہ	ہم یہ ہوتے تھے ستم گرچہ تھے ناکردہ گناہ
لطفت کیسا نہیں پہلی سی بھی وہ گرم نگاہ	اب جلتے ہی ہیں محسوس ہم اللہ اللہ
ہست و شمس اربابِ وسوسا ہو جانا	
لوگ کہتے تھے کہ ہو جاتا ہی پانی بھی ہوا	ہم یہ کہتے تھے کہ ممکن نہیں ہونا ایسا
تیری وقت میں مگر یا ر یہ احوال کھلا	ضعف سے گریہ مبدل بدم سر دہوا
باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہو جانا	
دل میں ہر یاد تری اسے سراجِ اقبال	ہو فراموش جو یک لحظہ تو ہو در و کمال
بھولیے کیا کہ ہوا بھولنا اب اسکا محال	دل سے مٹا تری انگشتِ حنائی کا خیال
ہو گیا گوشت سے ناخن کا جسد ہو جانا	
دل ہو مشتاق جمالِ رخِ زیبا غالب	چہیں بے دیکھے سخن کو نہیں آتا غالب
کیا کہیں کیا ہے سبب سیرِ چین کا غالب	بختے ہے جلوہ گلِ ذوقِ تماشا غالب

چشم کو چاہیے ہر رنگ میں واہو جانا

خمسہ بر غزل حسن پیراے گلزار معانی عندلیب شاخساز نکتہ دانی
جہاں حکیم محمد مومن خان صاحب مرحوم مومن تخلص

شعلہ زن دان بھی جو دغ دل سوزان ہوئے
جل کے شمشاد ارم سرو چراغان ہوئے
سوزش دل کو ملک و یکہ کے حیران ہوئے
دفن جب خاک میں ہم سوختہ سامان ہوئے

فلس ماہی کے گل شمع شبستان ہوئے

مرحبا تیرے سبب لوٹے ہیں حسرت کے مڑے
کون ہر نامے جو پوچھ گیا مرے بعد تجھے
ساتھ تو نے دیا جب تک کہ رہے ہم جیتے
تو کہاں جائیگی کچھ اپنا ٹھکانا کرے

استوکل خواب عدم میں شب حیران ہوئے

گر بھر پھر کے جو تو یار پہ ہوتی ہر فدا
بے ادب حد سے زیادہ نہیں بڑھنا چھتا
رشت ہوتا ہے مجھے دیکھ کے کیسا کیسا
ہم نکالینگے سن اسی موج ہو اہل تیرا

اسکی زلفوں کے اگر بال پریشان ہوئے

کیس سج جو ر پڑ لذت و شام سہون
ہائے کیونکر نہ انھیں مانع خود بینی ہوں
تا کجا ویدہ و دانستہ جفا بین جھیلوں
تاب نظارہ نہیں آئندہ کیا دیکھنے دون

اور بجا نینگے تصویر یو حیران ہوئے

انکی تقدیر میں ہر عشق جنون زا کہ نہیں
وہ بھی ہو جائینگے ناچار کبھی یا کہ نہیں
آنکھ بھی ہو گا مری طرح سے سو دا کہ نہیں
صبر یار ب مری دشت کا پڑیکا کہ نہیں

چارہ فرما بھی کبھی قیدی زندان ہونگے	
چارہ گر کوئی ہو ہرگز نہ بلا نینگے کبھی منت حضرت عیسیٰ نہ اٹھا نینگے کبھی	موت سے عشق میں ہم منہ نہ چھپا نینگے کبھی خضر کیا دام میں اُنکے جو ہم آئینگے کبھی
زندگی کے یہ شرمندہ احسان ہونگے	
حسرتیں مائے مکر دل کی مرے ولیدین ہیں کر کے زخمی مجھے نادوم ہوں یہ ممکن ہی نہیں	ریخ برواشت کیے اور جھائیں چیلین دم نکل جائے تو شرمندہ وہ شاید ہوں کہیں
گر وہ ہونگے بھی توبے وقت پشیمان ہونگے	
تا بہ کڑ کوئی سے یار ترے ظلم و ستم ناصحا دل میں تو اتنا تو سمجھ اپنے کہ ہم	پند بیجا سے ترے اب تو ہوا دل برہم مغز کھاتا ہو عیث کر کے نصیحت ہر دم
لاکھ نادان ہو کے کیا تجھ سے بھی نادان ہونگے	
بدگمان جس پہ تو یار وں کا دہ فقرا ہو ترے دل تفتہ کی تربت پہ عدو چھوٹا ہو	پھول لانے کا حسینوں کے تجھے دھوکا ہو جیف بے دیکھے اگر تجھ کو یقین ہوتا ہو
گل نہونگے شہر آتش سوزان ہونگے	
ناز و انداز غضب ہیں پُر دہائے حزمین چاک پرے سے یہ غمزمین تو ای پر دہ نشین	شوخیوں سے پس چلوں بھی مجھے چین نہیں لب گزان کا ہنسم سے کبھی چین بہ چین
ایک میں کیا کہ بھی چاک گریبان ہونگے	
دفن کرنے کو جو آئے ہو تو ٹھہرا اس جا	ای مرے حسرت و ارمان و تمنا و وفا

سوزِ پنهان سے ابھی دیکھو تماشا ہو گا	داغِ دل نکلیں گے تربت سے مری جون لالا
یہ وہ انکار نہیں جو خاک میں پنهان ہو گئے	
ہوش اڑ جائیگی جبوقت خبر دی ہو گی	چارہ گر خوف سے رخ پرتے ندروی ہو گی
بیٹری دم بھر میں جدا پاؤں سے کر دی ہو گی	پھر بہار آئی وہی دشت نور دی ہو گی
پھر وہی ہم وہی صحرا و بیابان ہو گئے	
راہ پر آئین سخن یہ تو نہیں ہر ممکن	ہر عجب اہل کدورت کا صفاے باطن
کنے سُفنے سے ہوں شاید متوجہ لیکن	عمر ساری تو کئی عشق بتان میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک سلمان ہو گئے	
خمسہ بر غزل جناب شیخ محمد ابراہیم ذوق مرحوم	
مرغِ قفس ہوں باغ سے دور اور شکستہ پر	طائر ہوں کوہِ داغ سے دور اور شکستہ پر
کیا ہوں جو ہوں فراغ سے دور اور شکستہ پر	بلبل ہوں صحنِ باغ سے دور اور شکستہ پر
پر وانه ہوں چراغ سے دور اور شکستہ پر	
دلت سے کر رہا ہوں جو میں راہِ عشقِ طر	لاغر ہوا ہوں ایسا کہ ہر جسم مثلِ ذر
یچو دہیشہ رہتا ہوں ساقی بغیرِ مر	کیا ڈھونڈھے دشتِ گم شدگی میں مجھے کہ ہر
عنقا مرے سراغ سے دور اور شکستہ پر	
ہوں منتظر تو آنکھ ہر دم سے لڑی ہوئی	ہجران کی تیری چانس ہر دلیں ٹی ہوئی
آیا نہ تو آج مصیبت بڑی ہوئی	ساقی بطرِ شراب ہر تجھ بن پڑی ہوئی

خونم سے الگ ایام سے دور اور شکستہ پر

صدے اٹھائے عشق بنان میں جو بیشتر
گھٹن ہو گئے ہیں کام میں اپنے دل و جگر
رکھتا ہوں اپنے جذبہ دل میں وہ اثر
خود اڑکے پونچے نامہ جو ہو مرغ نامہ بر

اس شوخ خوش دماغ سے دور اور شکستہ پر

عظمت میں دماغ دل تھا ہمارا بھی بے نظیر
مہو ہوں فرط ضعف سے اب ہر دم اخیر
کس طرح ہے اس کا نہ اندوہ ہو کثیر
کر تا ہر دل کا قصد کمان و اتیرا تیر

پر ہر نشان دماغ سے دور اور شکستہ پر

حیاء و درمیں ہر کہ بجائے کچھ سراغ
تدبیر جان بری کا سخن کس کو اب دماغ
کس کس سے جان بچائے کہانتک وہ کھا دغا
ای ذوق میرے طائر و لکڑی کمان فراغ

کوسوں ہر وہ فراغ سے دور اور شکستہ پر

خمسہ بغزل سرآمد شعراے لکھنؤ جناب خواجہ محمد وزیر صاحب
وزیر

ہو گئے عشق کے اعجاز نمایان سپر
دماغ سودا سے ہوا نیر رخشان سپر
شک فرسودہ سمجھ کر دیا بان سپر
تیغ رکھ دی مرے قاتل نے جو غریبان سپر

جو ہر دن کے ہوے پیدا چستان سپر

وحشیوں میں مجھے سب کہتے ہیں فی علم و نہر
ای جنون کام ہی آئی مری جشت آخر
حضرت عشق کی ہر یہ بھی کرامت ظاہر
ناوک غم سے ہر غریبان مرا کا سہ سر

چھان ڈالون جو پڑے گردیاں سر پہ

کیا ہوئی آپ کی پہلی وہی آبی ٹوپی
کہیں ایسا نہ لائے یہ خرابی ٹوپی
سرخ پہنو نہ مری جان شہابی ٹوپی
بلخ کو جاتے ہو پہنے ہو گلانی ٹوپی

بلبل بے ادب آ بیٹھے نہ ایجاں سر پہ

مضطرب فکر مانی مین ہین برسوں ہزار
کھولے باب نفس اب تو نہ پہنچا آزار
پر کہاں یہ کہ جو کھولیں ترے آگے منقار
آئینکے وقت خزان چھوڑے آئی ہر بار

لے لے لے صیا و قسم رکھ کے گلستان سر پہ

دھیان کر ہی دیا پیر ہن اپنا پہننے
بار ما دیکھا یہ دشت مین تماشا پہننے
ویشیوں کو جو دیا خست زیا پہننے
دامن دشت مین جب پھاڑے چنکا پہننے

پوچھ کر قیس نے رکھا وہ گریبان سر پہ

ہم بھی تاثیر دے سحری دیکھینگے
جس طرح ہو گا تری جلوہ گری دیکھینگے
عرصہ حشر مین یہ گدڑی دیکھینگے
سر جھکا کر تجھے اور شک پری دیکھینگے

حشر کو ہوونگے جب دیدہ انسان سر پہ

سیر کیا خوب ہوئی واہ نہ آیا پھر کر
منع کرتے تھے اسے آہ نہ آیا پھر کر
کیا ہوا اسے ہرے اللہ نہ آیا پھر کر
جا کے دل بھول گیا راہ نہ آیا پھر کر

کوچہ زلف ہر یا بھول ٹیلیاں سر پہ

نا تو ان ہون مجھے کس بات پہ ہو جا عروہ
لیکن اتنا بھی سمجھ مجھ کو نہ تو بے مقدر و

خدا پہ آجاؤن تو دکھاؤن تجھے قوت وزور
جس طرح ٹوکری مٹی کی اٹھائے مزدور

ای جنوں یونہیں اٹھاؤن مین سیاہان سپر
نہیں

زلف جانان کے تصویر میں عجب ہوتا شیر
پڑ گئی پانوں مین بس سیکڑوں مین کی زنجیر

مجرم عشق کی ہوتی ہر سخن یوں نمند
یاد ابرو مین ہوا سہ بکریاں اسیر

آگیا کھینچ کے تلوار گریبان سر پہ
نہیں

خمس ہر غزل جناب میر وزیر علی صاحب صبا مرحوم
نہیں

قمر یوں سے ہوشنائے قد و زبان ہو جا
سرو جگر لب جو سرو چہ راغان ہو جا

رنگ اور گل کا بستی چمنستان ہو جا
کچھ عنادل سے جو وصف عشق جانان ہو جا

اکھیت سر سون کا بنے زر و گلستان ہو جا
نہیں

غرق اک پل مین جہان دیدہ گریان ہو جا
ایک آنسو جو گرے فوج کا طوفان ہو جا

نیست تا بود یہ سب عالم امکان ہو جا
ہجر مین صورت چٹکے حشر کا سامان ہو جا

اکل جو ہونا ہر وہ آج اور دل نالان ہو جا
نہیں

تجھ پہ زہرہ جبین لوٹ ہر ساری محفل
سب مین جاننا ترے تیر نگہ کے گھائل

ایک ٹھوکر سے تو عشاق ہوتے مین لعل
رقص مین ہاتھ نہ اسطرح نکال اور قاتل

بزم عشرت نہ کہیں کنج شہیدان ہو جا
نہیں

بندہ پر ورجو اجازت ہو تو کچھ عرض کروں
نازیبجانہ اٹھاؤنگا مین کو عاشق ہوں

بان مگر ایک طرح حکم اگر ہو تو کہوں
وصل منظور کرو خطِ غلامی لکھ دوں

عہد ہو جاے مرے آپ کے پیمان ہو جاے

خواہش اس ماہ کو ہو دے کبھی صبا کی
پیر گردن مگر نگ شفق لائے ابھی
اس قدر سب کو ہر منظور نظر اس کی خوشی
کھائے وہ ساتی موش جو کباب ماہی

حوت گردن تپش مہر سے بریان ہو جاے

سرکشی خاک بھی دنیا میں نہیں ہر زیبا
آہِ مظلوم سے انسان کو بچتا ہر جلا
دیکھ لو گور غریبان کی طرف چل کے ذرا
بادشاہوں کی لب گور سے آتی ہر صدا

سور کو بھی نہ ستائے جو سلیمان ہو جاے

شیل بولکشن سستی سے سخن ہم جو چلین
لوگ دنیا میں پس از مرگ بہت یاد کریں
رنگِ آلاش دنیا سے ہر کیا خوف ہمیں
اے صبا ہوں وہ سبکار جو اعمال تلین

سبک سے سبک پلہ سیڑیاں ہو جاے

خمسہ بر غزل جناب قبلہ من جناب سید نجف علی صاحب نذر تخلص

فرقت میں ہوں اب تک تو کیجے کو سنبھالے
تیرے وہ ستم ہیں جو کبھی دیکھے نہ بھالے
اب ہر خدا پاس مجھے اپنے بلا لے
کرفد رمی جگر گلے اپنے لگا لے

ڈھونڈے نہیں ملتے ہیں صنم چاہنے والے

رہنے کا یہاں پہلے تو اقرار ہوا تھا
کیا بات ہوئی پھر جو خفا ہو گئے ایسا
تقدیر الہی میں بھلا دخل ہر کس کا
تم جاتے ہو اب روٹھ کے مجھ سے بہت چٹا

یہ تو کو دل سیر کیا کس کے حوالے

کیوں دیر سے زانو پہ برابر ہیں رکھے سر	کسکا ہی خیال آپ کو آج ایمرے دلبر
رنجش کا سبب آپ کی نکلتا نہیں ہم	کیا بات ہے جو خاطر اس ہر کدھر
	
شیشون کی جگہ شیشے ہیں اور خم کی جگہ خم	اس بزم میں ہر آج عجب لطف ترنم
کیا میرے ہوا اور کوئی ہر کہ مجھے تم	سب کچھ سہی پر عقل اسی بات میں ہر گم
	
ای نبضِ رگِ جان میں ابھی سُست نہ چلنا	ای قلب ابھی سخت جگر کو نہ اگلنا
ای روح مرے جسم سے ہرگز نہ ٹھلنا	ای شیل رخِ زرد پہ عاشق کے نہ ڈھلنا
	
خاہر کی محبت کا میں قائل ہی نہیں ہوں	گولا کہ طرح سب مجھے سمجھائیں نہ سمجھوں
تم دل سے اگر دو مجھے بوسہ تو میں لے لوں	سچ بات جو ہو صاف سے کیون میں کہہ دوں
	
جاہ و چشم و نام و نشان عیش و تکل	کہو و لعب و لطافت و مدارات و تو غسل
ہوش و خرد و تاب و توانِ صبر و تحمل	دین و دل و تسلیم و رضا خیر و تو کل
	
اسپر بھی جو تو عقدہ پیے جائے تو خیر اب	اسپر بھی جو تو اپنی لیے جائے تو خیر اب
اسپر بھی جو تو ظلم کیے جائے تو خیر اب	اسپر بھی جو تو سنج دیے جائے تو خیر اب

اک جان ہر باقی اُسے تو لے کہ خدا لے

کیا لطف کیا اپنے گرفتار پہ تنے
کیا رحم کیا اُس کے مزاوار پہ تنے
ڈالی ہر نظر کیا سخن زار پہ تنے
کیا سحر کیا نذر دل افکار پہ تنے

دیوانہ سمجھتے ہیں انھیں دیکھنے والے

مسدس مطلع جناب شیخ محمد ابراہیم فوق مرحوم

علی جناب رسول خدا کا ہر دلدار
علی کے نام سے پیدا ہر صولت جبار
علی کی تیغ کہ تھی جسکی ضرب کوہ و قار
جو آیا پیش زبردست ہو گیانی النار

علی سے کیونکہ هنوز یرش کفار
علی ہر شکل علی اور علی ہر حرف جبار

وہ ذو الفقار کہ تھی برق خرمین اعدا
جدھر خپک گئی عالم ہوا تہ و بالا
آٹ گئیں جو صفین کی صفین میان و غا
تو چرخ کانپ گیا دی سروش نے یہ غا

علی سے کیونکہ هنوز یرش کفار
علی ہر شکل علی اور علی ہر حرف جبار

اٹھایا جوید اللہ نے در خیبر
زمین دہل گئی افلاک کھا گئے چکر
بلند جب ہوا میدان میں نعرہ صفد
تو بولے سید عالم جناب سنجیب

علی سے کیونکہ هنوز یرش کفار
علی ہر شکل علی اور علی ہر حرف جبار

علی کا اسم گرامی ہر دفع صائب
علی کا نام ہر جان مومنوں کا دل غالب
جو عاجز آیا سخن کوئی فتح کا طالب
کہا جو یا اسد اللہ ہو گیا غالب



علی سے کیونکہ ہر زیر شکفتار
علی ہر شکل علی اور علی ہر حرف جار



قطعہ پنجہ مت جناب حکیم عبدالسلام صاحب



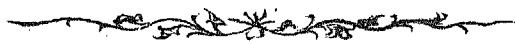
ہر آج تو دماغ مرا عرش پر سخن
لیکھوں میں وصف خامہ معجز نگار کیا
نامہ کہوں کہ نافہ مشک حلقن کہوں
بین السطور یا کہ بیاض رخ پر ہی
مضمون وہ جس سے روح کو غمگین کی تباہ
وہ نظم و نثریہ دل آرا کہ جس سے ہو
وہ نثر جان فزا و فرح بخش دل پسند
اے بوعلی وقت و ارسطوے روزگار
وہ ترہات ہیں مرے خط کے جواب میں
شاعر ہوں پر گزاف نہیں ہر میرا شعار
کیا آپ میں نہیں ہر ذرا رنگ و بوے خلق
نام خدا ہیں علم میں اکمل عمل میں فرو
آیا ہر مجھ کو نامہ مخدوم و دنو از
مجھ کو تو علم و فن میں نہیں کچھ بھی اختیار
سطرین کہوں کہ یار کی زلفین کہوں راز
نقطے ہیں یا کہ خال رخ یار محو ناز
الفاظ جسے غنچہ خاطر کو استہوار
عرفی و آملی کی طبیعت کو سوگد از
جس پر نثار عقد ثریا یا بصد نثار
کیون آپ کو پسند نہیں ہر مرانیاز
جسے ٹپک رہا ہو کہ کراختفا سے راز
کیون بکھر کر وں شمار نہ اخلاق جان نواز
کیا آپ کو نہیں ہر محبت کا برگ و ساز
ہیں قدر میں بلند تو رہتے ہیں سرفراز

سو گند اور گواہ کی حاجت نہیں ہر کچھ
 یان شہد ناب لطف و محبت کا ہر مزا
 بیصرفہ ناطقہ نہیں مصروف داستان
 کیونکر نہ کحل چشم بناؤں وہ خاک و
 یونان عقل آپ کا صحن مکان ہر
 مخرج آب آب خجالت سے ہوا بھی
 خس جاے دندہ کیجے تو وہ بھی ہو کارگر
 خلقت بھی اگر تپ مرق میں دیکھے
 کرتے ہیں کام وہ لب جان بخش شکرین
 بالفرض قاز ہوں بھی اطلے حافظین
 ابھجا کوئی عدو جو علی الرغم آپ سے
 آتش فشان نہ کیوں مرے اشعار ہوں کہ ہر
 بان مختصر سخن کہ طوالت بھی عیب ہر
 یارب جہان میں تار ہے خلق محمدی

ہوتا نہیں میں لاف کے میدان میں ہر تار
 صبر سقوطی سے ہمیشہ ہر جہاز
 ورنہ زبان نہیں قیام سے حدیث راز
 کرتی ہو جو کہ خاک شفا پر ہزار ناز
 وہم و خیال آپ کے آگے ہر ترک و تار
 سن پاتے قابضات کا گر آپ سے وہ راز
 اس شوق میں ہر نر گس بیمار نیم باز
 کافور کی طرح سے کرے چارہ حراز
 گلقد سے ہو جیسے طبیعت کو اہتر از
 لیکن کمان وہ قاز کمان آپ شاہ باز
 اسکو ہوا شنج اقدام سے گز از
 دل میں نہان حرارت عشق جگر گداز
 صرف دعا ہو کام و لب بمعجزہ طراز
 یارب جہان میں تار ہے قائم صف ناز

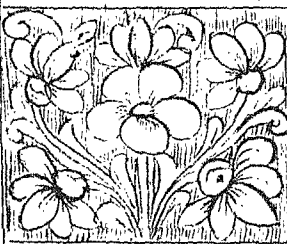


عبد السلام عیش و فراغت کے ساتھ ہوں
 عجیب از عیسوی سے مریضوں کے چارہ ساز



قطعات تالیخ موسوم بہ نوحہ زمر صغ دیوان نعت
حضرت خواجہ عالم علیہ السلام

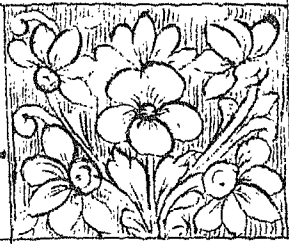
اے منظر ذات کبریائی	ہر ختم تجھی پہ درباری
تو نیر آسمان تقدیس	تو گو ہر رنج کج ادائی
محبوب خدا و جملہ عالم	یہ بات کسی نبی نے پائی
مبسوط ملک ہوے جو آدم	یہ تیری فقط تھی خود نشانی
اللہ کے تجھے محمد	پھر کس نے مجال وصف پائی
مین اور یہ خارزار ہجران	یہ راہ تو عشق نے بتائی
تو اور تبون سے تجکو نفرت	مجلو تو ادایہ دل سے بجائی
شاہون پہ ہو فخر مجکو ملجائے	کوچے کی ترے اگر گدائی
یہ بھی ہر خدا کی شان رحمت	بند سے ہونعت مضطغائی
اللہ اتنا نصیب شہرت	کیا دولت دین ہاتھ آئی
دیوان جو لکھا دکھایا اعجاز	کیا کیا صنعت نہیں دکھائی
ہر لفظ ہر تاجدار منی	ہر شعر میں ایک خوش ادائی

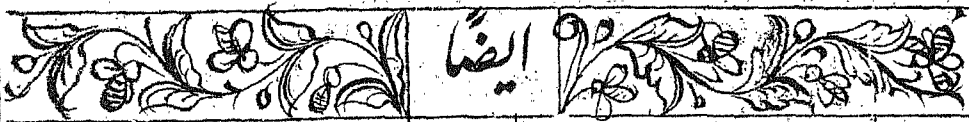


دیوان کی سخن لکھو یہ تالیخ

مضمون پند اور دلربائی

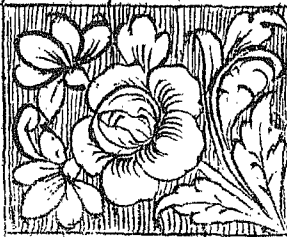
۱۲۹



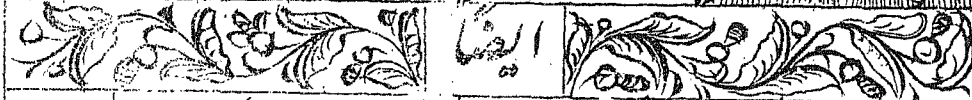


ایضاً

ہر لفظ میں نعت مصطفیٰ ہے	عجاز ہر شان کبریا ہے
دیوان ہے یہ شہرتِ حزن کا	جو عاشقِ روسِ مصطفیٰ ہے
ہمارے مجھے عشقِ مجتبیٰ نے	کشتہ ایسا کوئی ہوا ہے
اسے سرورِ ان گشتِ قدس	کو نین کا تو ہی بادشاہ ہے
نہ یہاں تھے سندِ نبوت	سب سے ترا متبہ سوا ہے
لائق تھے خاتمِ رسالت	ای جان کہ تو ختمِ انبیا ہے
ہر عشقِ بلاے جانِ عاشق	لیکن ترا عشقِ جانِ نضر ہے
تو بان ہے آگہ بین ہوں بیان	جب جان نہیں تو کیا مزا ہے
گون کی نہ کہنیکے تانہ سمجھو	ہو اہل غرض کہ باتِ رما ہے
مغموم و سرین نمودم مرگ	دیکھو تودہ کون دیکھتا ہے
تو میری تو تجھے لگے ہی ہے	منہ میرا یہ ماہ تک رما ہے
ماشاء اللہ نظمِ شہرت	کیا خوب ہے واہِ مر حبا ہے



بکھتا ہے سخن یہ سالِ بھری
لوگوں پر نظمِ بے بسا ہے



ایضاً

ایزادہ خشک تج کو کیا ہے	بے عشقِ نبی بھی کچھ ملا ہے
-------------------------	----------------------------

تسبیح وضو و طیف ہر دم	یون کہ تو کسے خدا ملا ہے
تو نے تو نماز وقت پڑھ لی	پر یہ تو سمجھ نہ سکا کیا ہے
نیت ہو خیال یا جانی	تکبیر میں نالوں کی صدا ہے
الحمد اداے شکر محبوب	سورۃ کا عجیب ماجرا ہے
ہر شام کو اُسکی زلف و اللیل	ہر صبح کو روئے و الضحیٰ ہے
دل جسکا نیاز سے بھرا ہو	پھر اُسکو نماز کا مزا ہے
عاشق کی منازا اور و طیفہ	اخلاص ہی وصف دلربا ہے
اللہ مجھے دے عشق اپنا	اور اُسکا جو تیرا دلربا ہے
وہ ختمِ رسل نبیِ برحق	جسمین تیری خواہر اور ادا ہے
وہ ماہِ جبین کہ وصف جسکا	مازا غبصر و ماٹھے ہے
شہرت کی غزل سرایوں پر	دل میرا بھی ہاے پس گیا ہے

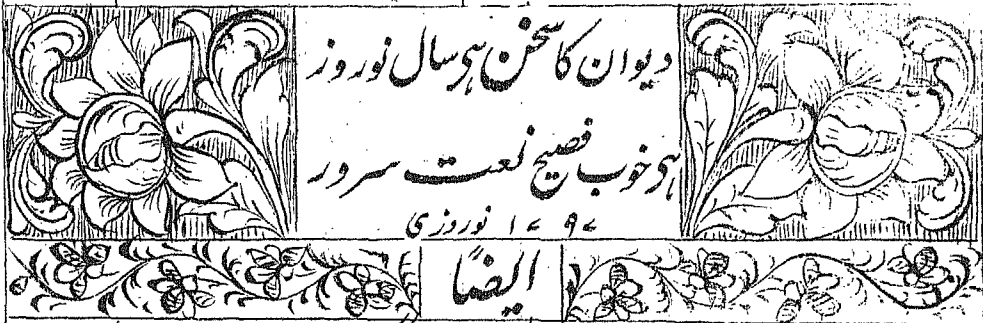
لکھتا ہوں سخن یہ سالِ فصل	کلمہ شہتِ مصطفیٰ ہے
۱۶	۱۷

ایضاً	۱۸
-------	----

اے صل علی بنی المہر	ایسا ہوا کونسا پیسہ
آمت نے دکھائے جسکی اعجاز	اصحاب کے ہاتھ میں ہو کوثر
جبریل رہے ہیں کسکے محکوم	معراج ہوتی کسے پیسہ

میں

کرسی سے بڑھایا اسکا پایہ	آیا زیر قدم جو نمبر
عالم ترے حسن کا ہوشیدا	سب ل سے فدا ہیں تیرے اوپر
والشمس جو رے با صفا ہر	واللیل ہیں گیسو منبر
رویا ترے عشق میں ستون تک	روین جو نہ ہم تو اس سے بدر
دیتے ترے ماتھے پر گو اہی	ادکاش کہ ہوتے ہم وہ شجر
ہیں بارے نبی رسول برحق	خورشید جو تو تو ہیں وہ اختر
وہ اپنی جگہ گئے سارے	ظاہر جو بہ اتومرستہ نور
شہرت بھی مری طرح ہو سبیل	مارا جو نگہ کا تو نے خنجر
ہو نالہ دل غزل نہیں ہو	ہر شعر جگہ پہ تیز شتر



پھر ہر سوز لعل عنبر افشان	آنے لگی جسم میں مری جان
پیشانی ناز میں کی ہو یاد	رخ ہو مرا مثل صبح خندان
ابر و کی صفت کی آرزو ہو	محراب نماز اہل عرفان
آنکھیں محو معرفت سے ہمار	کوثر کے مین جام ہرستان
رخسار کی ناز کی کو اس کے	پاتا نہیں گل نہ ماہ تابان

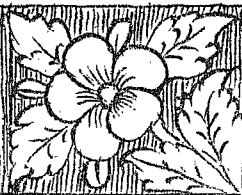
بہنی کو نہ کیے شعلہ طور	اللہ کی شان ہو نمایان
اعجاز وہ لب میں ہیں کہ جنکے	کھلنے کا سچ کو ہو ازمان
وہ ان شریف ہیں وہ گوہر	جو آب میں مہر سے بھی تابان
وہ قلب وہ سینہ مقدس	گنجینہ راز ما سے پنهان
وہ ہاتھ جنھوں نے بخشوایا	است کو بہ بارگاہ یزدان
وہ پائوں جنھوں نے لاتاری	دینا کو پرفقارے رحمان
اُس شمع کی یہ نعت و مقبت ہو	جسپر کہ نثار ہو مری جان

کچھ دستے سخن یہ عیسوی سال
بیشل و نظیر لکھت دیوان

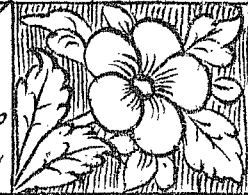
ایضاً

شاہوں کی تو ہوں زبان سے تعریف	دلبر کی مگر ہوں دل سے توصیف
ہر طرح مری تعلیوں پر	پہلے سے عروج میں ہو تضعیف
معراج رسول حق کا انکار	قرآن کی ہو آیتوں میں تحریف
تھی گرم وہ مسند مبارک	حضرت جو دہان سے لائے تشریف
کافر کو عجب بہت ہو اسکا	کرتا ہو وہ ذکر یوں بتوقیف
ہر خدق سما کی عقل منکر	مکن نہیں آسمان میں تجولیف
پوچھے کوئی اُس سے یہ کہ تو لے	کیون عقل کو دی ہو اتنی تکلیف

احسد سے احسد جدا کرے وہ	واحد کی بھی کر سکے چوتھیں
روز میلاد با سجاوت	سرو و رختا بوسب تکلیف
اس واسطے ایک بار اسکو	ہفتہ میں عذاب کی ہی تحفیت
ہر دل میں تو آرزو سے دیدار	پر ہی یہ خیال ہو تہ تکلیف
اتد ترے حبیب کے وصف	شہرت نے کیے ہیں خوب تالیف



لکھتا ہے سخن سکندری سال



شہرت کو خدا جزائے تصنیف



۱۸۵۴ سکندری

ایضاً



پھر چھڑ رہی ہو دلو حسرت	پھر عشق میں ہر جنون کی حالت
پھر قلب میں آچلی ہو طاقت	ہجران سے ہوا تھا ضعف لیکن
ہر خضر طریق جذب الفت	کچھ پختا ہے یہ دل سور مدین
معراج ہی ہو اگر زیارت	شیرب کی زمین آسمان ہی
وہ بارگہ بشہ رسالت	فردوس سے منزلت میں افزون
آیا جو زبان پہ نام حضرت	کاغذ نے پیا قلم کا بوس
باہر ہی خضر سے تیری رحمت	اتد بڑا کریم ہی تو
کر محکونی کی اپنی امت	بخشش تو تری بہانہ جو ہی
دکھلا دے جمال پاک حضرت	عاشق کو کبھی تو ہوسلی

ہو فضل ترا تو ہو و گر نہ	اپنی تو نہیں ہر ایسی قسمت
کیا خوب سخن کھے ہیں اشار	ہر طبع کی آپ کی یہ جودت
جیسا دیوان و سی تاسیخ	آتی ہر نظر خند کی قدرت

یہ بخت نصر کا ہر سخن سال	بے مثل و نظیر نظم شہرت
۳۲۱ بخت نصر	۳۲۲ ایضا

واعظ باتین ہی ہیں معیوب	سمجھانے پھر آپ آئے کیا خوب
تم جانتے کیا ہو ر مزعشتاق	تکو تو ہر وعظ و پند مرغوب
عاشق کا کلام اگر سمجھ لو	تو جانیں کہ آدمی ہو تم خوب
محبوب ہو کون کیسا عاشق	طالب تو وہی ہو جو ہر مطلوب
ابشاح تم اسکی بیٹھے لکھو	کرنے دو مجھے خیال محبوب
اے خاتم مرسلین محمد	محبوب جہان خدا کے مطلوب
وصلت نہ سہی خبر تو تیلے	ہجران نے کیا بہت ہو مغلوب
رحمت کا تری گناہ کیا ہو	طالع ہی کسی کے ہوں جو منکوب
پہونچا دے خدا جو مچلو شیرب	پلکوں سے دمان پہ دون میں جارتو
اے باد شہ مقام محمود	امت چو تجھے بہت ہو مرغوب
مچلو بھی بزمہ غلامان	رحمت سے تو اپنی کر لے محسوب

اللہ طفیل ذات احمد محشر میں نہ کیونچھ کو محبوب

دیوان کا سخن ہر سال خلت
مہر غوب از کی یہ نظم مہر غوب
۱۰۲۲-۱۰۲۳
ایضا

ہر فکر کا میری کچھ عجب طور
کیا طبع کی اپنی ہر سائی
تضمین مناقبِ بنی ہر
اُس شاہ کی نعتِ دل کو بھائی
وہ مہر کہ جبکی پر توبے سے
وہ ماہ کہ جسکے معجزے نے
وہ سرور و وہان کہ جسکا
وہ شرع محمدی کہ جسہیں
میں قوتِ دین سے مار رکھوں
احمد کی صفت میں عقل ہر گم
شہرت کے کلام میں مزاح
دیوان جو دکھایا دل سے بھایا

تاریخ سے ہو گیا یہ کچھ اور
بیشرب کو چلے گئے ز لاہور
تاریخ بھی ہر جو کیجئے غور
جسکا کہ سراسے تاسما دور
روشن گاوزمین سے تا نور
دو ٹکڑے کیا قس کو فی الفور
رکھیکا خدا ابد ملک دور
مطلق نہیں ظلم و بدعت و جور
کافر بن کر جو آئے لندھور
کیا سمجھے کوئی کہ بات ہر اور
ہر ڈھنگ نرالا اور عجیب طور
تاریخیں لکھیں یہ میں نے فی الفور

طوفان کی بھی ہر سخن یہ تاریخ

مضمون یہ غضب و ظلم ہو غور

قطعة تاسیخ ولادت مرزا محمد عسکری خلیفہ جناب عموی
مرزا محمد تقی صاحب

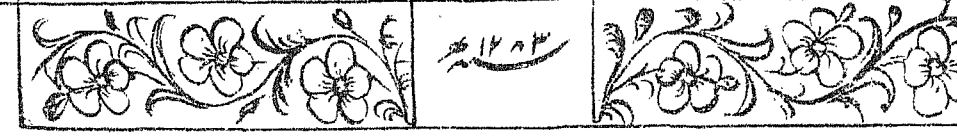
حضرت عمو بگرامی حسب
شکر خدا آنکہ بگوید بدل
آنکہ شدہ شاد و بہ لا تقنطوا
مژدہ بفرخ چو بجان دار رسید
وست بفرقان ز دم از ہر فال
فال زہے بود کو با غنہ
باعث نور بصری آن صبح
خامہ معجز قسم اس سخن
بندہ تو پیش پدر یاروف

یافت چو فرزند ز قرب صمد
نصبت کو نین بحق در رسد
پیش خدا بر ہمہ اعلا بود
مثل ہوا کے کہ ز گلشن رسد
ہست نظامش ز کلام حسد
یعنی بدینا و جہان بر خور و
فخر جہان با و برت صمد
صنع تاسیخ عیان مے کند
یکصد و سی سال بعثت نیر

سبکہ کہ از صنعت توشیح بر آید

تاریخ مشنوی بحر العشق مصنفہ مولوی اقبال علی صنا بکری

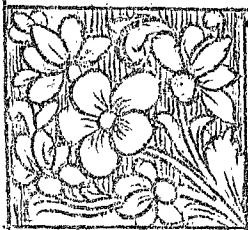
اِذَا قَالَ حَبِيبِي طَابَ قَلْبِي
فَقَدْ اَرَحْتُ مِنْ وَجْهِ الدُّعَاءِ
كِتَابًا طَيِّبًا فِي شَرْحِ رُؤْيَا
حَزَاةُ اللَّهِ فِي الدَّارِ الْبَيْتِ خَيْرًا



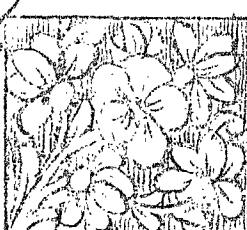
بجانب

تاریخ ترتیب باغ و مکان نشی گنجساری لال صاحب

باغ بنوایا ہمارے مہربان نے اسے سخن	اندون رہتا ہر خوش اجاب کا دل باغ میں
غور سے دیکھا تو یہ تھا انکی ہمت کا سبب	یوں دگر نہ صرف زر کرنا ہر شکل باغ میں
ہیں جو مائل ذی مروت صاحب طبع سلیم	سطح کاسب کو اب ہر لطف مائل باغ میں
اک زمانہ شیفہ اسکی روش پر ہو گیا	پچلا سوا سے دیوانوں کو بھی لال باغ میں
یہ اثر و ان کی ہوا میں ہو کہ اندر چو گیا	کھل گیا جاتے ہی اس کا غچہ دل باغ میں
از جنون بچا کہ مرے سر کی قسم کیا لطف ہو	کیا ہی دیتا ہر مزا شور و عدا دل باغ میں
تھیں گف ہر گایا باغ تو اس لطف کا	اور ہنگامہ بھی بنایا ہر محفل باغ میں
دوستوں کے واسطے اس کو کیا آ رہا ہے	لاؤں تو صرف تجھ میں ہو وہ منزل باغ میں
چن بے ہیں طاق پر شیشے شراب تاب کے	ساقیا اب ہو مبارک تجھ کو محفل باغ میں
بھونکے سے اس آتش دل خرم جان و د	ہو جو کوئی دشمن اس کا ہو وہ سب لال باغ میں
یہ کہی تاریخ میں نے نصرت تو شیخ میں	اس سے جو مضمون نکلے ہو وہ داخل باغ میں



تاریخ مکان میں اس سخن بولا سروش
 یہ ہنگامہ اس کو کیسے پیش منزل باغ میں



تاریخ تعمیر مسجد جناب موسیٰ خان صاحب مقام جموی ضلع بھاگلپور

بہت زنی خاک رخنہ ز الدین	بنائے بیت خدا کر د قبلہ دوران
نہر سال بنائیں سخن سروش گجفت	اس میں جو واقعات ہو وہ سے خان

رباعی

شکر یہ عنایت خاص حضرت جناب سید شاہ ارشد حسین صاحب
سجادہ نشین مونیہ

پانی ہو سخن وہ سخن نہیں ہو جو سام
انفت کا الفت ہمجت سے ملاؤ
ہیں سے کہ ہر اظہار غنایات تمام
ظاہر ہو گا اسی سے اُس پسند کا نام

ایضاً

حضرت نے جو پیچھے ہیں سخن خاص یہ آم
طوبی کے ہیں پل یا کہ ہیں جنت کے یہیب
کیا قزو کے قزوین میں ہو مصری کا قوام
یا غاص ہیں سہر کوثر کے یہ جام

ایضاً

بحری میں ہو کیا فہرہ مکر کا مزا
حیران ہوں کس زبان سے تعریف کروں
لذت میں سخن پایا انھیں سبب سوا
ان آموں کا شکر خاص ہو کیونکر ادا

شکر یہ خاص دوست دلی حبیب قلبی جناب سید شاہ محمد عزیز الدین صاحب
رئیس مونیہ

پیارا ہو مجھے عزیز ہو دل سے سوا
ہر شے سے بد سخن ہو لذت اُنکی
آئنے کی مجھے آموں کا تخت بچھا
ان آموں میں پاتا ہوں محبت کا مزا

قلم

وہ دن بھی کہتے تھے تھے ہم تپتے طرح
دن بھر ہنسا رہا کوئی بات ہی نہ تھی

یا بھگو تم تو بھول گئے اس طرح غمِ سنہ
گواہی کی تہ سے ملاقات ہی نہ تھی



نوباوہ اقبال و سعادت ہین ہایوں پیرایہ و اسوخت میں ہر زمزمہ سنجی	رونق نہو کیوں اُن سے گلستانِ سخن کو آباد کیا بلبلِ شیدا نے چمن کو
تاریخ تو دم بھر میں کہے دیتا ہوں لیکن کس ظالم مہرِ زلفِ کار سے بگڑی	کچھ حال دل زارِ سنا دیکھے سخن کو واسوخت یہ دی آپ کے کس رشک میں کو



دراز لہر چشایستہ آنم داوند از گل باغِ جنان بوے فنا نم داوند	من چہ گویم کہ چنین بود چنانم داوند خاطر اندر چہ آن سرور و آنم داوند
بیدار شکر کہ از عشق روا نم داوند سردہ بودم غمِ ہجر و لیکن بخیاں	نعتی بود کہ گفتن نتوانم داوند بوسہ لے لبِ جان بخش تو جانم داوند
حالِ پر سید مگر چہ گفتیم با دوست جنس دل را بصدِ اندازِ غمِ بار دند	تقل گویا لبِ نطق و بیانم داوند این نہ سودا است کہ بے سود و با غم داوند
جگرِ خوردم و بیوشش بیاوش گشتم تاجِ غلم و خرد و ہوش نہا دند	ہر چہ از دیدہ خونِ نابہ فنا نم داوند در بنانِ خامہ گنجینہ فنا نم داوند
پیشخانِ سوز و رون آہ دل و جانم خست لطف و در ستر غم عشق بتانِ غمیدند	تا تو رسو انشوی عشق نہا نم داوند ہم بہ بیتجانہ چو ناقوس فنا نم داوند

گل باین سن سرخسار نمایان کردند	دانع سوزان پے آرایش جانم دادند
حسن در روی خینان بہ نقابا فروزند	دل حیران و دہ چشم نگرا نم دادند

سختن اید و لیسجن زندہ جاوید شدیم	شده اسے شوق کہ از مرگ اما نم دادند
ایضا	

و شنام تلخ یار اگرے دہد مرا	از فرط ذوق لطف شکرے دہد مرا
صد گلشن خلیل قبربان لطف او	و انیکہ عشق تو بجگرے دہد مرا
دار و سس تلخ دافع امراض گفتہ اند	لیکن بعشق صبر نہ سہرے دہد مرا
آن ہم بدست یار ستکار میرود	در گنجفہ برقیب جو سرے دہد مرا
خواہم ز کبے دوست بجائے سفر کنم	این عسکرم خود نشان زبسترے دہد مرا
پایوس خود بغیر گو اراسے یار نیست	دشے براسے یو سہرگے دہد مرا
بنیم اے نگار کہ در باغ عشق تو	این خسل آرزو چہ شرے دہد مرا
در روز مای وصل ازان شوخ بچاب	انکار یوس لطف دگرے دہد مرا
موہوم بالقوت اعجاز لبثہ	بند قبسا نشان ز کھرے دہد مرا
این ہم پیر حین غنیمت ششزہ ام	گوناخو زش بخون جگرے دہد مرا

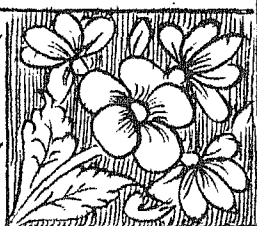
بینم کہ آن خدا سے جان آفرین سخن	تا چند بر رقیب نلفے دہد مرا
---------------------------------	-----------------------------

نغمہ سرائی غنڈ لیب قلم بہ یاد اجاب و یاران ہمد مہم مقام
ہزار سی باغ مع قطعہ تارنج طبع دیوان

<p>بے تے کیا جاؤں میں سیر کو اور گلبدن فرق نہ آئے کہیں دیکھ تری آن میں پھر گئی چشم صنم کہتے ہیں گردش اسے چہرہ انور پہ یون زلف نہ دیکھیے پیچ پڑے عشق میں ایسے کہ دم گھٹ گیا نرگس محمور ہو چشم توہین گوش گل تارِ نظیر سے یون مخ پہیں کے عیان عمر خضر پا گیا ڈوب گیا دل جووان سرجو کروں چیر میں نالہ آتش نشان رابطہ باریب ہو عاشق و معشوق میں بسکہ نگاہوں میں وہ غیرت خورشید ہو آہ رسا نے مرے اسمیں لگائے ستون خوش نہیں آتا مجھے اب کوئی زلیخا ادا</p>	<p>خوش نہیں آتی مجھے کچھ بھی ہمارے چمن وعدہ نکھو ونا او بت پیاں شکن تیری حقیقت ہو کیا گردش چرخ کہن دیکھیے لگ جائیگا چاند سے رخ میں کہن زلف صنم ہو گئی گردن جان کو رسن نغمہ ہو یا ہو دہن لب ہو کہ برگ سمن مہر درخشان پہ ہو نور کی جیسے کرن چشمہ آب بقا اُسکا ہو چاہِ ذوق آگ لگا دوں ابھی تا بہ سپر گسن دونوں ہیں وہ ایک جان گو میں بظاہر دو تن موبے مژدہ ہیں مرے نور کی جیسے کرن ور نہ ٹھہرتا کبھی خیمہ چرخ کہن بھا گیا دل کو مرے جب سے تر اسادہ پن</p>
---	--



عشق میں جب سے ہوے باد یہ پیا سخن
بھول کے آئی نہ پھر یاد دیار وطن



ہاں فلک کینہ و دشمن مہر و وفا
تفرقہ پردازیان تیری تو شوہرین
جمع اجباب تھا ایک کا تھا اک رفیق
مہر سار و قار سید و الابرار
سید و الا گھر مقتدر و آزر
مسٹر اسرار حق حافظ عبد الکریم
وارث علم بٹی تیز و فیسم و ذکی
لطفت و موالات میں خلق و مدار استین
یار تغافل شعار قاضی عطار حسین
جان و دل دوستان خان میر علی
مولوی شہری سے ہفت لکھ کا
اختر برج عطا قاضی رضا حسین
ہوگا کسی وقت میں کوئی بھی خواہ ملک
نوم کی تعلیم میں بدل کیا اس طرح
منبع صدق و صفا شاہ محمد عزیز
فرط لطافت سے ہر آنلی ادا خوشنما
اکھ میں دے دینے ہر ایک منتخب لاجواب

نیٹھے بٹھائے دیا کیوں مجھے سچ و سخن
نام ہر اس جو رکا گردش پسنج گھن
بزم ہر اک تھن کبھی رشک بہار چین
قاضی نصرت شعار مولوی نور الحسن
مثل برادر مجھے میرا امیر حسن
صاحب فہم و ذکا جلوہ دہ انجمن
اہل دل و مسمی مولوی نور الحسن
فردین بولا قحط درج میان زمین
بجول گیا کیا مجھے مائے دیہان شکن
مصدر خلق و ولای زب دہ انجمن
جسین تکلف نہیں کچھ بھی جلوہ فگن
گو ہر درج سخا زینت ملک و مدن
اب کوئی دکھلا تو دے ایسا محبوب طن
پاگے جس سے سبق سب امرا زمین
غازہ روئی و وفار و روح و روان سخن
بل بھی اگر ہر تو یوں زلف میں جیسے شکن
خضر کی دے زندگی اسکو حق و الممن

۱۲

۱۲

۱۲

کہتے ہیں سب نظم کیوں مرے یعقوب کو
 لے تا محمد یعقوب صاحب آئیں منیر ۱۱
 چودھری صاحب لقب یعنی محمد ظہور
 لے جناب چودھری محمد ظہور صاحب جلسہ طبع کیا دہنہ ۱۱
 ایک وہ ہیں جسے کچھ جلسہ اجاب تھا
 حادثہ اُنپر ہوا وہ کہ کسی پر نہو
 اُنکا مگر صبر بھی لائق تحسین ہے
 حافظ و پرہیزگار مخلص و ہر دل عزیز
 رونق باغ جہان روح تن دوستان
 باتیں جو ہیں دلربا شوخی و تہذیب سے
 دل سے سوا ہیں مجھے مولوی سخی عزیز
 لے جناب مولوی سخی صاحب کمال دربار اول طبع چہنہ ۱۲
 خلق و مودت میں ہیں جیسے عدیم المثال
 صنعت معکوس نے لطف دکھایا یاران
 یا بزرگت آب بھائی کا اپنے جواب
 دونوں عدیم الظہیر صالح و فخرندہ خو
 لے چہنہ ۱۱
 مخلص با اقیانوس دوستوں میں سرفراز
 لے چہنہ ۱۱
 سادہ و زینین ادا پا فرسخ نقا
 صاف دلی پر ریا شاہ خاٹ حسین
 لے جناب شاہ خاٹ حسین صاحب کمال دربار اول طبع چہنہ ۱۲
 جلسہ اجاب کے کہ ہیں پیارے کو

کیوں نہیں کہتے اسے منبع خلق حسن
 شمع شبستان دین مطہر خلق حسن
 وہ جو نہیں تو بھلا کس کو سرانجمن
 جس سے ہیں اجاب سب اُنکے اسیر محن
 واہ رے ضبط فغان واہ رے خلق حسن
 لے چہنہ ۱۱
 سید احمد لقب زینت ہر انجمن
 بلبل رنگین بیان طوطی شکر شکن
 لطف سے خالی نہیں کوئی بھی اُنکا سخن
 دوست پرستی میں جو مجھے زیادہ ہیں گن
 ویسے ہی وہ دل سے ہیں اپنے محبوب وطن
 لے چہنہ ۱۱
 رے کو اول تو تو ہوا یا ہر مرا ہے کشن
 لے چہنہ ۱۱
 راہی بہادر خطاب نام ہر را دھا کشن
 لے چہنہ ۱۱
 کیوں نہوں اُنکو میں زینت ہر انجمن
 جسے ہر محب کو نیاز جنکو ہر حب وطن
 شاعر زینت بیان رونق بزم سخن
 مخزن صدق و صفا مخلص یک رنگ من
 روح تن دوستان جان و دل انجمن

۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰



عشق میں کام آگئی اپنی بھی فکر رسا
نالہ دل میرے سب ہو گئے موزون سخن



قطعات تاریخ طبع و ترتیب دیوان

قطعه تاریخ طبع دیوان از طبع و قادیان مولوی محمد نور الحسن صاحب
بہادر منصف

کہ ہر شعرش چو سلک گوہر آمد
فردغان تر ز ہر خا و ر آمد
سطور شش موجب مائے کوثر آمد
حیرت صفحہ بہر بستر آمد
کہ شعرا و شعری برتر آمد
سخن راز ان فرغ دیگر آمد
بخوش اسلوبی لطیف آمد
فیضان را اگر فروتر آمد
چو طوبی بکے سایہ گستر آمد
از و کشت بلاغت اخضر آمد
کہ خوش عنوان و زیبای نظر آمد

تعالی اللہ عجائب انتخابے
جمال طالع حسن لفظ بشر
ہشت جاودان نومضامین
پری رویان تنی را درین بزم
رقمزد کلک آن جا دویانے
تسخن کردہ لطف خوشن را
سپان نکتہ سنجان زمانہ
قصیدہ نکتہ سنجے ہد کہ گوے
نکلیش فرادیس سخن را
از و باغ فصاحت شد مطرا
چو شہ طبع این نظم دل آرا



از خواصی فکر از روئے زینت



چه گوهرهای منطومه برآید
قطعه تاریخ ترتیب دیوان نتیجه فکر جناب مولوی امیر صفدر صاحب
وکیل

سکه بر اقلیم منسی چون بزور طبع زد وسعت آباد معانی رونق از وے گرفت شاد از عدل و معاد جود و خلقش عالم بخشش عامش چو افشا ثقیف برق زدگار چون کند عزم خرام راه معنی پردی خاموشی هم معنی دار و لصد سنجیدگی چون در آید در سخن از جنبش لبهای خوش بسکه فیض عام آونزه است فزای عالم است از ره فیضان نطق و لطف لفظ و معنی جای آن دارد که گوید از ره انصاف خلق جای آن دارد که در بان معانی گویش جای آن دارد که گوید مدعی شاعری از پیر تاریخ آتاشش چو کردم فکر ما	خواجہ فخر الدین حسین آن صدر دیوان سخن شد قومی با هست او پشت دوران سخن حترم از فیض جودش نخل بستان سخن تنگ و کوته بایدش پنهان دامن سخن بند و از فکر و تصور نقش بستان سخن بالبش بدم شود نیست ارمان سخن می دید روح سیجا اندر ابدان سخن خار و خس را نیز یابی گل بدامن سخن گر سخن شد جان عالم هست ادب جان سخن هست مضمون کلامش بین ایمان سخن نخلبند سنبیل و نسرن در بحیان سخن نشر حبان و دلم هر شعر دیوان سخن ما تغم گفت که ای اندر زه خواران سخن
--	--

از سر هوش آری بینی در کتاب و اهل آن

این بود اقلیم سنی آن جانان سخن
 قطعه تاریخ نشانج طبع عالی سرید شعری نامی جناب لوی شاه محمدی صاب
 عظیم آبادی

شاعر عالی طبیعت نواجه فخرالدین حسین
 منطبع فرمود طبع شاعران نخرم نمود
 آنکه در بزم سخن سخنان بود تابند شمع
 چون کلام دلکش و ساخت با صد زیب و طبع

گر که پرسد ز سال طبع این دیوان سخن
 که طلسم ناز و دیوان سخن گردیده طبع
 ۱۱۳۰ هـ

ایضا

ادین دیوان برای علم و دانش
 آویخته ام از سر السام تاریخ
 شود روشن گرامی پای پیخته
 زبیه دیوان بود در مایه پیخته
 ۱۱۳۰ هـ

ایضا

سخنور سخن نواجب با کمال
 ز او لا و مود و و چستی بود
 فقیری کند در لباس ششم
 بود شمع کاشانه علم و فقر
 ز فکر فیض و خشنودی
 سخن را بود از سخن چستبار
 کز وزند گردید نام سخن
 فلک زرد با نایب نام سخن
 زبیه خوبه انتظام سخن
 بر افلاک باشد مقام سخن
 چون خور یافت ماه تمام سخن
 ز ذات سخن چشام سخن

چو صبا بریزد ز جام سخن	همه شوخی غالب دہلوی
بود طرقت زنجیر دامن سخن	معانی در اشعار او قیاس
بنو طرزیست اہتمام سخن	پیراز معنی تازہ دیوان است
ز تند ہیرا و شد نظام سخن	ہلک سخن ہست ملک کلام
ایا ز بلاغت غلام سخن	بود خواجہ محمود در شاعران
ز ہر رفعت کاخ و بام سخن	مہ غالب نامور روشن ہست
بود برق افشان حسام سخن	گریزند اعدا ز پیکار او
پیش فتح اندر نیام سخن	بود تیغ ہزاران شیر آلہ
قوات رسید بہ گام سخن	بہ بیدارے اشعار از اہل فن
چکد ہمد و شکر جام سخن	حلاوت گلو سوز در نظم او است
ہمہ آمدہ در ہسام سخن	بلاغت فصاحت نزاکت بشیر
دہر جلوت ہج و شام سخن	زہے نور و اقبال و اعزاز او
سند فلک بہت رام سخن	باین ہشت رقماری و کجروی
کہ دارم شرف با سلام سخن	کنم ناز ز بر خویش بر بخت خویش
کنم بہ سکوت اختتام سخن	شنائے سخن نیست حدیچو من
ہیات دہت و قیام سخن	بخواہم ز حق تا برد و قیام
کہ گردد اعم فیض عام سخن	شدہ طبع دیوان پاکیزہ اش

چہ دیوان کہ شائش سال آمدہ	ز ہر لطف حسن کلام سخن
بلاغت بہر لفظ باشد	فصاحت بمعنی غلام سخن
کنند ہر کہ باشد سخن آشنا	ز نظم سخن احترام سخن
عیانست محتاج تشریح نیست	کمال سخن از کلام سخن
چو بختند اجاب تاریخ طبع	ز کجی کین مستہام سخن

ہیں مصرع لغت انشا نمود شدہ طبع عالی کلام سخن	
قطعات تاریخ از ستایج فکر مخمور نازک خیال جناب مولوی محمد شاہ صاحب شہرت عظیم آبادی	
خواجہ بابہ مانجواہ فخر الدین حسین	ہر غزل دیوان کی خنکی لا جواب
ہر سخن انکابہ از قند و نبات	ہر فصاحت سے بھری انکی کتاب
شاہد مضمون پہ جی ہو لوٹ پوٹ	حسن معنی پر ہر دل کو اضطراب
ہو ادب بندری پہ دل کو بے کلی	منفصل جو بخش صفا سے مہتاب
بندش الفاظ سے کٹ کٹ گئے	دل میں حجاب کما کر اپنے پیچ و تاب
ہر سخن قفل خوشی ہو گیا	بند ہر اب معرض کے لب کا باب
مصرع تاریخ شہرت نے کہا کیا ہر دیوان بعدیل و انتخاب	

ایضاً تاریخ ترتیب دیوان

خواجہ فخر الدین سخن نے واہ کیا دیوان لکھا جسکے ہر ہر شعر پر بیتاب ہو صبر و شکیب
ہر حرف و نقطہ سے تاریخ شہرت آشکار واہ لکھا ایک قلم مذکور عشق و مہر و فرب

قطعه تاریخ نتیجہ فکر گہر بار جناب محمد علی خاں صاحب رئیس ضلع مونگیر
شاگرد جناب نواب اسد اللہ خان غالب مرحوم

جناب خواجہ فخر الدین بہادر
بطور عاشقانہ گفت دیوان
زمین شعر او ہم اوج گردون
بفکر تازہ داؤ نظم دادہ
بگفت دی الفاضل گارین
بہ بین محسوس حلاش بہر حاسد
کہ زندہ باز از و نام سخن شد
کہ مطبوع دل ہر اہل فن شد
نقاش رشک پر وین و پرین شد
کز و متوک مضمون کمن شد
بیاض صنف رشک صد چین شد
کہ در وصفش زبان قفل دہن شد

سراے اعدا زودہ تاریخ گفتم
ز دل مقبول دیوان سخن شد

قطعه نتیجہ افکار تقاؤہ دو دمان مرتضوی جناب شاہ محمد غریب الدین صاحب
گورنمنٹ تحصیلدار و رئیس مونگیر

چو شد طبع این نظم عالی مرتبت
ز افکار طبع روحان سخن
ز رشحات کلام ہمایون رقم
شدہ تازہ تر گلستان سخن

چو انجسم نایند الفاظ او	به بین صفحہ را آسمان سخن
چو فرستم سو فکرتایخ طبع	ندا آمد از نکتہ دان سخن
کیست سنت این نسکه در زمزمه	گلو بلبلے بوستان سخن

ایضاً

بفضل خداے جهان آفرین	یہ دیوان جو ترتیب پا کر چپا
ہوا شاعرون میں بصدا بنساط	یہی غل کلام مخمور چپا
عیان آب و تاب مضامین	کہ تجسہ سخن کا یہ گوہر چپا
مرصع گہرائے الفاظ ہے	عروس مضامین کا زیور چپا
مناجات میں تھا گرچہ پیہر بطیر	لطافت میں بھی رہے بزمِ مکہ چپا
بفصاحت کا نسخہ ہوا منطبع	بلاغت کا یہ شہمہ دفتر چپا

چپے یون توصد نادوا دین حمزہ
یہ مثل دیوان بھی بہتر چپا

قطعه تاریخ ترتیب دیوان از قشعی نواز شش حسین صاحب
نواز شش متوطن بونگیر

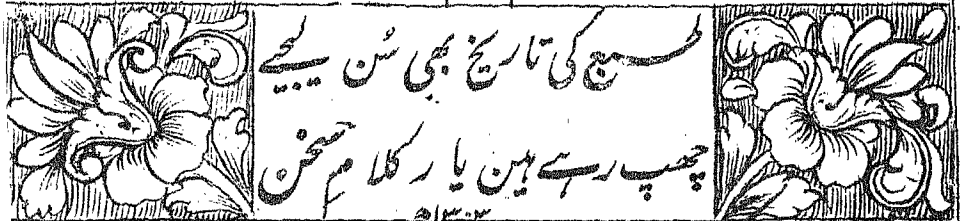
مترتب شد چو این دیوان رنگین	بفکر نکتہ سنجی خوش بیانی
رقم شد سال ترتیبش نوازش	کلام شاعر شیرین زبانی



نوازش چہا جب یہ دیوان رنگین
کہ لہراتی ہو جبین موج فصاحت
کسی طبع روشن نے تاریخ اسکی
کہ ہو مہر تابان اوج فصاحت

قطعہ تاریخ از تاج فکر جناب شیخ علی محمد صاحب شمشاد شاگرد
سید انور علی شاہ

زندہ اسی نظم سے رہ جائیگا
حشر تک آفاق بین نام سخن
پوچھے اُن لوگوں سے اُسکا مزا
پتہ ہیں شمشاد جو بسام سخن



تاریخ نتیجہ فکر جناب مولوی سید عنایت حسین صاحب
متخلص صفی

چودویان سخن گشتہ مرتب
دل اہل سخن از جانش بگزن
صفی در عین فکر از ہاتف غیب
زہے شیرین سخن تاریخ بشین

قطعہ تاریخ از تاج فکر جناب منشی اشرف علی صاحب متخلص از
ملازم مطبع اودھ خبار

دیوان سخن چو گشت مطبوع
از فضل خدا سے عالم آرا
اشرف پے سالانہ غیب
سند یہ شوخ طبع گفتا

قطعہ تاریخ ترتیب دیوان سخن دہلوی از فکر بلند جناب شاہ
محمد عزیز الدین صاحب متخلص بعزیز رئیس عظم نگہبر

دیوان سخن روضہ رضوان ہو تو ہر لفظ	گلدستہ گلمائے گلستان سخن ہو
ہر اک غزل اسکی ہو غزالِ ختن آرا	ہر بحر روان موجبہ عمان سخن ہو
جو زمزمستایہ ہو وہ ہو غمرہ دہر	جو شاہ مضمون ہو دل و جان سخن ہو
خوشبو و پسینہ ساحت سے معطر ہیں اوراق	گویا یہ ریاض گل و ریحان سخن ہو
کیونکہ نہ توصیف ہو کس اہل سخن کی	جو نام خدا ہند میں خاقان سخن ہو
واجب ہو سخن سنج پہ گو مدح سخن کی	پر طول سخن منکشان سخن ہو

لکھتا ہو عزیز از سر انصاف یہ تاریخ
بہر زینتانی سے یہ دیوان سخن ہو

قطعہ تاریخ طبع دیوان از تاریخ فکر آسمان پیوند جناب نقشی حامد حبیب صاحب
متخلص بہ حامد لکھنوی شاہ اگر ورثہ جناب نقشی امیر اللہ صفا تسلیم

چنپ چکا دیوان جو حکم نقشی زیجاہ سے	ہو گیا مقبول عالم از رہ شان سخن
لوہے شہوار ہو ہر لفظ اس دیوان کا	کیون نہ مملو ہو ہر معنی سے دامان سخن
ستھرے ستھرے لفظ بندش صفا مضمون با مذاق	بیت ہر اک بیت معنی واہری شان سخن
یہ صد آتی ہو روح سعدی شیراز	از سخن شد بعد من تازہ گلستان سخن
منہ بش کو اگر دیکھے کوئی انصاف سے	اسکے ہر پہلو سے پائے شوکت شان سخن

سُن لے حاسد بھی اگر اشعار اس دیوان کے
یوں کہے باقی نہیں ب دل میں رمان سخن

جسکو دوق شعر ہوتا تھا دُنادی اسکو یوں
ہو اگر لطف سخن آدیکھ دیوان سخن

ایضا

بلاغت میں ہر فرد دیوان سخن کا
ہر ایک شعرین ہر بیان فصیح
لکھو جلد حامد یہ تازیخ تم بھی
چھی کیا ہر نظم زبان فصیح

قطعه تاسیخ ترتیب دیوان از جناب حکیم شورشین صاحب وکیل
عدالت مونگیر متخلص بہ فیض

جناب خواجہ خضر الدین بہادر
خوشا نظم زہے دیوان نادر
زادرا قش خبیل اور اقی طوبی
زر نیکینی الفاظ و مضامین
دم سبحان مدیح مغنیش گشت
بہ نظم مختصر و صفحہ چ گشت
کر و تازہ گلستان سخن شد
عیان زد شوکت و شایان سخن شد
سطور رشک بستان سخن شد
برنگ بوسے گل جان سخن شد
لب یوسف شناخوان سخن شد
بہ بین ہر بیت دوکان سخن شد

نو شتم فیض تاسیخ از سر کلک
پند سب دیوان سخن شد

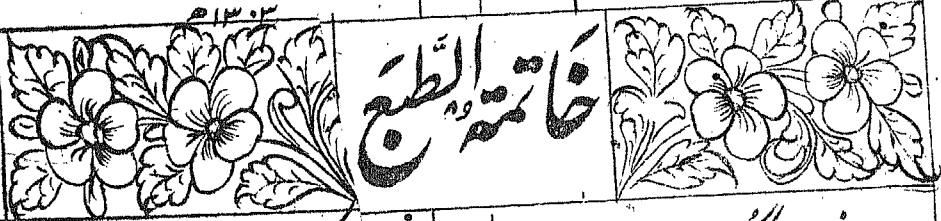
تاسیخ طبع دیوان سخن دہلوی طبع از شاعر نیکین خیال جناب ششی

کنور چندی سہاے صاحب خلیف جناب راجہ جلال صاحب بہادر

رئیس لکھنؤ

شد چو دیوان سخن رونق فزا از حسن طبع تازہ شد از روز قدح جنس دکان سخن

صرع تاج سال طبع بنو شتم ہمال طبع شد پب وزیا واہ دیوان سخن



بہارِ فصلِ گل ساقی پھر آئی دل بہ شکن نے منہ کی کھائی

لگا دے بے تامل لب سے ساغر کرن احسان نیا پیغلہ ن پر

و گل رنگ سے اب زندگی ہو اہم ہو وہ جہان دل کی خوشی ہو

شاہقانِ علم و فن کو مژدہ فرجت افزا اور عاشقانِ شعر و سخن کو نویدِ مسرت انتہا کہ اس

زمانِ فرحتی تو امان میں گلہ نشہ ہمیشہ بہار گل بے ارطہ دستارِ سخنوری گوہرِ اکیلی

شاعری گلشنِ نویدِ گلشنِ فصاحت تیو نور سیدہ شاخسارِ بلاغت مسکنِ انتہا پ

سینہٴ نفستہ جگر ان مہم ناسورِ مجوران دریاں و ذخیرہٴ ریاحین رنگین بیانی کلام

بیشل دلا ثانی نمونہٴ سوسامری دیوانِ سخن دہلوی دیوان کیا ہو سراپا اعجاز ہو

سرایہٴ مخزنِ ناز ہو قمرِ صورت سراپا جو دیوان + ضیاء میں ہو وہ رشکِ دیوان

اور مصرعون کا بحال ہو کہ نظم

اسی کارنگِ مثلِ روے جانان * * * تازہ کار

ماہِ تابان

کوئی مصروفِ غیبِ صحت یار	کوئی عاشقِ عیشِ سینه انگار
نوا بجی مینِ طاروسانِ غلی رنگ	تلذذ مینِ کشورِ خفا جرتنگ
ترتم خیز مرغِ انِ خوش الحان	کھین فریا و بلبلِ مرثیہ خوان

نتیجہ طبعِ شہورِ عالی گفتم از سرِ شاعرانِ دیار و امصار یا دو کا عجب اسے تقدیر
 شریکِ کلامِ متاخرین و شعر از زمانِ محمود و ابستہ الکا بر و الایمان
 اسوۃ الفضلاء العظام زبدۃ اللہ الکرام البری من الشیخین جناب مولوی
 سید محمد شمس الدین حسین صاحبِ بہادری و مخلص بیٹمن دہلوی شاکر و رشید مطلوب
 کل طالبِ نواب مرزا نوشہ صاحبِ التخلص بہ غالب بر و اللہ شہید بہادری و
 شی نول کشور لائزال فرح و السرور واقع لکھنؤ میں حبیب الدین
 مصنفِ مدوح بطرزِ بایستہ و عنوانِ شالیستہ باہ جولائی ۱۳۱۲ء مطابق ماہِ شمس
 سن ۱۳۱۲ ہجری بار اول طبع ہو کر انبلی خلوت عاشقان اور طلبینِ مہم شائقینِ مدح

تمام شد

CALL No. { 240 ACC. No. 1615
AUTHOR
TITLE

[illegible]

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES :-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for text-books and 10 P. per vol. per day for general books kept over-due.

